محروم ہونگے ولکم یقل بہ احد یہ خود مذہب شیعہ کے خلاف ہے۔ وہ خود فرماتے ہین کہ خمس مین سے نصف امام وقت کا اور باقی نصف یتامی اور مساکین اور ابن سبیل کا ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کی تفسیر مین مجمع البیان طبرسی مین لکھا ہے اختلف العلماء فی کیفیۃ قسمۃ الخمس ومن یستحقہ علی اقوال احدھا ما ذھب الیہ اصحابنا وھو ان الخمس یقسم علی ستۃ اسہم فسھم للہ وسھم للرسول وھذان السھمان مع سھم ذی القربی للامام القائم مقام الرسول وسھم لیتامی آل محمد وسھم لمساکینھم وسھم لابناء سبیلھم لایشرکھم فی ذلک غیرھم لان اللہ سبحانہ حرم علیھم الصدقات لکونھا اوساخ الناس وعوضھم من ذلک الخمس۔ روی ذلک الطبری عن علی بن الحسین زین العابدین ومحمد بن علی الباقر واختلف فی ذوی القربی فقیل ھم بنوھاشم خاصۃ من ولد عبد المطلب لان ھاشم لم یعقب الا منہ عن ابن عباس ومجاھد والیہ ذھب اصحابنا یعنی کیفیت قسمت خمس مین علما کا اختلاف ہے اور اون لوگون مین کہ اسکے کون کون مستحق ہین۔ ہمارے علما کا یہ مذہب ہے کہ خمس کے چھ حصے کیے جائین۔ ایک حصہ اللہ کا اور ایک حصہ رسول کا۔ اور یہ دونو حصے مع ایک حصہ ذی القربی کے امام کا ہے جو قائم مقام رسول ہے۔ اور ایک سہم آل محمد کے یتیمونکا اور ایک اونھین کے مساکین کا اور ایک اونھین کے مسافرین کا۔ آل محمد کا کوئی اور شریک اسمین نہین ہوتا۔ اسلیے کہ اللہ تعالی نے صدقات کو بوجہ لوگون کے میل ہونے کے آل محمد پر حرام کردیا ہے اور اوسکے عوض مین اونکو بھی خمس دیا ہے۔ طبری نے امام زین العابدین اور امام باقر سے یہ روایت کی ہے۔ دوسرا اختلاف ذوالقربی مین ہے کہ اوس سے کون مراد ہین۔ بعضے کہتے ہین کہ اس سے مراد خاص بنی ہاشم اولاد عبد المطلب ہین۔ کیونکہ ہاشم کی نسل عبد المطلب ہی سے چلی ہے۔ یہ مروی ہے ابن عباس اور مجاہد سے۔ اور یہی مذہب ہے ہمارے علما کا۔

اور تفسیر قمی مین ہے فمن الغنیمۃ یخرج الخمس ویقسم علی ستۃ اسھم

سهم لله وسهم لرسول الله وسهم للامام فسهم الله وسهم الرسول يرثه الامام فيكون للامام ثلاثة اسهم من ستة وثلاثة اسهم لايتام آل الرسول ومساكينهم وابناء سبيلهم

غرضکہ کسی پہلو یہ بات ٹھیک نہین بیٹھتی کہ ذوالقربی کے معنی پیغمبر نجانتے ہون اور اون اقارب کو جن کا حق دینا چاہیے آپ نہ پہچانتے ہون اور باوجود نازل ہونے متعدد آیات کے جو متعلق احسان ذی القربی کے ہین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیہ وآت ذالقربی کے نازل ہونے پر جبریل امین سے پوچھنے پر مجبور ہوے ہون - اور خدا نے فرمایا ہو کہ ذوالقربی سے مراد فاطمہ ہین اور فدک جسکی آمدنی سالانہ چالیس یا ستر ہزار دینار تھی اون کو دیکر پیغمبر خدا صلعم ادائے حقوق سے سبکدوش ہوگئے ہون اور باقی تمام رشتہ دارون اور مسکینون اور مسافرون کو محروم چھوڑ دیا ہو - وكيف يجوز لاحد من المسلمين ان يتكلم بمثل هذا او يبدل كلام الله من تلقاء نفسه ويحرفه عن موضعه سبحانك هذا بهتان عظيم

کیا یہ بات قیاس مین آسکتی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فدک جسکی آمدنی چوبیس ہزار دینار کہی جاتی ہے حضرت فاطمہ کو دیدیا ہو

روایتون اور حکایتون کو ایک طرف رکھکر اور اونکے تناقض اور باہمی اختلاف سے بھی قطع نظر کر کے اس بحث کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا اور ایک منصف غیر متعصب آدمی کی طرح اوسپر غور کرنا چاہیے - تاکہ معلوم ہو کہ آیا اوسی زمانے مین جبکہ پیغمبر خدا صلعم نے فدک حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا غنیمت یا فئے یا خراج یا اور کسی قسم کی آمدنی ایسی کافی ووافی تھی کہ جس سے اخراجات جو اوسوقت اسلام کی اشاعت اور مسلمانون کی حفاظت اور کفار کے حملون سے بچانے اور اونپر جہاد کرنے اور وفود یعنی ایلچیون اور مہمانون کے ٹھہرانے اور تحف وہدایا دینے کے لیے ضروری تھے بغیر کسی دقت کے ادا ہوسکتے - اور موجودہ حالت اوس زمانے کی ایسی تھی کہ پیغمبر خدا صلعم چوبیس ہزار یا ستر ہزار دینار کی سالانہ آمدنی کی جاگیر اپنی بیٹی کو بخشدیتے - اور

کیا آنحضرت صلعم کی سیرت اور عادت ایسی تھی کہ مہاجرین و انصار اور عامہ مسلمین کا خیال نکرکے اور اونکو تنگی اور افلاس مین چھوڑکر جو کچھ آپکے حصے مین آیا تھا (بشرطیکہ اوسکو ہم آپ کا ذاتی حصہ سمجھین) وہ اپنے رشتہ دارون مین سے کسی ایک چہیتے رشتہ دار کو دیدیتے - ہم یہ کہتے ہین کہ ان باتون پر خیال کرنے سے ایک لحظہ کے لیے بھی کوئی آدمی ہبہ کی روایت کو صحیح نہ سمجھیگا اور نہ پیغمبر خدا صلعم کی شان اور خصلت اور سیرت اور حالت کے مطابق پائیگا - اسلیے کہ فدک ساتوین برس ہجرت کے پیغمبر خدا صلعم کے قبضے مین آیا - اور وہ زمانہ نہایت عسرت اور تنگی کا تھا حضرت کی خود یہ حالت تھی کہ فاقے پر فاقے کرتے اور بھوک کی تکلیف سے دو دو دن تک شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور اہل بیت کا یہ حال تھا کہ نان جوین کو محتاج تھے اور ضروری حاجتون کے پورا کرنے کے لیے بھی کچھ سرمایہ نرکھتے تھے مہاجرین گھر بار چھوڑے ہوے مدینے مین دوسرون کے یہان پڑے ہوے تھے اور وہ اپنے اوپر تنگی اوٹھاکر اور ایثار علی النفس کرکے اونکی مدد کرتے تھے - اور حالت اسلام کی یہ تھی کہ چارون طرف سے دشمنون کا ہجوم تھا اور ہر جانب سے حملہ اور لڑائی کا اندیشہ - ہر روز جہاد کی ضرورت پیش آتی - اور ہر وقت دشمنون کا کھٹکا لگا رہتا - اسلام کے لشکر کی تیاری اور اونکے لیے آلات حرب و ضرب تیار کرنے کے لیے پیغمبر خدا صلعم کو ہر دم فکر لگی رہتی - وفود اور ایلچی اور قاصد چارون طرف سے چلے آتے اور اونکی مہمانداری اونکی حالت کے مطابق کرنی پڑتی - اور نیز تحفت اور ہدایا جو وہ لاتے اونکے موافق اونھین آپکو بھی دینا پڑتے اور ان اخراجات کے لیے مسلمانون سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی اور اسکام مین اعانت کرنے کے لیے خدا کی طرف سے رغبت دلانے والی آیتین نازل ہوتی رہتین - اور مسلمان جو کچھ استطاعت رکھتے تھے وہ اپنے حوصلے اور استطاعت کے موافق مال سے اثاث البیت سے کپڑے سے غلے سے غرضکہ ہر طرح سے مدد کرتے یہان تک کہ جو مفلس اور فقیر تھے وہ بھی بوقت ضرورت اپنے اوپر خود فاقہ کرتے اور جو کچھ اونکے پاس کھانے کو ہوتا وہ فی سبیل اللہ آنحضرت صلعم کے سامنے لاکر رکھدیتے - تو کیا ایسی تنگی کے زمانے مین کسی معمولی آدمی سے بھی

جوکسی گروہ کی سرداری کا دعوی کرتا ہو یاکسی قسم کی اولوالعزمی کے خیال رکھتا ہوا وراپنے گروہ کی حفاظت کا ذمہ دار ہو یہ توقع ہوسکتی ہے کہ جو کچھ اوسکو ملے وہ بجاے اسکے کہ اون اغراض ومقاصد مین کام مین لاوے جوا وسکے پیش نظر ہون اپنے رشتہ دارون کو دیدے۔ اور پھر رشتہ دارون مین بھی سب کے ساتھ انصاف نکرے۔ بلکہ سب کے حقوق تلف اور ضائع کرکے صرف اپنے ایک چہیتے فرزند کو دیدے۔ توکیا ایسے شخص کو دنیاوی لحاظ سے بھی کوئی سرداری کے قابل سمجھے گا یا اوسکے لشکری اوسے سردار رہانین گے۔ یا کچھ بھی ایسے شخص کی عزت اونکے دلمین ہوگی۔ یا سواے خودغرضی اور نفس پروری کے کوئی دوسرا خیال اوسکی نسبت کیا جائیگا۔ چہ جاے اسکے کہ ایک ایسی ذات پاک کی نسبت یہ امر منسوب کیا جاے جو دین کا پیشوا اور تمام دنیا کا سردار اور سارے خلق مین برگزیدہ اور خدا کا پیارا ہو۔ اور جسکو خدانے اخلاق مکارم کی تکمیل کے لیے بھیجا ہو۔ اور جس نے خودغرضی اور نفس پروری کو بیخ وبن سے اوکھاڑ دیا ہو۔ اور جسنے ہمیشہ ایثار علی النفس پر خود عمل کیا ہوا اور اپنے عزیزون اور رشتہ دارون کو ہر حالت اور ہر موقع پر اسی بات کی نصیحت کی ہو۔ اور اونسے ہمیشہ اسکی تعمیل کرائی ہو۔ اور جسکے عزیز اور رشتہ دار بھی ایسے ہون جنکے زہد اور پرہیزگاری اور ترک دنیا پر خداوند تعالی نے اظہار خوشنودی اور رضامندی فرمایا ہو۔ اور جو فیض اور سخاوت اور دوسرون کے آرام دینے کو اپنے اوپر مقدم رکھتے رہے ہون اور جو دنیا کے تعلقات سے نفرت رکھنے اور دنیا سے بے تعلق رہنے مین زمین پر انسانونمین ضرب المثل اور آسمانون مین خدا کے فرشتون کے سامنے ممدوح اور بے غرضی اور نفس کشی مین سارے دنیا کے لیے ایک نمونہ ہون۔ کیا ایسے شخص کی نسبت کوئی یہ خیال کرسکتا ہے کہ وہ سب کا خیال چھوڑکر جو کچھ ملے وہ اپنے ایک عزیز کو دیدے۔ اور کیا اوسکے عزیزون سے یہ امید ہوسکتی ہے کہ اور سب کو عسرت وتنگی کی حالت مین چھوڑکر جو کچھ اوسکے باپ کا حصہ ہوا وسے تنہا اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے لینا پسند کرے۔ ہرگز نہین ہرگز نہین۔ درحقیقت اگر ہبہ فدک کی روایت صحیح مانی جاے

اور فدک کا خراج چوبیس یا ستر ہزار دینار تسلیم کیا جاے تو منکرین نبوت کو آپ کی نبوت مین شکوک پیدا کرنے کا اچھا موقع ملیگا۔ اور دشمنون کے ہاتھ مین گویا یہ ایک عمدہ ہتیار دینا ہوگا۔ حضرات امامیہ اہل بیت کی محبت مین گو ایسے مستغرق ہون کہ اونکو اس قسم کی باتون کے برے نتائج سمجھ مین نہ آوین۔ اور صحابۂ کرام کے اوپر الزام لگانے کے لیے جیسی روایتین چاہین بنا کر پیش کرین۔ مگر ہمارے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اور ہم تو اس قسم کے خیال سے جس سے پیغمبر خدا کی شان مین ذرا بھی داغ آوے لاکھون کوس بھاگتے ہین۔

اب ہم اسکو ثابت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کا زمانہ تنگی و افلاس کا تھا اور جہاد کے لیے کافی سامان مہیا نہ تھا اور نہایت تکلیف اور تنگی سے جہاد کا سامان جمع کیا جاتا تھا۔ چنانچہ خود شیعون کے یہان سے اس کا ثبوت ہوتا ہے اور اونکی تواریخ مین لکھا ہے کہ آخری غزوہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا تبوک ہے۔ جو ۹ھ مین ہوا۔ اسوقت ایسی تنگی اور مصیبت مسلمانون پر تھی کہ اس غزوے کا نام جیش العسرہ ہوگیا۔ اور خدا کی طرف سے آیات ترغیب و ترہیب نازل ہونے لگین۔ اور مسلمان جو ایمان مین صادق تھے مدد کرنے لگے چنانچہ جب آیہ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ نازل ہوئی۔ اور آنحضرت صلعم نے جہاد کی تحریص اور جان و مال سے مدد دینے کی ترغیب شروع کی تو مدینے مین ایک ہل چل مچ گئی۔ حضرت عثمان رضؓ نے دوسو اونٹ اور دوسو اوقیہ چاندی کے شام کی تجارت کے لیے جمع کیے تھے وہ سب آنحضرت صلعم کے سامنے تجہیز لشکر کے لیے حاضر کر دیے۔ جسپر پیغمبر خدا نے فرمایا لا یضر عثمان ما عمل بعد هذا اور ایک روایت مین یہ ہے کہ تین سو اونٹ مع سامان کے اور ہزار مثقال زر سرخ پیش کیا اوسپر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا اللھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض حضرت عمر رضؓ نے آدھا مال اپنا آنحضرت صلعم کے سامنے حاضر کیا۔ آپ نے پوچھا کہ تمنے اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے جواب دیا کہ اتنا ہی اونکے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر آئے اور کل مال و متاع اپنا تمامہ

پیغمبر صاحب کے سامنے رکھدیا۔ آپ نے پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کیا رکھا ہے۔ جواب مین عرض کیا اذخرت اللّٰہ ورسولہ یعنی خدا اور رسول کو اونکے لیے چھوڑا ہے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی نے چالیس اوقیہ اور ایک روایت مین چار ہزار درہم پیش کیے اور عرض کیا کہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے آدھا خدا کو قرض دیا اور آدھا اپنے اہل وعیال کے لیے چھوڑا۔ اسی طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب اور طلحہ بن عبیداللہ اور سعد بن عبادہ اور محمد بن سلمہ نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق رقم حاضر کی اور چونکہ ضرورت شدید تھی اور جہاد کے سامان جمع کرنے کے لیے آنحضرت صلعم کو نہایت فکر تھی اسیلیے جن مسلمانون کے پاس روپیہ نہ تھا نہ مال ومتاع اونھون نے کھانیکا سامان جو کچھ مل سکا وہی حاضر کردیا۔ چنانچہ عاصم بن عدی انصاری نے سو وسق خرمے لشکر کے سامان کے لیے پیش کیے۔ اور ابو عقیل انصاری نے آدھا صاع یعنی سوا سیر یا ایک صاع یعنی ڈھائی سیر چھوارے ہی حاضر کیے اور کہا کہ کل صبح تک مین نے پانی بھرا اور دو دن مزدوری کی اوسمین مجھے دو صاع خرما یعنی پانچ سیر چھوارے ملے ہین ایک اپنے عیال کے لیے رکھا ہے اور دوسرا آپ کے سامنے حاضر کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اونکے پیش کیے ہوے خرمے کو سب مال کے اوپر رکھین اسپر منافقون نے بنظر حقارت اونکے صدقے کو دیکھا اور اوسکی کمی پر عیب لگایا۔ اوسپر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔ اور آخر کار یہان تک نوبت پہونچی کہ عورتون نے اپنا زیور اوتار اوتار کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجا اور بعض لوگ ایسے بھی رہگئے جنکے پاس نہ مال تھا نہ اثاث البیت۔ اور لشکر کے ساتھ جانے کے لیے سواری تک نہ تھی۔ چنانچہ اونمین سے سالم بن عمیر وعتبہ بن زید وابولیلی وعمرو بن عنمہ اسلمی اور عبداللہ بن مغفل وغیرہ تھے کہ جو آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا یارسول اللہ لیس بنا قوۃ ان نخرج معك کہ نہ ہمارے پاس کچھ سرمایہ ہے نہ کچھ سامان کہ آپ کے ساتھ ہم

چل سکین ہر طرح کی قوت و ثروت سے ہمارا ہاتھ خالی ہے۔ ہمین کچھ سواری عنایت فرمایئے
تاکہ ہم ہمراہ ہون۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو وہ میرے پاس نہین ہے یعنی بوجہ تنگی
اور کمی سامان کے کوئی زائد سواری نہ تھی جو آپ اونکو دیتے چنانچہ یہ لوگ یہ جواب سنکر روتے
ہوئے باہر نکلے اور بکائین کی جماعت سے ملقب ہوئے۔ اور یہ آیت اونکی شان مین نازل
ہوئی وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ
مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ
وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ
لَا يَعْلَمُونَ ۝ آخر ابن یامین نے ابو لیلی اور ابو مغفل کو ایک اونٹ دیا تاکہ باری باری وہ
اوسپر بیٹھین اور اونکی زاد راہ کے لیے ایک صاع یعنی ڈھائی سیر خرمے بھی دیے۔ غرضکہ
اسطرح پر سامان جمع کیا گیا اور لوگون نے مدد کی اسپر بھی منجملہ تیس ہزار آدمی کے صرف ہزار
آدمیون کے پاس سواری تھی باقی سب پیادہ۔ غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آخری غزوہ
آنحضرت صلعم کا ایسی تکلیف کا تھا اور اخیر زمانے مین آپ پر اور آپکے لشکر پر ایسی تنگی اور
تکلیف تھی کہ لوگ سیر سیر بھر خرمے تجہیز لشکر کے لیے پیش کرتے اور وہ قبول کیا جاتا اور باوجود
ہر طرح کی مدد و اعانت کے کافی سامان مہیا نہو سکتا اور لوگ بوجہ سواری نملنے کے لشکر کے ساتھ
نجا سکتے۔ اور بے استطاعتی سے مایوس ہو کر روتے رہجاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بھی کسی قسم کی مدد سواری وغیرہ سے نکر سکتے۔

پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت
عمر رضہ آئے اور آنحضرت صلعم کی اوس کوٹھری کو دیکھا جسمین آپ کا سامان رہتا تھا تو سوائے
ڈھائی سیر جو کے اور چند دباغت کی ہوئی کھالون کے کچھ ندیکھا۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اے
ابن خطاب تم کیا دیکھتے ہو تو اونھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ خدا کے رسول ہین
اور یہ کل خزانہ آپ کا ہے حالانکہ قیصر و کسرے اور مرد مان روم و فارس کے کیسی زندگی

بسر کرتے ہین - آپ نے فرمایا وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

یہ نہ خیال کیا جاے کہ آپ پر مصارف کی تنگی ابتدا ے زمانے مین تھی اور اخیر مین غنائم اور فئے وغیرہ کی آمدنی سے کچھ تکلیف کم ہو گئی ہو گی بلکہ اخیر وقت تک عسرت کا وہی حال رہا - اور اگرچہ کسی قدر مداخل غنائم اور فئے سے ہونے لگے لیکن مخارج اسقدر بڑھ گئے تھے کہ کسی طرح پورے نہوتے تھے - اور شب و روز آنحضرت صلعم کو تکلیف اوٹھانی پڑتی تھی چنانچہ اسکے ثبوت مین ہم ایک روایت کافی کی پیش کرتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ بعد حجۃ الوداع کے جو آخری سال آپ کی زندگی کا ہے آپ کی مالی حالت کیسی تھی - کتاب مذکور کے جزو سوم کتاب الحجہ کے باب شصت و چہارم مین جسکا عنوان ما نص اللہ و رسولہ علی الائمۃ واحدا واحدا ہے ایک طویل حدیث امام جعفر صادق ؑ سے درج ہے - جس مین یہ لکھا ہے کہ جب رسولخدا حجۃ الوداع سے لوٹے اور مدینے مین داخل ہوے تو انصار آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا یارسول اللہ خداوند تعالی نے ہمکو یہ عزت بخشی کہ آپ ہمارے یہان تشریف لاے اور اپنے آنے سے ہمکو مشرف کیا - اور آپکی بدولت خدا نے ہمارے دوستون کو خوش اور ہمارے دشمنون کو ذلیل کیا - آپ کے پاس باہر سے ایلچی آتے ہین اور آپکے پاس اتنا بھی نہین ہوتا کہ آپ اونکو کچھ عطا فرماوین اسپر آپ کے دشمن ہنستے ہین اور شماتت کرتے ہین اسلیے ہم چاہتے ہین کہ آپ ایک تہائی مال ہمارا قبول فرمائیے تاکہ آپ اوسے ایلچیون کی مدارات اور دعوت اور تحف اور ہدایا مین خرچ کرین آپ نے یہ سنکر انتظار فرمایا اور جبریل امین ؑ یہ آیت لاے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى الآیۃ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب زمانہ وفات تک آپ کو استطاعت معمولی مصارف کے ادا کرنیکی بھی نہ تھی تو کیونکر سمجھ مین آسکتا ہے کہ ایسی تنگی کے زمانے مین اور ایسی تکلیف کے وقت مین پیغمبر خدا صلعم فئے کے مال مین سے ایک بڑی جاگیر جسکی آمدنی ستر ہزار دینار کی ہو وہ اپنی بیٹی کو بخشدین - اور ان

تکالیف کا کچھ لحاظ نکرین - اگر حضرات شیعہ یہ کہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے آیندہ کے خیال سے یہ جاگیر حضرت فاطمہ کو بخشدی تھی مگر آمدنی اوسکی آپ ہی صرف فرماتے اور خود حضرت سیدہ قوت مالایموت کے بقدر لیکر سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیا کرتین - مگر یہ جواب قابل اطمینان نہو گا اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم کو اگر منظور نہ تھا کہ حضرت فاطمہؑ اوس سے متمتع ہون یا فراغ حاصل کرین تو ضرورت ہی کیا تھی کہ نام کے لیے جاگیر اونکے نام کر دیتے - اور آیندہ کے خیال سے اپنے اس عمل سے ایک ایسا نمونہ قائم کرتے جو بظاہر نبوت کی شان کے خلاف تھا - اور نیز آیندہ کے خیال سے ستر ہزار دینار کی جاگیر دینے کا آپ کو خیال کیون ہوتا جبکہ خود خداوند تعالی نے آپ سے فرمایا ہو - جیسا کہ خود شیعون کی روایت سے ظاہر ہے کہ یا احمدؐ ان احببت ان تکون اورع الناس فازهد فی الدنیا وارغب فی الاخرة وخذ من الدنیا خفا من الطعام والشراب واللباس ولا تدخر لغد واجعل نومك صلوة وطعامك الجوع وقال الله یا احمد ان المحبة للفقراء والتقرب الیهم قال یارب ومن الفقراء قال رضوا بالقلیل وصبروا علی الجوع وشکروا علی الرخاء ولم یشکوا جوعهم ولا ظمأهم - اور نیز من لا یحضره الفقیہ مین منجملہ اون وصایا کے جو آپ نے حضرت علیؑ کو کی تھین ایک یہ وصیت بھی لکھی ہے یا علی ثلاث من حقائق الایمان الانفاق من الاقتتار وانصافك الناس من نفسك وبذل العلم للمتعلم - اور نیز یہ حدیث بھی ہے کہ آپ نے فرمایا تکون امتی فی الدنیا علی ثلاثة اطباق اما الطبق الاول فلا یحبون جمع المال وادخاره ولا یسعون فی اقتنائه واحتکاره وانما رضوا من الدنیا سد جوعة وستر عورة وغناهم فیها ما بلغ بهم الاخرة فاولئك الامنون الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون - یعنی میری امت دنیا مین تین قسم کی ہوگی اول وہ کہ جمع مال اور ثروت کو پسند نکرین گے اور دنیا کی اشیا سے صرف بقدر سد جوع اور ستر عورت کی کفایت کرین گے اور دولت عقبی کو شرط غنا جانین گے - یہی لوگ ایمان والے ہین جنپر نہ کچھ خوف اور غم ہوگا

اگر بالفرض ہم ان باتون مین سے کسی بات کو خیال مین نہ لاوین اور یہ سمجھکر کہ رسولخدا صلعم

ے آیندہ کا خیال فرماکر اور خلیفون کے ظلم وستم سے جسکا علم اونکو شیعون کے قول کے موافق تھا
اندیشہ کرکے حضرت فاطمہؑ کو فدک دیدیا ہو اور اس سے گویہ مقصود نہو کہ وہ خود اپنی ذات مین اسے
صرف کرین بلکہ آپ کو اطمینان تھا کہ وہ سب خدا کی راہ مین خرچ کردیا کرین گی مگر عزت اور حرمت
قائم رکھنے کے لیے فدک کا دینا مصلحتاً مناسب جانا ہو۔ مگر سیرت نبوی اس خیال کو ہمارے دل مین
آنے نہین دیتی اسلیے کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ آپ کا برتاو اپنے عزیزون کے ساتھ کیا تھا اور اونکے
لیے کچھ آیندہ کی فکر نہین فرماتے تھے۔ اور کسی خیال سے بھی زہد اور توکل اور ایثار علی النفس کے
سوا کچھ اونکے واسطے جمع نکرتے تھے تو ہمارے خیال مین کسی طرح نہین آتا کہ آپنے کسی خیال سے
بھی ایسی بڑی جاگیر اپنی بیٹی کو عطا کردی ہو۔ جب ہم آپکی سیرت پر غور کرتے ہین تو آپ کی ساری
زندگی مین ہم یہی دیکھتے ہین کہ آپنے توکل اور ایثار علی النفس کا خود اپنی ذات سے ایک عمدہ نمونہ قائم
کیا اور اپنے رشتہ دارون اور عزیزون کو بھی اوسکا عمدہ سبق سکھلایا۔ اگر خمس ملا تو اوسمین سے صرف
بقدر قوت لایموت کے اپنے اور اپنے عزیزون کے لیے لیکر باقی سب خدا کی راہ مین صرف کردیا۔ اور
ملکی مصالح اور جہاد کی ضرورتون مین صرف فرمایا۔ اگر فئے مین سے کوئی جائداد ہاتھ آئی تو اوسکی آمدنی
بھی خدا کی ہی راہ مین خرچ کی۔ نہ یہ کہ شیعون کے عقیدے کے مطابق ہم آپ کی سیرت مین یہ پاتے
ہون کہ اگر خمس ملا تو وہ بھی اپنے رشتہ دارون کے لیے مخصوص کردیا۔ اگر فئے مین سے بڑی آمدنی
کی جائداد ہاتھ آئی تو وہ بھی اپنی ہی پیارون کو دیدی۔ اور ایسے وقت مین جبکہ مصیبت اور تنگی چارون
طرف سے مسلمانون کو گھیرے ہوے تھی اور ہر جانب سے الجوع الجوع کی صدا آرہی تھی۔ ایک طرف تو
مسلمان بے سواری کے پیادہ پا جہاد کو چلے جاتے تھے۔ دوسری جانب سے اصحاب صفہ اور فقرا
اور مساکین پر دو دو روز کے فاقے ہوتے تھے۔ نہ اونکے بدن پر کپڑا تھا کہ ستر عورت کرتے۔
اور نہ اونکے پاس ہتیار تھے کہ جہاد مین شریک ہوتے۔ ایسی حالت مین پیغمبر خدا صلعم اور پیغمبر
بھی ایسے پیغمبر جو دنیا کو ترک دنیا کی تعلیم دے رہے ہون اور ایثار علی النفس کا سبق خلق خدا کو
سکھا رہے ہون اس فکر مین کہ اونکے رشتہ دارون کو آیندہ تکلیف نہو اور اونکے بچے اونکے بعد

تکلیف نہ اوٹھاوین اور اس خیال سے ستر ہزار دینار کی جاگیر اونکے لیے علیحدہ کردین۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ باتین آپ کی سیرت مبارک سے کیونکر مطابق ہونگی اور نبوت کی شان اس سے کیونکر ظاہر ہوگی۔ اور دنیا پر آپ کی نبوت کا عمدہ اثر کیونکر پڑے گا۔

اب رہا یہ امر کہ آیا سیرت نبوی وہی تھی جس کا ہمنے نقشہ کھینچا۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ شیعون اور سنیون کی کتابین اس سے بھری پڑی ہین۔ اور کوئی بات اسکے خلاف معلوم نہین ہوتی۔ چنانچہ اور باتون کو جانے دو وہ معاملہ جو خود حضرت فاطمہؑ سے پیش آیا اوسی سے اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ چنانچہ اسکی تصدیق مین ہم چند روایتین لکھتے ہین۔

(۱) کتاب قرب الاسناد مین امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ جناب امیر المؤمنینؑ اور حضرت فاطمہؑ پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے کہ گھر کی خدمت باہم انکی تقسیم کردی جاے۔ آپنے گھر کے اندر کا کام حضرت فاطمہؑ کے اور باہر کا جناب امیر کے متعلق کیا فقط۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھر اور باہر کا کام خود دونو حضرات کرتے تھے کوئی خادم یا خادمہ بہت دنون تک مدد دینے کے لیے بھی نہ تھے۔

(۲) کتاب علل الشرائع مین حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ مین نے اپنی والدہ فاطمہؑ کو دیکھا کہ جمعے کی شب کو محراب مین کھڑی نماز پڑھ رہی ہین اور صبح تک رکوع اور سجود فرماتی رہین۔ بعد ختم نماز کے آپ نے مومنین و مومنات کے لیے دعا کی تو مین نے کہا کہ ای مادر مہربان آپ اپنے لیے کچھ دعا کیون نہین مانگتین۔ حضرت سیدہؑ نے جواب دیا کہ یابنی الجار ثم الدار اول ہمسایہ کا کام کرنا چاہیئے پھر اپنا فقط۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود حضرت سیدہؑ کو ایثار علی النفس کا درجہ یہان تک حاصل تھا کہ اپنے کام پر ہمسایے کے کام کو مقدم سمجھتی تھین۔ اور اون کو اپنے اوپر ترجیح دیتی تھین۔

(۳) علل الشرائع مین حضرت امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے کہ آپ نے قبیلۂ بنی سعد کے ایک آدمی سے کہا کہ مین تمھین اپنے اور فاطمہؑ کے حال سے خبر دیتا ہون کہ اونکو پیغمبر خدا صلعم سب سے

زیادہ چاہتے تھے اوراسپر وہ سارا گھر کا کام خود کرتی تھین - یہان تک آپنے پانی کے گھڑے اوٹھائے کہ آپ کے سینہ مبارک پر اوسکا نشان پڑگیا - اور یہان تک چکی پیسی کہ آپ کے دستہاے مبارک کی کھال سخت پڑگئی - اور یہان تک گھر مین جھاڑو دی کہ آپ کے سب کپڑے غبار آلود ہو جاتے اور کھانا پکانے کے لیے اسقدر آگ سلگانے کی محنت فرماتین کہ اوسکے دھوئین سے آپکے کپڑے سیاہ ہو جاتے - اسی طرح ہر قسم کی تکلیف آپ اوٹھاتین - تب مین نے آپ سے کہا کہ اگر تم اپنے باپ کے پاس جاؤ اور ایک خادم مانگو تو کسی قدر تمھاری یہ تکلیف کم ہو جاے - اسپر وہ پیغمبر خدا کی خدمت مین حاضر ہوئین مگر آپ کو لوگون سے بات چیت کرتے دیکھکر مارے شرم کے واپس چلی آئین - حضرت رسولخدا صلعم سمجھ گئے کہ فاطمہ کسی غرض سے آئی تھین اور بے کہے لوٹ گئین - دوسرے دن آپ تشریف لاے اور پوچھا کہ اے فاطمہ کل تم کس غرض سے آئی تھین - یہ سنکر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک خادم کے مانگنے کے لیے آئی تھین تاکہ اس محنت اور تکلیف سے جو انکو پانی بھرنے اور چکی پیسنے اور جھاڑو دینے مین ہوتی ہے کچھ نجات ملے - یہ سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا مین تم دونو کو وہ چیز نہ بتادون جو خادم سے تم دونو کے حق مین بہتر ہو - اور وہ یہ ہے کہ ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو اسپر تین دفعہ حضرت فاطمہ ع نے کہا رضیت عن اللہ ورسولہ کہ مین خدا اور اوسکے رسول سے راضی ہوئی فقط اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اس محبت کے جو اونھین حضرت فاطمہ ع کے ساتھ تھی اور باوجود دیکھنے اس تکلیف اور محنت کے جو اونھین گھر کے کام کاج کرنے مین ہوتی تھی نہین چاہتے تھے کہ مسلمان غریبون اور مسکینون کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کے لیے آسایش کا سامان مہیا کردین اور ایسے وقت مین جبکہ اور بہت سے ضروری کام درپیش تھے اور مسلمان مفلس ومحتاج - تو آپ اپنی بیٹی کو ایک خادم دیتے - شان نبوت یہی تھی اور رسالت کی تصدیق اور اہل بیت کی عظمت اور آل رسول کے مکارم اخلاق کا ثبوت انھین باتون سے ہوتا ہے -

(۴) کتاب عیون الاخبار مین حضرت امام زین العابدین سے روایت ہے کہ اسما بنت عمیس کہتی

ہین کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلعم حضرت فاطمہؑ کے پاس تشریف لاے اور اونکی گردن مین ایک گلوبند سونیکا دیکھا جسے علی بن ابی طالبؑ نے فئے مین سے انکے لیے خریدا تھا۔ تو رسول اللہ صلعم نے حضرت سیدہؓ سے فرمایا کہ ای فاطمہؑ کیا لوگ نکہین گے کہ فاطمہ محمدؐ کی بیٹی جبابرہ یعنی مغرور امیرون کا سازیور پہنتی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت فاطمہؑ نے اوسی وقت اوسے توڑ دیا اور بیچ ڈالا۔ اور اوس سے ایک غلام خرید کر کے اوسے آزاد کر دیا۔ اس بات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوئے۔

(۵) کافی مین زرارہ امام باقرؑ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم کی عادت تھی کہ جب آپ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے ہر ایک گھر والے سے رخصت ہوتے۔ مگر سب سے آخر حضرت فاطمہؑ کو الوداع کہتے اور اونھین کے گھر سے سفر کو تشریف لیجاتے اور جب سفر سے واپس آتے تو پہلے حضرت فاطمہؑ کے دیکھنے کو تشریف لاتے۔ ایک وقت ایسا ہوا کہ پیغمبر خدا صلعم کسی سفر پر گئے اور جناب امیرؑ نے فئے سے کچھ حصہ پایا اور اوسے فاطمہؑ کو دیدیا اور پھر خود پیغمبر صلعم سے جاملے۔ جناب امیر کی غیبت مین حضرت فاطمہؑ نے دو کنگن چاندی کے بناے اور ایک پردہ اپنے دروازے پر لٹکایا۔ جب پیغمبر خدا صلعم پھر مدینے مین واپس تشریف لاے اور مسجد سے موافق اپنی عادت کے سیدھے فاطمہؑ کے گھر مین آے فاطمہ خوش خوش آپ کی طرف دوڑین۔ رسول خدا صلعم نے جون ہی آپ کے ہاتھ مین وہ کنگن دیکھے اور دروازے کے پردے پر نظر کی ویسے ہی بغیر اسکے کہ بیٹھین واپس تشریف لیگئے۔ حضرت فاطمہؑ اسے دیکھکر رونے لگین اور سوچین کہ ان چیزون سے پہلے تو رسول خدا صلعم کی یہ عادت نہ تھی اسلیے فوراً پردے کو دروازے سے اوتار لیا اور دونو کنگن ہاتھ سے نکال لیے اور حسنینؑ کو بلا کر ایک کے ہاتھ مین کنگن اور دوسرے کے ہاتھ مین پردہ دیا اور فرمایا کہ اسے پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین لیجاو اور بعد سلام کے میری طرف سے عرض کرو کہ آپ کے پیچھے ان چیزون کے سوا ہمنے کچھ نہین بنایا ہے اب یہ آپ کی خدمت مین حاضر ہین جو چاہیے کیجیے۔ جب حسنینؑ ان چیزون کو لیکر پہونچے اور اپنی مان کا پیغام ادا کیا

توآپ نے دونون کے منھ چومے اور زانوے مبارک پر بٹھلا لیا اور حکم دیا کہ دونو کنگن چاندی کے
توڑ دیے جائین اور پھر اہل صفہ کو جو منجملہ مہاجرین کے تھے اور مسجد نبوی کے حجرے مین بوجہ مسکینیت
اور نہونے گھر کے پڑے رہتے تھے بلایا اور اون پر وہ چاندی کے ٹکڑے تقسیم کر دیے۔ پھر انھین
اصحاب صفہ مین سے ایک آدمی کو کہ ننگا تھا جسکے پاس کوئی کپڑا بدن چھپانے کے لیے بھی نہ تھا
آگے بلایا اور اوس دروازے کے پردے مین سے ایک ٹکڑا پھاڑ کر اوسے دیدیا اور اسی طرح ہر ایک
کو تھوڑا تھوڑا باندازہ کمر اور ستر عورت کے ایک ایک پارچہ اوس پردے کا عنایت کیا اور پھر آپ نے
فرمایا کہ خدا رحمت بھیجے فاطمہؓ پر اور اونکو حلہای جنت عطا کرے بعوض اس بخشش کے جو اونھون نے
کی اور بعوض اس پردے کے جس سے چند مسلمانون کی ستر پوشی ہوئی اور جنت کا زیور پہنائے
بعوض اون کنگنون کے جو اونھون نے غربا مین تقسیم کیے۔

جس طرح پیغمبر خدا صلعم نے حضرت فاطمہؓ کو خادمہ کے مانگنے کے بدلے تسبیح سکھائی اور اوسے
نعم البدل دنیاوی آرام کا بتایا یہی معاملہ آپ نے اپنے دوسرے عزیز جعفر طیارؓ کے ساتھ بھی کیا
اور اوسکا قصہ یہ ہے کہ جس دن خیبر فتح ہوا حضرت جعفر بن ابی طالبؓ جو مکے سے حبشہ کو ہجرت کر گئے
تھے آئے۔ اور یہ ایک عمدہ اتفاق تھا کہ اونکا آنا اور خیبر کا فتح ہونا ایک ہی دن ہوا۔ جب پیغمبر خدا
صلعم کو خیبر کی فتح اور اوسی کے ساتھ جعفر بن ابی طالبؓ کے آنیکا مژدہ معلوم ہوا توآپ نے فرمایا
کہ مین نہین سمجھ سکتا کہ ان دونو خوشیون مین سے کسکو ترجیح دون جعفر کے آنے کو یا خیبر کے فتح ہونیکو
جب جعفرؓ آپ کے پاس پہونچے آپ نے اوٹھکر اون کو گلے لگایا اور اونکی آنکھون کو چوما اور
فرمایا کہ ای جعفر کیا تھین کچھ ندون اور کیا مین تھین کچھ عطا نکرون۔ جعفرؓ نے کہا ضرور یا رسول اللہ
اسپر لوگون نے گمان کیا کہ آپ اونکو سونا چاندی دینگے اور لوگ مشتاق ہوے کہ دیکھین آپ
کیا عطا فرماتے ہین۔ توآپنے فرمایا کہ کیا ای جعفر مین تمکو ایسی نماز نہ سکھاؤن کہ اگر تم اوسے پڑھو اور
گو تم جہاد سے بھی بھاگ گئے ہو اور مثل سمندر کی جھاگ کے گناہ ہون تب بھی وہ اوسکے پڑھنے
سے بخشدیے جائین۔ حضرت جعفرؓ نے عرض کیا کہ ہان۔ اسپر آپ نے اونکو وہ نماز سکھائی جو جعفر طیارؓ

اں صلوۃ سے مشہور رہے ہے۔ اوسمین چار رکعتین ہین دو سلامون سے۔ جسکی پہلی رکعت مین بعد
الحمد کے سورہ زلزال اور دوسری مین بعد الحمد والعادیات تیسری مین سورہ نصر اور چوتھی مین
قل ہو اللہ۔ اور بعد قرارت کے ہر رکعت مین پندرہ مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ اور
اللہ اکبر۔ اور ہر رکوع مین اور سجدے سے سر اوٹھانیکے بعد اوسیکو دس مرتبہ پڑھنے کا ارشاد ہے۔

پس کیا کوئی انصاف پسند آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس برتاو کو جو آپ
اپنے عزیزون کے ساتھ تھا دیکھکر ایک لحظہ کے لیے بھی یہ خیال کریگا کہ وہ پاک رسول جو دو
چاندی کے کنگن اپنی بیٹی کے ہاتھ مین دیکھکر اون کے پاس سے چلے آوین اور اوسکا دیکھنا
گوارا نکرین۔ اور وہ دنیا سے نفرت دلانے والا پیغمبر جو اپنے جگر گوشہ کے دروازے پر ایک پردہ
کا پڑا ہوا دیکھ نہ سکے اور اوسے ناپسند کرے۔ اور وہ زہد و توکل اور ایثار علی النفس کی تعلیم
دینے والا باپ جو اپنی بیٹی کے پانی بھرنے کے داغ سینہ پر دیکھکر اور اوسکے مبارک اور پیارے
ہاتھ چکی کے پیسنے سے خستہ دیکھنے پر بھی ایک خادمہ سے مدد نکرے۔ اور اپنے بھائی جعفر رض
کے حبشہ سے واپس آنے پر خیبر کی فتح سے کم خوش نہوا اور اوس خوشی مین بجائے دراہم و دنانیر
دینے کے انھین خاص نماز کی تعلیم دین اور اوسی کو وہ تمام دنیا کی دولت سے بڑھکر سمجھے۔
اور وہ نبی اپنی اولاد کی بزرگی اور عزت اور فضیلت کے سامان اسی بات مین دیکھے اور اونکو
دنیاوی تکالیف سے روحانی آسایش اور روحانی اطمینان حاصل کرنے کے لیے عبادات اور
تسبیح سکھاوے۔ اور اوسی کو تمام رنجون اور مصیبتون کا نعم البدل سمجھے۔ اور جو کچھ اوسے ملے
وہ فقرا اور مساکین اور خدا کی راہ اور اعلاء کلمۃ اللہ اور ادائے فرائض جہاد وغیرہ مین صرف
کرے۔ اوسکی نسبت کوئی یہ گمان کریگا یا اوسکی ایسی پاک ذات سے اس بات کی امید ہوگی کہ
وہ ایک ایسی بڑی جاگیر جسکی آمدنی ستر ہزار دینار کی ہو وہ اپنی بیٹی کو بخشدے اور سب کو
اون کے حقوق سے محروم کرے۔ لا واللہ لا واللہ لا واللہ ہرگز نہین ہرگز نہین
اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝

چونکہ آیہ وآت ذاالقربی حقہ کے متعلق ہم پوری بحث کر چکے۔ اسلیے اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ آیا فدک حضرت فاطمہ زہرا کے قبضے مین تھا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ غصب کر لیا گیا۔ اور حضرت سیدہ نے اسکا دعوی ابو بکر صدیق کے سامنے کیا اور اونسے شہادت مانگی گئی اور وہ رد کی گئی اور فدک اونکو واپس نہ دیا گیا۔ اسکے متعلق حضرات امامیہ کیا ثبوت ہمارے یہان کی روایتون سے پیش کرتے ہین اور خود اونکے یہان اسکے متعلق کیا روایتین بیان کی گئی ہین

کیا فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قبضے مین تھا

علماے امامیہ اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے فدک حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تو اوسکا ہبہ نامہ بھی لکھدیا اور قبضہ بھی کرا دیا مگر کوئی روایت جس سے ثابت ہو کہ درحقیقت فدک پر حضرت فاطمہ کا قبضہ تھا سنیون کی کتابون سے پیش نہین کی گئی مجرد دعوی ہی کیا گیا ہے جناب سید مرتضی علم الہدی شافی مین فرماتے ہین کہ صاحب کتاب یعنی قاضی عبد الجبار جو اس بات سے انکار کرتے ہین کہ فدک حضرت سیدہ کے قبضے مین تھا ہم اوسکے اس انکار پر کوئی حجت نہین دیکھتے۔ اور گو جیسا وہ کہتے ہین یہ ٹھیک ہے کہ اگر فدک آپ کے قبضے مین ہوتا تو وہ انھین کا سمجھا جاتا لیکن یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ اونکے قبضے سے نہین نکال لیا گیا۔ اور جبکہ یہ بات طرق مختلفہ سے ثابت ہے کہ آیہ وآت ذاالقربی حقہ کے نازل ہونے پر پیغمبر خدا نے آپ کو فدک دیدیا تو بغیر حجت کے اوسکے آپ کے قبضے مین ہونے سے انکار نہین ہو سکتا۔ مگر کوئی ثبوت اس بات کا کہ درحقیقت فدک پر حضرت فاطمہ کا قبضہ تھا اور اونکی طرف سے کوئی وکیل انتظام کے لیے مامور تھا اور اوسکی آمدنی آپ کے پاس آئی تھی ہمارے یہان کی کتابون سے پیش نہین کیا۔

اور جناب مولانا دلدار علی صاحب نے بھی سوائے قیاسی دلیل کے کوئی روایت عماد الاسلام مین بیان نہین فرمائی جو کچھ اونھون نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے المسئلة الثانية ان فدك كانت في يد فاطمة يدل عليه اطباق الامامية ورواياتهم كما عرفت وايضا يدل عليه انك قد عرفت ان روايات العامة والامامية تدل على ان النبي كان

مامورا بلعطاء فاطمة فدك وكان واجبا عليه ان يرفع يده عنها ويجعلها تحت يد فاطمة وعقد الهبة بدون تسليم فدك لها لا يصح ولا يخرج رسول الله عما في ذمته من اداء امر الله تعالى لان الهبة بدون القبض والتسليم كلا هبة وايضا يدل عليه ما مر من عبارة علمائهم المسطور في الطرائف وايضا يدل على كون فدك في يد فاطمة ان استشهد ابوبكر فاطمة على ما ادعته من النحلة فلو لم يكن في يدها لكان الاستشهاد عبثا لانه معلوم ان الهبة بدون القبض كلا هبة فح كان كافيا لابي بكر ان يقول انك وان كنت صادقة في ذلك لكنك تعلمين ان الهبة بدون القبض لا تفيد بل كان هذا اولى لان في الاستشهاد من بنت رسول الله ورد شهادة امرأتين من اهل الجنة قباحة لا يقدر احد على اخفائها یعنی دوسرا مسئلہ اس بیان مین ہے کہ فدک حضرت فاطمہ رض کے قبضے مین تھا اور اسپر تمام امامیہ متفق اور اونکی روایتین اوسپر شاہد ہین اور نیز یہ بات بھی اوسپر دلالت کرتی ہے کہ سنیون اور شیعون کی روایت سے یہ معلوم ہوچکا کہ پیغمبر مامور تھے کہ حضرت فاطمہ کو فدک عطا کرین اور اون پر واجب تھا کہ اپنا قبضہ اوٹھا کر اوسے فاطمہ کے قبضے مین دیدین کیونکہ عقد ہبہ بغیر اسکے کہ فدک فاطمہ کو تسلیم کردیا جاوے پورا نہین ہوسکتا تھا اور نہ پیغمبر خدا صلعم تعمیل حکم الٰہی سے بغیر اسکے سبکدوش ہوسکتے تھے اسلیے کہ ہبہ بغیر قبض و تسلیم کے مثل ہبہ نکرنے کے ہے۔ اور سوا اسکے اس بات کے ثبوت مین وہ بھی ہے جو سنیون کے علما کی عبارت سے طرائف مین بیان کیا گیا ہے۔ اور نیز قبضۂ فدک کی یہ بھی دلیل ہے کہ ابوبکر نے فاطمہ سے شہادت مانگی اگر فدک آپ کے قبضے مین نہوتا تو شہادت کا طلب کرنا عبث ہوتا اسلیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ ہبہ بغیر قبض کالعدم ہے۔ اور ایسی حالت مین ابوبکر کو یہ کہدینا کافی تھا کہ گو آپ اپنے دعوی مین سچی ہین مگر اتنا تو آپ بھی جانتی ہین کہ ہبہ بغیر قبض کے مفید نہین۔ اور یہ کرنا بہ نسبت طلب اور رد کرنے شہادت کے بہتر تھا فقط اس مین جناب مجتہد صاحب نے کچھ اشارہ طرائف کی طرف کیا ہے مگر وہ کتاب بھی اسوقت ہمارے سامنے ہے اوسمین کوئی روایت بھی ہمارے بیانکی

منقول نہین ہے جس سے فدک پر حضرت فاطمہؑ کے قبضے کا ثبوت ہوتا ہوا اگر کوئی روایت ویسی ہوتی تو ہم ضرور جہان طرائف کی روایتون کا ذکر ہے وہان اوسے بیان کرتے۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ طرائف دیکھے اور کوئی ایک روایت بھی اوسمین سے اسکے متعلق پیش کرے۔

حضرت مجتہد صاحب قبلہ کا کسی روایت کا نقل نکرنا خود ظاہر کرتا ہے کہ کوئی روایت متعلق قبضۂ فدک کے اونھون نے نہین پائی اگر جھوٹی سچی قوی یا ضعیف اصلی یا وضعی کوئی بھی وہ روایت پاتے اوسے نقل کرنے سے نچھوڑتے۔ رہا یہ قیاس آپ کا کہ اگر حضرت فاطمہؑ کا قبضہ نکرا دیا ہوتا تو عقد ہبہ کیونکر پورا ہوتا کیونکہ بغیر قبضے کے ہبہ کا ہونا نہونا برابر ہے اس بنیاد پر تھا کہ آیہ وآت ذاالقربی حقہ کے نازل ہونے پر فدک حضرت فاطمہؑ کو دیدیا گیا۔ مگر جب ہمنے اوس بنیاد ہی کا باطل ہونا ثابت کردیا تو جو کچھ آپ نے یہ قیاس لگایا تھا وہ بھی باطل ہوگیا اور قبضہ کا نہونا اسوجہ سے ہمارے بیان کا مؤید ہوا اسلیے کہ اگر حقیقت مین آپ نے فدک ہبہ کردیا ہوتا تو ضرور حضرت فاطمہؓ اوسپر قابض ہوتین اور قبضہ ایک ایسی جاگیر پر جسکی آمدنی چالیس یا ستر ہزار دینار کی ہو اور تین چار برس تک حضرت فاطمہؓ اوسپر قابض رہی ہون اور اون کے کارندے اوسپر مامور ہون اور جاگیر کی آمدنی اور غلہ اونکے پاس آتا رہا ہو ایسا معاملہ نہ تھا کہ وہ پوشیدہ رہتا یا کسیکے چھپائے چھپ سکتا۔ بلکہ شہادت وغیرہ پیش کرنیکی کوئی ضرورت ہی نہوتی اگر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے شہادت طلب فرمائی ہوتی تو اوسکا یہ جواب کافی تھا کہ القبض دلیل الملک اور اسی کو آپ مہاجرین و انصار کے سامنے نہایت مدلل طور پر بیان فرما سکتی تھین کہ خلیفۂ وقت کا ظلم و ستم میرے اوپر دیکھو کہ کل تک جس جاگیر پر میرا قبضہ تھا اور جس کا محاصل میرے پاس آتا تھا اوسے انھون نے غصب کرلیا اور میرا قبضہ اوٹھا دیا اور اب مجھسے شہادت مانگتے ہین۔ کیا قبضے سے بڑھکر کوئی شہادت ہوسکتی ہے۔ اور کیا میرا قبضہ کوئی پوشیدہ امر تھا۔ کیا آپ کے اس ارشاد سے صحابہ پر اثر نہوتا اور وہ خلیفۂ وقت کے حکم کو ظالمانہ اور جابرانہ نسمجھتے۔ اور بالفرض اون سب نے ستانے ہی پر کمر باندھی تھی اور سب اس ظلم کرنے پر آمادہ یا شریک تھے تو آپ کی

حجت تو ختم ہو جاتی - جبکہ ایسی بڑی شہادت ہوتی ہوئی آپ نے پیش نہین فرمائی اور قبضے پر زور نہین دیا اور اپنے تصرف کا اظہار نہین فرمایا تو یہ امر خود اس بات کے لیے کافی ہے کہ حقیقت مین قبضہ آپکا فدک پر ہوا ہی نہ تھا اور جب قبضہ نہ تھا تو ہبہ کا ہونا نہونا برابر تھا-

آیا فدک کے ہبہ کا دعوی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی کے سامنے کیا یا نہین

جتنی کتابین امامیہ کی ہمنے اوپر بیان کی ہین اون سب پر ہم ایک نظر ڈالتے ہین کہ اونمین متعلق اس دعوی کے حضرات علماے امامیہ نے ہماری طرف سے کیا ثبوت پیش کیا ہے-

شافی مین بجواب مغنی کے جو کچھ لکھا گیا ہے اوسکا مضمون زیادہ تر یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضہ فدک کے دعوی مین حق پر تھین اور اونکا مانع اور شہادت کا طلب کرنے والا الاخطا پر- کیونکہ بوجہ معصومہ ہونے کے آپ شہادت کی محتاج نہ تھین مجرد آپ کا دعوی ہی کافی تھا اور پھر آپ کی عصمت پر قرآنی شہادت آیہ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا سے پیش کی ہے- اور خزیمہ ذوالشہادتین کا قصہ نقل کرکے بہت پر زور تقریر مین اس بات کو بیان کیا ہے کہ کیا حضرت فاطمہ رضا اونسے بھی کم تھین - اور کیا سوائے حق کہنے کے دوسرا شبہ اونکی طرف ہو سکتا تھا- مگر کوئی صحیح روایت کہ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ آپنے فدک کے ہبہ کا دعوی کیا اور اوسپر شہادت طلب کی گئی پیش نہین فرمائی- البتہ دو بے سروپا روایتین پیش کی ہین مگر اونکی نسبت بھی یہ نہین لکھا کہ وہ کس کتاب سے اونھون نے لی ہین- بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ روایتین خود شیعون کی ہین-

چنانچہ پہلی روایت جو صفحہ ۲۳۵ شافی مطبوعہ ایران مین درج ہے یہ ہے کہ مروی ہے کہ جب امیر المومنین علی ع نے حضرت فاطمہ رض کی گواہی دی تو ابو بکر نے اونکو فدک دینے کو لکھدیا اور عمر نے اونکے حکم پر اعتراض کرکے اوسکو پھاڑ ڈالا- چنانچہ ابراہیم بن محمد ثقفی نے روایت کی ہے

ابراہیم بن میمون سے اور اونے عیسی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے اور عیسی نے اپنے باپ عبداللہ سے اور عبداللہ نے اپنے باپ محمد سے اور محمد نے اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ فاطمہ ابوبکر کے پاس آئین اور فرمایا کہ میرے باپنے مجھے فدک دیدیا تھا اور اسکے گواہ علی اور ام ایمن ہین - ابوبکر نے کہا کہ آپ بھی تو سچ ہی فرماتی ہین اچھا مین اوسکو آپ کو دیتا ہون اور پھر ایک چمڑیکا کاغذ منگا کر اوسپر لکھدیا - وہان سے فاطمہ نکلین تو عمر سے ملاقات ہوئی عمر نے کہا کہ آپ کہان سے آتی ہین آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کے پاس سے - مین نے اون سے یہ کہا تھا کہ رسول اللہ نے مجھے فدک دیدیا تھا اور علی اور ام ایمن اسکے گواہ ہین تو ابوبکر نے فدک مجھے دیدیا اور وثیقہ لکھدیا - عمر اون سے اوس وثیقہ کو لیکر ابوبکر کے پاس لوٹکر آئے اور کہا کہ تمنے فاطمہ کو فدک دیکر وثیقہ بھی لکھدیا ابوبکر نے کہا ہان - عمر نے کہا علی تو اپنے ہی لیے چاہتے ہین اور ام ایمن صرف ایک عورت ہے اور وثیقہ پر تھوک کر اوسکو مٹا دیا یہ روایت مختلف طور سے مروی ہے جو شخص معلوم کرنا چاہے وہ دوسری کتابونمین دیکھے - اہل سنت یہ نہین کہسکتے کہ یہ از اخبار احاد ہے - اور اگر ہو بھی تو کم سے کم اس کا حال یہ تو ہوگا کہ ظن کے موجب ہوگی اور اپنے خلاف مضمون کے یقینی ہونیکی مانع ہوگی انتہی -

دوسری روایت عمر بن عبدالعزیز کی رد فدک کے متعلق ہے جیسا کہ فرماتے ہین کہ محمد بن زکریا غلابی اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہین اور راونکے شیوخ ابوالمقدام ہشام بن زیاد مولی آل عثمان سے کہ ہشام کہتے ہین کہ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوے تو اونھون نے آل فاطمہ پر فدک رد کر دیا - اور ابوبکر عمرو بن حزم والی مدینے کو یہ لکھ بھیجا کہ اگر مین تجکو یہ لکھون کہ ایک بکری ذبح کرنا تو تجھے پوچھنا چاہیے کہ منڈی ہو یا سینگ دار یا یہ لکھون کہ ایک گاے ذبح کرنا تو تجکو اوسکا رنگ دریافت کرنا چاہیے - جب میرا یہ پروانہ تیرے پاس پہونچے تو فدک کو اولاد فاطمہ و علی پر تقسیم کر دے - ابوالمقدام کہتے ہین کہ بنو امیہ نے اس امر سے عمر بن عبدالعزیز پر نہایت شور مچایا اور کہا کہ تمنے شیخین کے فعل کی حقارت کی اور عمر بن عبس ایک لشکر کوفہ کا

لیکر اونپر چڑھہ آیا- جب لوگون نے بہت غوغا کیا تو عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ تم لوگ کچھ نہین جانتے
اور مین جانتا ہون تم کو یاد نہین مجھے یاد ہے مجھسے ابوبکر محمد بن عمرو بن خرم نے اپنے باپ سے
اور اونکے باپ نے اونکے دادا سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ
میری جگر پارہ ہے جس سے اوسکو رنج پہونچے اوس سے مجکو پہونچتا ہے اور جس شی سے
وہ خوش ہون اوس سے مین خوش ہوتا ہون- اور فدک ابوبکر و عمر کے زمانے مین کسی کا
نہ تھا- پھر مروان اوسکا مالک ہوا اور اوسنے اوسکو میرے باپ عبد العزیز کو ہبہ کردیا پھر
اوس کے وارث مین اور میرے بھائی ہوے- مین نے اونسے یہ درخواست کی کہ وہ اپنا
حصہ میرے ہاتھ فروخت کردین اون مین سے بعض نے میرے ہاتھ فروخت کردیا اور
بعض نے مجھے ہبہ کردیا یہان تک کہ مین سب کا مالک ہوگیا- اب مین نے بہتری یہ دیکھی
کہ مین اسکو اولاد فاطمہ پر رد کردون- اسپر لوگون نے کہا کہ اگر تمنے یہ کیا ہے تو اسکی اصل اپنے
قبضے مین رہنے دو اور غلے کو تقسیم کرادو تو عمر بن عبد العزیز نے یون ہی کردیا-

صاحب تخلیص شافی نے بھی انھین دونو روایتون کو بیان کیا ہے مگر اونھون
نے بھی منقول عنہ کتاب کا حوالہ نہین دیا جس سے معلوم ہو کہ اونھون نے سینون کی کسی کتاب سے
نقل کیا ہے- اوران دو روایتون کے نقل کرنے کے بعد بلا حوالہ سند مامون کا قصہ کہ اونھون
نے فدک آل فاطمہ کو واپس کیا لکھا ہے کما قال ومما یدل علی صحۃ دعوھا النحل و
ان ذلک کان معروفا شائعا ما کان من عمر بن عبد العزیز من رد فدک علی ولدھا
لما تبین ان الحق کان معھا وکذلک فعل المامون فانہ نصب لھا وکیلا و وکیلا لابی بکر
وجلس للقضاء وحکم لھا بذلک ولو لم یکن الامر معروفا معلوما کما فعلوا ذلک
مع موضعھم من الخلافۃ وسلطانھم الذی ارادوا حفظ قلوب الرعیۃ وان
لا یفعلوھا یؤدی الی تنفیرھم ولیس لاحد ھم ان ینکر ذلک ویدفعہ لان الامر
فی ذلک اظھر من ان یخفی کہ حضرت فاطمہؑ کے دعوی ہبہ کی صحت پر دلالت کرنی والی

باتونمین سے ایک عمر بن عبد العزیز کا قصہ ہے کہ اونھون نے فاطمہ کی اولاد کو فدک واپس کر دیا جبکہ اون پر یہ ثابت ہو گیا کہ فاطمہ حق پر تھین اور اسی طرح مامون نے کیا کہ اونھون نے ایک مجلس قائم کی اور اوسمین ابوبکر و فاطمہ دونو کی طرف سے وکیل مقرر کئے اور خود فیصلہ کیا اور فدک آل فاطمہ کو واپس کیا اگر یہ بات کہ فدک کا دعوی فاطمہ نے کیا ہے مشہور اور معلوم نہوتی تو باوجود خلیفہ ہونے اور صاحب سلطنت ہونیکے وہ کبھی ایسا نکرتے کیونکہ خیال رعایا کے دلون کا اون کو کرنا ضروری تھا۔ اور ایسی بات جس سے وہ شور مچا دین کبھی نکرتے۔ اگر اونکے نزدیک وہ بات حق نہوتی۔ اور اس بات کا کوئی انکار تو کرہی نہین سکتا کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ چھپائے چھپ نہین سکتی۔ (دیکھو صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ ایران)

علامہ حلی نے کتاب کشف الحق مین ایک روایت واقدی کی لکھی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ واقدی اور دوسرے ناقلین اخبار اہل سنت نے روایت اور اخبار صحیحہ مین ذکر کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے جب خیبر کو فتح کیا تو ایک گاؤن یہود کے دیہات سے اپنے لیے خاص کر لیا اور فاطمہ رض کو بحکم خدا دیدیا (جتنا حصہ متعلق ہبہ کے تھا وہ اوپر ہم نقل کر چکے) بعد وفات آنحضرت صلعم کے جب ابوبکر خلیفہ ہوے تو اونھون نے فدک سے فاطمہ کو روکا اسپر حضرت فاطمہ رض نے اوسکی واپسی کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے۔ ابوبکر نے اوسکی واپسی سے انکار کیا پھر ابوبکر نے کہا کہ جو آپکے باپ نے آپ کو دیا ہے اوسے مین نہین روک سکتا اور ارادہ کیا کہ اونکو اس کے متعلق سند لکھدین مگر عمر بن خطاب نے اونکو اس سے روکا اور کہا کہ فاطمہ ایک عورت ہین جس بات کا وہ دعوی کرتی ہین اوسکے لیے اونسے شہادت مانگنی چاہیے اسپر ابوبکر نے شہادت پیش کرنے کا حکم دیا تب حضرت فاطمہ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس کو مع علی کے لائین اور اون سب نے شہادت دی۔ تب ابوبکر نے سند لکھدی مگر جب یہ خبر عمر کو پہونچی تو اونھون نے اوس کاغذ کو لیکر مٹا دیا اسپر جناب سیدہ نے قسم کھائی کہ ان دونو سے بات نکرینگی اور ہمیشہ اون سے ناراض رہین۔

دوسری روایت مامون کی لکھی ہے جس مین کسی کتاب یا سند کا حوالہ نہین اور وہ یہ ہے جمع المامون الف نفس من الفقھاء وتناظروا وادی بحثہم الی رد فدک علی العلویین من ولد ھا فردھا علیہم کہ مامون نے ہزار فقیہون کو جمع کیا اور فدک کے متعلق مباحثہ کرایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فدک حق فاطمہؑ کا ثابت ہوا اور مامون نے اوسے فاطمہؑ کی اولاد کو واپس کر دیا۔

تیسری روایت متعلق قصۂ عمر بن عبد العزیز کے ابو ہلال عسکری کی کتاب اخبار الاوائل سے بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو ہلال عسکری نے کتاب اخبار الاوائل مین ذکر کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز اول اون لوگون مین سے ہین جنھون نے فدک فاطمہؑ کے وارثون کو واپس کیا۔

علامہ فضل بن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل مین جو کشف الحق کے جواب مین لکھی ہے ان بے بنیاد قصون کی نسبت یہ جواب دیا ہے واما دعوی فاطمۃ فلم یصح فی الصحاح ویذکرونہا نقلۃ الاخبار من ارباب التواریخ ومجرد نقلہم لا یصیر سببا للقدح فی الخلفاء کہ حضرت فاطمہؑ کا دعوی کرنا صحاح مین ثابت نہین ہے اور جو کچھ اہل تواریخ اور ناقلان اخبار ذکر کرتے ہین فقط اونکے غلط سلط نقل کر دینے سے خلفا پر الزام عائد نہین ہو سکتا۔ اسکے جواب مین قاضی نور اللہ شستری نے احقاق الحق مین کوئی مستند روایت پیش نہین کی اور دو بے سروپا قول نقل کیے ہین ایک معجم البلدان سے کہ اوسمین فدک کے ذکر مین یہ لکھا ہے وھی التی قالت فاطمۃؓ ان رسول اللہؐ نحلنیہا فقال ابو بکر ارید بذلک شھودا ولہا قصۃ کہ فدک وہی ہے جسکے لیے فاطمہؑ نے دعوی کیا تھا کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونھین ہبہ کر دیا ہے اور جسپر ابو بکرؓ نے کہا تھا کہ اسکے لیے شہادت چاہیے اور اوس کا ایک قصہ ہے۔

دوسرے عمر بن عبد العزیز اور مامون کے رد فدک کا قصہ۔ مگر اسمین بھی کہین منقول عنہ کتاب یا سند کا ذکر نہین کیا مجملا یون لکھا ہے کہ جب عمرؓ بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو اونھون نے

عامل مدینہ کو فدک کے واپس کرنیکو اولاد فاطمہ پر لکھ بھیجا پھر فدک خلافت عمر بن عبدالعزیز مین اولاد فاطمہ ہی کے قبضے مین رہا۔ جب یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا تو اوسنے پھر لے لیا اور پھر بنو امیہ کے ہی قبضے مین رہا یہان تک کہ ابوالعباس سفاح خلیفہ ہوا کہ اوسنے حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کو دیدیا اور وہی اوسکے منتظم رہے اور علویوںمین اوسکو تقسیم کرتے رہے۔ جب منصور خلیفہ ہوا اور اوسپر اولاد حسن ع نے خروج کیا تو اوسنے اونسے پھر لے لیا۔ پھر جب مہدی بن منصور والی خلافت ہوا تو اوسنے اوسکو اون پر واپس کردیا۔ پھر اوسکو موسی ہادی نے لے لیا اور جو اوسکے بعد خلیفہ ہوے زمانہ مامون تک اسی طرح رہا۔ پھر مامون کے پاس اولاد علی نے آکر اوسکا مطالبہ کیا تو اوسنے حکم دیا کہ یہ ایک وثیقہ پر لکھدیا جاے اور وہ لکھکر مامون کو سنا دیا گیا۔ دعبل شاعر کھڑا ہوا اور اوسنے یہ شعر پڑھا ؎ اصبح وجہ الزمان الخ یعنی آج زمانہ بہت خوش ہے کہ مامون نے بنی ہاشم کو فدک دیدیا۔ اور فدک کے باب مین بہت سا اختلاف پیغمبر صلعم کی وفات کے بعد راویون کی وجہ سے ہوا ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی خواہش کے موافق روایت کرتا ہے۔ معجم البلدان کی عبارت یہان تک تھی۔

اور ایک روایت شیخ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا سے لکھی ہے جسمین عمر بن عبدالعزیز کے رد فدک کا مختصرا بیان ہے چنانچہ وہ لکھتے مین کہ یہ امر خلاف ہے اوس روایت کے بھی جو شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے تاریخ الخلفا مین لکھی ہے کہ ابوبکر و عمر کے زمانہ مین فدک ویسا ہی رہا پھر اوس مین مروان نے قطع و برید کی۔ اور عمر بن عبدالعزیز نے فدک بنی ہاشم کو لوٹا دیا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اولاد فاطمہ کو لوٹا دیا انتہی۔

اور سوا اس روایت کے اگرچہ اور کوئی سند جناب قاضی نور اللہ نے پیش نہین کی مگر اجمالا ایک مقام پر لکھا ہے کہ اور بھی بہت طریقون سے ہبہ کے دعوی کی روایتین بیان کی گئی ہین کما قال واما دعوی النحلة فقد مر نقلا عن کتاب المعجم وقد روی من عدة طرق من طریق غیرہ ایضا۔ احقاق الحق صفحہ ۱۱۲

اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ فاطمہؑ کا دعویٰ فدک کا ایسا مشہور ہے کہ کتب
صحاح مین اوسکی صحت کے طلب کی ضرورت نہین کیونکہ اسکی خبر تمام علما اور جہلا اور عوام
وخواص سب کو معلوم ہے اور اب سے پانچسو برس پہلے بعض حکما شعرا نے بھی
اسکو مثل مین بیان کیا ہے ؎ ملک بخشاینده در حرمان میمون خدمتت
چون خلافت بی علی بو دست بی زہرا فدک مجیب نے یہ جو ذکر کیا ہے کہ صرف ارباب
تواریخ کا نقل کر دینا قدح خلفا کے لیے کافی نہین تو اسمین یہ بات ہے کہ اگر کتب تواریخ
مین وہ امور نقلی ہین جو اور کتابون سے بھی ثابت ہوتے ہین تو وہ ضرور ثابت وصحیح ہونگے
اور اصول مین یہ مقرر ہو چکا ہے کہ نقلیات مین ایک شخص عادل کی خبر کافی ہوتی ہے اور
اگر شہرت اور تواتر معنوی کی حد کو پہونچ جائے تو تعدیل کی بھی ضرورت نہین رہتی مصنف
حلی نے یہان صرف واقدی ہی کی روایت سے تمسک نہین کیا بلکہ اورونکی بھی تصریح کی
ہے اور اون اخبار کا اشارہ کیا ہے جو خصم کے نزدیک صحیح مانے گئے ہین اور اوسکی تائید
اوس مناظرہ سے کی ہے جو ایام مامون مین اس بارہ مین ہزار فقہا کے سامنے ہوا تھا۔
اور اون دو حدیثون سے جو سید الحفاظ اور صدر الائمۂ اہل سنت سے مروی ہین اوسکی
تکمیل کی ہے۔ مصنف حلی کے ذمہ اسی قدر ہے کہ نقل کی تصحیح کر دین اگر خصم انکار کرے
ورنہ خصم کو چاہیے کہ اپنے انکار سے باز آئے۔ انتہی۔ اگرچہ اسمین قاضی نور اللہ صاحب
فرماتے ہین کہ مصنف نے اور روایتون کا بھی حوالہ دیا ہے۔ مگر ہمین تو کوئی روایت کتاب
کشف الحق مین نہین ملی سوائے انکے جنکو ہمنے نقل کیا ہے۔ اور نہ قاضی صاحب نے اپنی
احقاق الحق مین سوائے مجرد دعوی شہرت کے کوئی روایت یا کوئی سند پیش فرمائی ہے۔
دونون کتابین ایران کے چھاپے کی موجود ہین جو کوئی چاہے دیکھ لے۔
طرائف مین بھی اگرچہ جناب ثقۃ الاسلام نے بہت کچھ قلم کا زور دکھایا اور بہت کچھ
زبان درازی فرمائی ہے مگر کوئی صحیح روایت اور کوئی معتبر سند آپ نے بھی متعلق دعوی

ہبہ فدک کے پیش نہین فرمائی - اونکی طرائف مطبوعہ بمبئی مین صفحہ ۷۶ سے تا صفحہ ۸۰ فدک کا بیان ہے - مگر اوسمین متعلق اس دعوی کے سوائے مامون کے قصے اور عمر بن عبدالعزیز کی حکایت کے ایک روایت بھی درج نہین ہے - جس مین یہ لکھا ہو کہ حضرت سیدہ رضنے فدک کا دعوی ابوبکر صدیق رضکے سامنے کیا اور اونھون نے شہادت طلب کی اور اوسے رد کیا - صرف معمولی سب و شتم پر کفایت کی ہے - اور عوام کے دلونمین شبہ پیدا کرنے کے لیے قوت بیانیہ کا زور دکھایا ہے کہ باوجودیکہ فاطمہ رضمعصوم تھین اور باوجودیکہ حضرت علی رضنے شہادت دی اور حضرت ام ایمن نے بھی تصدیق کی مگر ابوبکر نے ان سب کو جھوٹا قرار دیا اور اونکے دعوی کی نسبت یہ خیال کیا کہ وہ اپنے جلب منفعت کے لیے حقوق مسلمین کا غصب کرنا چاہتی ہین تاکہ ان باتون کو سنکر لوگ پریشان ہون اور اونکے دلونمین حضرت ابوبکر رضکی طرف سے شبہ پیدا ہو - مگر جبکہ نہ دعوی ہبہ کا پیش ہوا نہ شہادت مانگی گئی نہ اوسکی تردید ہوئی بلکہ یہ سب جھوٹی باتین اور بنائی ہوئی کہانیان ہین اور جن علماے اہل سنت نے اس کا جواب دیا ہے وہ محض علی سبیل التسلیم والفرض ہے تو یہ ساری خوش تقریرین لغو اور فضول ہین - اونکا کام تھا کہ اول بنیاد ثابت کرتے اور کوئی ایک بھی صحیح روایت متعلق اس دعوی کے ہمارے یہان سے پیش فرماتے پھر جو دل چاہتا وہ لکھتے - اور جو کچھ قلم کا زور دکھانا تھا وہ دکھاتے - بے بنیاد بات اور جھوٹے قصے پر ساری لن ترانیان ہنسنے کے قابل ہین -

اونکی کتاب طرائف مین جو روایت متعلق قصۂ مامون کے ہے اوسے وہ یون لکھتے ہین کہ عجیب و غریب ماجرا یہ ہے کہ باوجودیکہ فاطمہ رض بنت رسول کی بزرگی اور جلالت و طہارت کا اقرار کرتے بھی تھے مگر اون پر طرح طرح کے ظلم و ستم کیے اور اونکی اور اونکے باپ کی حرمت کو پامال کیا - اور باوجودیکہ حضرت فاطمہ رضکا زنان اہل جنت کی سیدہ ہونے کی تصدیق کرتے تھے مگر اونکو ایذا دی اور طرح طرح سے ستایا چنانچہ اہل تواریخ نے ایک طویل رسالے مین جو مامون خلیفہ عباسی کے حکم سے موسم حج مین لکھا اور پڑھا گیا اس کا بیان کیا ہے -

صاحب تاریخ عباسی نے اوسے لکھا ہے۔ اور رومی فقیہ صاحب تاریخ نے بھی اون حوادث مین جو ۲۱۰ھ مین ہوے اسکی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کا قصہ یہ ہے کہ اولاد حسنینؑ نے اپنے قضیے کا مرافعہ خلیفہ مامون کے سامنے اس دعوی سے پیش کیا کہ فدک اور عوالی اونکی والدہ فاطمہؓ بنت محمدؐ نبی کا تھا۔ ابوبکر نے اونکے قبضے سے اوسکو ناحق لے لیا اب ہم اپنا انصاف اور ظلم کا انکشاف چاہتے ہین ابی پر مامون نے علمار حجاز و عراق کے دو سو علما کو جمع کیا اور نہایت تاکید کی کہ ادائے امانت اور اتباع صدق کرین۔ اور ورثۂ فاطمہؓ نے جو قضیہ پیش کیا تھا اوسے بیان کیا اور پوچھا تمھارے نزدیک اس باب مین کوئی حدیث صحیح ہے۔ اور اسی باب مین بہت لوگون نے بشر بن الولید اور واقدی اور بشر بن غیاث سے حدیثین روایت کی ہین کہ یہ سب اون احادیث کو اپنے نبی محمدؐ تک پہونچاتے ہین کہ جب خیبر فتح ہوگیا تو آپ نے یہود کے گانوئین سے ایک گاؤن اپنے لیے خاص کرلیا۔ پھر جبریل نازل ہوے اور یہ آیت لاے وآت ذاالقربی حقه آپ نے پوچھا کہ ذی القربی کون لوگ ہین اور اونکا حق کیا ہے۔ جبریل نے کہا فاطمہؓ ہین پھر آپ نے فدک اونکو دیدیا۔ اسکے بعد پھر اونکو عوالی دیا۔ اور یہ مستقل طور پر فاطمہؓ کے پاس رہے۔ یہان تک کہ اونکے والد بزرگوار محمدؐ نے وفات پائی۔ جب ابوبکر سے بیعت ہوئی تو اونھون نے کہا کہ مین اوس شی کو جسکو تمھارے باپ نے تمکو دی ہے روک نہین سکتا اور یہ چاہا کہ اونکو ایک وثیقہ لکھدین کہ ابوبکر کو عمر بن خطاب نے ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ ایک عورت ہین انسے گواہ طلب کرو۔ ابوبکر نے حکم دیا کہ گواہ لاؤ۔ تو فاطمہؓ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس کو مع علی بن ابی طالبؓ کے گواہ لائین۔ پھر یہ خبر عمر کو پہونچی تو وہ ابوبکر کے پاس آئے۔ اور ابوبکر نے اس ماجرے کو اون سے کہا کہ ان سبنے گواہی اونکے دعوی کی دی اور فاطمہؓ کے لیے ایک وثیقہ لکھدیا عمر نے وہ وثیقہ لے لیا اور کہا کہ فاطمہؓ ایک عورت ہین اور علیؑ اوس کے شوہر ہین اپنا نفع چاہتے ہین اور شہادت دو عورتون کی بے مرد کے درست نہین ہوتی۔ ابوبکر نے اس خبر کو فاطمہؓ سے کہلا بھیجا آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا وہ ہے جسکے سوا کوئی

کوئی معبود نہین کہ ان لوگون نے شہادت حق ادا کی تھی۔ پھر ابو بکر نے کہا کہ شاید آپ سچی ہون لیکن اور گواہ لاؤ
جو اپنا نفع نچاہتا ہو۔ اونھون نے کہا کہ تمنے میرے باپ رسول اللہ سے یہ نہین سنا کہ
فرماتے تھے کہ اسمار بنت عمیس اور ام ایمن اہل جنت سے ہین دونو نے کہا ہان آپ نے
کہا کہ وہ عورتین کہ اہل جنت سے ہون وہ باطل گواہی دے سکتی ہین۔ پھر آپ خفا ہوتی ہوئی
گھر کو لوٹ آئین۔ اور اپنے باپ سے پکار کر کہتی تھین کہ میرے باپ نے مجکو یہ خبر دی ہے کہ
سب سے اول مین اونسے ملون گی۔ قسم ہے خدا کی کہ مین اسکی شکایت اونسے کرونگی۔ پھر وہ
مریض ہو گئین اور علیؑ کو وصیت کی کہ ابو بکر و عمر اونکی نماز نہ پڑھین اور آپ نے اون دونون کو
چھوڑ دیا اور اون سے بات نکرتی تھین حتی کہ آپ کا انتقال ہوا۔ اور علی اور عباسؓ نے آپکو
رات مین دفن کیا پس مامون نے اوسی مجلس مین اوسی دن اولاد فاطمہؑ کو فدک دیدیا پھر
دوسرے روز ایک ہزار علما و فقہا کو بلایا اور اون سے صورت حال بیان کی اور اونکو اللہ
کا خوف دلایا اور اون سب نے آپسمین مناظرہ کیا پھر اونکے دو فریق ہوے۔ ایک فریق
اونمین یہ کہتا تھا کہ ہمارے نزدیک شوہر اپنا نفع چاہتا ہے تو اوسکی شہادت قبول نہین
ہو سکتی لیکن ہم خیال کرتے ہین کہ حلف فاطمہؑ نے اونکے دعوی کو ثابت کر دیا تھا مع دو عورتون
کی شہادت کے اور ایک فریق یہ کہتا تھا کہ ہم یمین و شہادت پر حکم لازم نہین سمجھتے لیکن زوج کی
شہادت جائز ہے اور ہم اوسکو اپنا نفع چاہنے والا نہین خیال کرتے اور اونکی شہادت
دو عورتون کی شہادت پر فاطمہؑ کے دعوی کو ثابت کرتی ہے۔ غرض ان دونو فریق کا باوجود
اختلاف کے اس امر پر اتفاق تھا کہ فدک و عوالی کا استحقاق فاطمہؑ کو تھا۔ اسکے بعد مامون نے
اونسے فضائل علیؑ کو دریافت کیا۔ تو اونھون نے یہان طرفہ جلیل بیان کیا ہے جو رسالۂ مامون
مین مذکور ہے۔ اور پھر اونسے فاطمہؑ کا حال دریافت کیا تو اونھون نے اون کے باپ سے
اون کے بہت سے فضائل بیان کیے پھر ام ایمن اور اسما بنت عمیس کا حال دریافت کیا تو
اونھون نے اپنے نبی محمدؐ سے روایت کی کہ یہ دونو اہل جنت سے ہین۔ مامون نے کہا

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ یہ کہا جاے یا اعتقاد کیا جاے کہ علی بن ابی طالبؑ باوجود ورع وزہد
کے فاطمہؑ کے لیے جھوٹی گواہی دین حالانکہ خدا اور رسول اونکے فضائل بیان کرتے ہین
یا یہ ہوسکتا ہے کہ اونکے علم وفضل کا اعتقاد رکھکر یہ کہا جاے کہ وہ ایسی شہادت دینے کو
تیار ہوجائین جبکا خود حکم نہ جانتے ہون۔ اور کیا یہ جائز ہوسکتا ہے کہ فاطمہؑ باوجود عبادت
وعصمت اور نساء عالمین ونساء اہل جنت کے سیدہ ہونے کے جسکی تم روایت کرتے ہو ایسی
شی طلب کرین جو اونکی نہو اور تمام مسلمانون پر ظلم پسند کرین اور اوسپر اللہ لا الہ الا ہو کی
قسم کھاوین۔ یا یہ جائز ہے کہ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس جھوٹی گواہی دین حالانکہ
وہ اہل جنت سے ہون۔ بیشک فاطمہؑ پر طعن کرنا کتاب اللہ پر طعن کرنا ہے اور دین مین
الحاد ہے۔ کبھی ہو نہین سکتا کہ یہ بات اسطرح ہوئی ہو۔ پھر مامون نے اونسے معارضہ
اوس حدیث سے کیا جسکو اونھون نے روایت کیا ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بعد وفات
آنحضرت صلعم کے منادی کرائی کہ جس کسی کا رسول اللہ پر قرضہ ہو یا کوئی وعدہ تو وہ میرے
پاس آئے۔ تو بہت سے لوگ آپ کے پاس آئے اور اونھون نے جو بیان کیا آپ نے
بے گواہ طلب کیے اونکو دیدیا۔ اور ابوبکر نے بھی اس قسم کی منادی کرائی تو جریر بن عبداللہ
نے آکر پیغمبرؐ پر ایک وعدہ کا دعوی کیا اور ابوبکر نے بے گواہی کے اوسکو دیدیا اور پھر جابر
بن عبداللہ نے آکر دعوی کیا کہ اونسے پیغمبرؐ نے وعدہ کیا تھا کہ اونکو مال بحرین مین سے ایک
تہائی دین گے۔ جب مال بحرین کا آپ کی وفات کے بعد آیا تو اونکو ابوبکر نے ایک تہائی مال
دیدیا۔ ان دونو نے دعوی بے گواہ کے کیا تھا۔ عبدالمحمود کہتے ہین کہ اس حدیث کو حمیدی
نے الجمع بین الصحیحین افراد مسلم کی نوین حدیث مسند جابر مین ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہ جابر نے کہا
کہ مین نے جو اونکا شمار کیا تو پانچ سو تھے تو ابوبکر نے جابر سے کہا کہ اتنے ہی اور لے لو۔
عبدالمحمود کہتے ہین کہ رسالۂ مامون مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے مامون نے نہایت
تعجب کیا اور کہا کیا فاطمہؑ اور اون کے گواہ جریر اور جابر پسران عبداللہ کے برابر بھی نہ تھے۔

پھر مامون نے اس رسالے کے لکھے جانے کی نہایت تاکید کی اور یہ کہ موسم حج مین علی رؤس الاشہاد پڑھا جاے۔ اور فدک اور عوالی کو محمد بن یحیی بن الحسین بن علی بن الحسین بن علی بن الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے قبضے مین کر دیا کہ اوسمین وہ کاروبار کرتے اور ورثۂ فاطمہؑ پر تقسیم کر دیتے۔

عمر بن عبد العزیز کا قصۂ رد فدک کا ابو ہلال عسکری کی کتاب اخبار الاوائل سے اوسی طرح پر لکھا ہے جیسا کہ کشف الحق مین لکھا ہے۔

بحار الانوار مین بھی کوئی روایت معتبر متعلق دعوی ہبۂ فدک ہمارے یہان کی کتابون سے پیش نہین کی گئی۔

عماد الاسلام مین جناب مولانا دلدار علی صاحب نے بھی کوئی روایت باسناد صحیح ثبوت مین اس دعوی کے پیش نہین فرمائی۔ آپ نے جو کچھ عماد الاسلام مین ارشاد فرمایا ہے اوسمین ایک روایت تو وہ ہے جس مین مامون کے مباحثہ اور فدک کے رد کا قصہ ہے اور اسے آپ نے طرائف سے بعینہ نقل فرمایا ہے جیسا کہ خود چوتھے فائدے کے پہلے مسئلے مین لکھتے ہین وقال السید علی بن طاؤس فی الطرائف ومن الطرائف العجیبۃ الخ

اور پھر آگے چلکر صواعق محرقہ اور جواہر العقیدین سے ایک روایت حافظ ابن شبہ کی نقل کرتے اور فرماتے ہین کہ تیسرا مسئلہ اس بیان مین ہے کہ آیا فاطمہؑ نے ہبہ کا دعوی کیا یا نہین اور اس دعوی کی صحت اس سے ہوتی ہے کہ صواعق محرقہ کے دوسرے باب اور اوسی کتاب کے دوسرے حصے کے ساتوین اوب اور پندرھوین ذکر مین اور نیز سید سمہودی کی جواہر العقیدین مین یہ روایت لکھی ہے کہ حافظ ابن شبہ نمیر بن حسان سے روایت کرتے ہین کہ مین نے زید بن علی سے جو امام باقرؑ کے بھائی تھے بارادہ تہجین و تذلیل ابو بکر کے پوچھا کہ ابو بکر نے فاطمہؑ سے فدک چھین لیا تھا تو حضرت زید نے جواب دیا کہ ابو بکر ایک نرم دل آدمی تھے وہ نہین چاہتے تھے کہ کسی چیز مین رسول خدا صلعم کے کچھ تغیر و تبدیل کرین۔

اونکے پاس حضرت فاطمہؓ آئین اور فرمایا کہ رسول اللہ نے فدک مجھے دیدیا ہے۔ ابوبکر نے کہا کیا اسپر تمہارے پاس کوئی گواہ ہے۔ وہ علی کو لائین اونھون نے شہادت دی پھر ام ایمن کو اونھون نے پیش کیا اونھون نے اول تو یہ کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی نہین دیتے کہ مین اہل جنت سے ہون۔ ابوبکر نے کہا بیشک۔ تب اونھون نے کہا کہ مین گواہی دیتی ہون کہ فدک پیغمبر خدا نے فاطمہؓ کو عطا کیا تھا۔ اسپر ابوبکر نے کہا کیا ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی سے دعوی ثابت ہوسکتا ہے الی آخر القصہ۔ اسکے آگے کا پورا قصہ بیان نہین کیا اور وہ یہ ہے کہ زید بن علی نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ اگر یہ معاملہ میرے سامنے پیش ہوتا تو مین بھی اوسمین وہی حکم دیتا جو ابوبکر نے دیا تھا۔ اور صواعق محرقہ کے باب اول کی پانچوین فصل مین یہ لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا دعوی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک اونکو بخشدیا تھا ثابت نہین ہوا اسلیے کہ سوائے علی اور ام ایمن کے وہ اوسپر اور کوئی گواہ نہین لائین۔ اور نصاب شہادت پورا نہین ہوا۔ سوا اسکے علما مین اختلاف ہے کہ زوج کی شہادت زوجہ کے لیے قبول ہوسکتی ہے یا نہین اور یہ گمان اونکا کہ حسنین اور ام کلثوم نے بھی شہادت دی باطل ہے۔ سوا اسکے فرع کی شہادت اور نابالغ کی گواہی غیر مقبول ہے۔ اور شرح مواقف کے چوتھے مقصد مین یہ لکھا ہے کہ اگر یہ بات کہی جائے کہ فاطمہ نے ہبۂ فدک کا دعوی کیا اور علی وحسنینؓ اور ام کلثوم نے اور صحیح یہ ہے ام ایمن نے شہادت دی اور ابوبکر نے اوسے رد کیا تو اوس کا جواب ہم یہ دین گے کہ شہادت کا نصاب پورا نہین ہوا۔ انتہی۔

جناب مولانا دلدار علی صاحب نے اسکے سوا اور کچھ نہین لکھا۔ اور چونکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے یہ دلیل بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے پیش کی تھی کہ فدک میرے قبضے مین تھا۔ امید ہوتی تھی کہ اسکے متعلق جناب ممدوح عماد الاسلام سے مبسوط اور مشہور کتاب مین کوئی سند ہمارے یہان سے پیش کرین گے مگر جو کچھ اونھون نے بیان فرمایا اوس سے ثابت ہوگیا کہ اس باب مین کوئی ضعیف اور غیر معتبر روایت نام کے واسطے بھی اونھون نے نہین پائی۔

عماد الاسلام کے بعد طعن الرماح جناب سید محمد صاحب قبلہ کی ایک ایسی کتاب ہے جسکی نسبت خیال گذر سکتا ہے کہ اوسمین ضرور دعوی ہبۂ فدک کے ثبوت مین کوئی صحیح روایت درج ہوگی مگر افسوس ہے کہ یہ توقع بھی متوقعین کی اوسکے دیکھنے سے مبدل بریاس ہوتی ہے جناب ممدوح نے سوائے اعادہ اون تاریخی اخبار کے جو اونکے متقدمین اور والد ماجد نے لکھے ہین یا حوالہ دینے بعض اوسی قسم کی روایتون اور اقوال کے کوئی ایک خبر یا ایک روایت بھی باسناد صحیح ایسی پیش نہین فرمائی جس سے اس دعوی کا ثبوت ہوتا۔ اور جسکی وجہ سے یہ کتاب بقول اونکے ہم مشربون کے لاجواب سمجھی جاتی۔ بہرحال جناب ممدوح نے طعن الرماح مین جن اقوال اور روایات کو اپنے متقدمین کی کتابون سے نقل کیا ہے اور جو تازہ اقوال خود پیش کیے ہین اونمین سے ایک روایت تو نمیر بن حسان کی ہے جس مین حضرت زید سے فدک کے متعلق سوال کرنے کا ذکر ہے جیساکہ وہ فرماتے ہین۔ کہ ابن حجر در باب ثانی صواعق محرقہ وسید سمہودی در جواہر العقدین از حافظ ابن شبہ روایت کردہ واللفظ للاخیر عن النمیر بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اہجن ابابکر الخ۔ اور بعد لکھنے اون الفاظ کے جو عماد الاسلام مین مذکور ہین آپ فرماتے ہین کہ این روایت صریح ست درین کہ جناب سیدہ نزد ابی بکر آمدہ دعوی ہبہ فرمودہ وا وگواہ وشاہد طلب نمود وجناب باب مدینۃ العلم ونفس رسول وام ایمن کہ بنا برحدیث متفق علیہ نبوی مبشر بہ بہشت بود وابوبکر نیز بآن اقرار نمود وادای شہادت کردند پس او قبول نکرد وگفت از گواہی یک مرد ویک زن ثبوت حق نمی شود۔ انتہی۔

دوسری روایت ابوبکر جوہری کی جناب مجتہد صاحب نے شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید سے نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ وایضا ابوبکر جوہری کہ کینت شریفش شاہد عدل نصب وتسنن اوست روایت کردہ قالت فاطمۃ ان ام ایمن تشھد ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال لھا یابنت رسول اللہ واللہ ما خلق اللہ خلقا احب الی من رسول اللہ ابیک ولوددت ان السماء تقع علی الارض یوم مات ابوک الی ان قال ان ھذا المال

لم یکن للنبی انما کان مال من اموال المسلمین یحمل به الرجال وینفقه فی سبیل الله فلما توفی
رسول الله ولیته کما کان یلیه قالت والله لا کلمتک ابدا قال لا اهجرتک ابدا قالت
والله لادعون الله علیک قال والله لادعون الله لک فلما حضرتها الوفاة
اوصت ان لا یصلی علیها فدفنت لیلا انتهی علی ما نقله ابن ابی الحدید یعنی ابو بکر
جوہری نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ ام ایمن گواہی دیتی ہین کہ رسول اللہ نے
مجھے فدک دیا تھا۔ تو ابو بکر نے اوسنے کہا کہ اے بنت رسول اللہ مین قسم کھا کر کہتا ہون کہ اسکی کوئی
مخلوق میرے نزدیک تمھارے باپ رسول اللہ سے زیادہ محبوب نہین۔ اور مین بہت چاہتا
رہا کہ جس روز تمھارے باپ نے انتقال فرمایا کہ آسمان زمین پر گر پڑے یہان تک کہ ابو بکر نے
کہا کہ یہ مال خاص پیغمبر کا نہ تھا بلکہ مسلمانون کا ہے۔ آپ اس مال سے لوگون کو جہاد کا سامان
دیتے اور راہ خدا مین صرف فرماتے۔ اب رسول اللہ نے وفات فرمائی تو مین بھی اسمین
اوسی طرح کرونگا جسطرح آپ کرتے تھے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی مین تمسے کبھی بات
نکرونگی۔ ابو بکر نے کہا کہ مین کبھی تمکو نہ چھوڑونگا۔ فاطمہؑ نے کہا کہ مین اللہ سے تمھارے لیے
بد دعا کرونگی ابو بکر نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ مین تمھارے لیے دعا کرونگا۔ جب حضرت فاطمہؑ
کی وفات قریب پہونچی تو اونھون نے وصیت فرمائی کہ ابو بکر اونکی نماز نہ پڑھین اسلیے
وہ شب مین دفن کردی گئین انتہی۔

تیسرے مجتہد صاحب نے عمر بن عبد العزیز کے رد فدک کا ذکر ابو ہلال عسکری کی کتاب
اخبار الاوائل اور یاقوت حموی کی کتاب معجم البلدان اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغت سے
کیا ہے اور اسمین اونھین باتون کو نقل فرمایا ہے جنکو اونکے والد ماجد نے عماد الاسلام
مین اور قاضی نور اللہ تستری نے بیان فرمایا ہے

چوتھے خلیفہ مامون کی مجلس قائم کرنے اور فدک واپس دینے کی روایت جو طرائف
مین منقول ہے اور طرائف سے عماد الاسلام مین نقل کی گئی پھر نقل در نقل کی ہے صرف یہ

تصرف کیا ہے کہ بجاے عربی عبارت کے اوسکا ترجمہ فارسی مین کر دیا ہے۔
پانچوین وہ روایت معارج النبوت کی جناب مجتہد صاحب نے نقل کی ہے جو عماد الاسلام مین بیان کی گئی ہے جسمین ذکر ہے کہ پیغمبر خدا نے فدک کی سند حضرت فاطمہؑ کو لکھدی تھی اور یہ وہی وثیقہ تھا کہ بعد وفات آنحضرتؐ کے حضرت فاطمہؑ نے ابو بکرؓ کے سامنے پیش کیا اور اوسے یون لکھا ہے کہ وایضا در روضۃ الصفا وہم در کتاب معارج النبوت کہ مشہور بسیر ملا معین ہروی است از مقصد اقصی نقل کردہ کہ بعضی می گویند الخ (باقی عبارت وہی ہے جو عماد الاسلام سے آیہ وآت ذا القربی حقہ کی بحث مین ہم پہلے نقل کر چکے)۔
چھٹے ملل ونحل شہرستانی کا بھی حوالہ ہے کہ شہرستانی در ملل ونحل گفتہ الخلاف الثالث فی امر فدك والتوارث عن النبی ودعوی فاطمۃ علی نبینا وعلیہا السلام وراثۃ تارۃ وتملیکا اخری حتی دفعت عن ذلك بالروایۃ المشہورۃ عن النبی نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کہ تیسرا اخلاف امر فدک مین ہے اور پیغمبر خدا کی وراثت مین اور فاطمہؑ کے دعوی کی نسبت کہ کبھی وراثتا کیا اور کبھی ملکیت کا اور اوس سے وہ محروم کی گئین اس حدیث کی بنیاد پر کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ پیغمبرون کے ہین ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے۔
ساتوین مواقف اور شرح مواقف کا اس دعوی کی تائید مین حوالہ دیا ہے اور جو کچھ عماد الاسلام مین لکھا تھا اوسے نقل کر دیا ہے۔
آٹھوین امام رازی کی نہایۃ العقول کی سند پیش کی ہے اور عماد الاسلام سے جو کہ نہایۃ العقول کے جواب مین لکھی گئی ہے عبارت نقل کی ہے۔ وہو ہذہ۔ الفائدۃ الرابعۃ فیما یتعلق بنحلۃ النبی قال الرازی مجیبا عما ذکرہ من قبل الامامیۃ ثانیا منعہا فدکا بانہ لو وجب علیہ تصدیقہا فی ہذہ الدعوی لکان ذلك اما لما یذکرونہ من وجوب عصمتہا وقد سبق الکلام علیہ او للبینۃ لکن البینۃ الشرعیۃ ما کانت حاصلۃ

لایقال فیلزم ان تکون طالبة عن ذلك من غیر بینة وذلك لایلیق بها لانا نقول لعلها کانت تذهب الی ان الحکم بالشاهد الواحد والیمین جائز کما ذهب الیه بعضهم وان ابابکر ما کان یذهب الی ذلك اس کا مطلب یہ ہے کہ چوتھا فائدہ آنحضرت صلعم کے ہبہ کرنے کے بیان مین ہے۔ امام رازی جواب مین اوس سوال کے جو امامیہ کی طرف سے بیان کیا تھا کہتے ہین کہ دوسری یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کو فدک سے روکا گیا اور یہ اسطرح ہے کہ اگر حضرت فاطمہؓ کی اس دعوی مین تصدیق ابوبکرؓ پر واجب ہوتی تو یا اس خیال سے جیسا کہ شیعہ کہتے ہین کہ آپ معصومہ تھین اور عصمت کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے یا اس خیال سے کہ شہادت گذری لیکن شرعی شہادت حاصل نہین ہوئی۔ اور یہ نہین کہا جاسکتا کہ آپ بغیر شاہد کے طلب کرتی تھین کیونکہ یہ آپ کی شان کے مناسب نہین ہے اسیلئے کہ شاید آپ کی رائے یہ ہو کہ ایک گواہ اور قسم پر حکم دینا کافی ہے جیسا کہ بعضون کی رائے ہے اور ابوبکرؓ کی یہ رائے نہ تھی۔

تشئید المطاعن مین جناب مولانا سید محمد قلی صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ کے جواب مین پچیس کتابون سے اس سند کے پیش کرنے کا دعوی کیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہین کہ اما انچہ گفتہ جواب ازین طعن آنکہ دعوی ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہل سنت اصلا موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است در مقام الزام اہل سنت آوردن وجواب آن طلبیدن کمال سفاہت ست۔ پس مردود است بانیکہ انکار وجود این دعوی وشہادت در کتب اہل سنت ناشی از کمال عناد وعصبیت ست زیرا کہ این دعوی در کتب کثیرہ از کتب معتمدہ واسفار معتبرۂ ایشان مذکور ست مثل تصانیف عمر بن شبہ۔ ومجد مورخ۔ وابوبکر جوہری۔ ومغنی قاضی القضاۃ۔ وملل ونحل شہرستانی۔ وکتاب الموافقۃ ابن سمان۔ ومعجم البلدان یاقوت حموی۔ ومحلی ابن حزم ونہایۃ العقول۔ وتفسیر مسمی بمفاتیح الغیب۔ وریاض النضرہ۔ وکتاب الاکتفا۔ وفصل الخطاب۔ ومواقف۔ وشرح مواقف

وجواہر العقدین - ووفاء الوفا - وخلاصۃ الوفا - ہرسہ از سید سمہودی - وحاشیہ صلاح الدین رومی
برشرح عقائد نسفی از تفتازانی - وصواعق محرقہ - وبراہین قاطعہ - ومقصد اقصی - ومعارج النبوت
وحبیب السیر - وروضۃ الصفا - ودر بسیاری ازین کتب وقوع این شہادت ہم برین دعوی
مذکور ست - یہ لکھکر پھر اپنے دعوی کے ثبوت مین ہرایک کتاب کی عبارت لکھی ہے -
اگرچہ صاحب تشئید المطاعن نے پچیس کتابون کے نام لکھدیے مگر حقیقت مین انمین سے
کسی ایک کتاب مین بھی ایک روایت ایسی نہین ہے جو صحیح ہو اور بسلسلہ اسناد بیان
کی گئی ہو - اس مین اکثر کتابین تو وہی ہین جنکا ذکر عماد الاسلام اور طعن الرماح مین ہے -
اور وہی عبارتین ہین جو اونمین نقل کی گئی ہین اور بعض کتابین جنکا ذکر اونمین نہین ہے
اونمین نہ کسی روایت کا بیان ہے نہ سوا نام گنانے کے اوس سے کچھ حاصل ہے چنانچہ
عمر بن شبہ مین سے خود اونکی کسی تصنیف کا نام نہین لکھا نہ اوسمین سے کوئی عبارت نقل کی ہے
بلکہ جواہر العقدین مین جو روایت حافظ عمر بن شبہ سے منقول ہے اوسی کو آپ نے لکھا ہے -
اور سید نور الدین سمہودی کی کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفے سے اُسے نقل کیا ہے - جیسا کہ
تشئید المطاعن صفحہ ۲۳۰ اور ۲۳۱ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - اور یہ وہ روایت ہے جسمین
حضرت زید شہید سے فدک کے متعلق سوال کرنے کا ذکر ہے - شرح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید مین
ابوبکر جوہری سے بھی وہی روایت زید بن علی کی منقول ہے - اور مجد مورخ کی تصانیف کا جو
ذکر ہے اوسکی کیفیت یہ ہے کہ اونکی کسی خاص کتاب کا نہ آپ نے نام لکھا ہے نہ اوس سے عبارت
نقل کی ہے بلکہ کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفے مین جو سید نور الدین سمہودی کی تصنیف ہے
اوس سے یہ نقل کیا ہے ذکر المجد فی ترجمۃ فدک ما یقتضی ان الذی دفعہ عمر الی علی
وعباس ووقعت الخصومۃ فیہ ھو فدک فانہ قال فیھا وھی التی کانت فاطمۃ ادعت
ان رسول اللہ ؐ اعطاھا فقال ابوبکر ارید بذلک شھود افشھد لھا علی فطلب
لھا شاھد الاخر فشھدت لھا ام ایمن فقال علمت یا بضعۃ

رسول اللہ انہ لا یجوز الا بشہادۃ رجل وامرأتین فانصرفت ثم
ادی اجتہاد عمر الی ردھا لماولی وفتحت الفتوح وکان علی یقول ان النبی
جعلہا فی حیاتہ لفاطمۃ وکان العباس یابی ذلک فکانا یختصمان الی
عمر فابی ان یحکم بینہما ویقول انتما اعرف بشانکما یعنی مجدد نے ترجمۂ فدک مین بیان کیا ہے
کہ مراد فدک سے وہی ہے جسکو حضرت عمرؓ نے حضرات علیؓ وعباسؓ کو دیا تھا اور جسمین ان دونو کا
جھگڑا ہوا تھا اسلیے کہ مجدد نے فدک کا حال یہ بیان کیا ہے کہ فدک وہ ہے جسکا دعوی فاطمہؓ نے
کیا تھا کہ رسول اللہ نے اونکو دیا تھا اور ابو بکر نے کہا تھا کہ میرے سامنے اسکے گواہ پیش کرو۔
اول حضرت علیؓ نے گواہی دی۔ پھر ابو بکر صدیقؓ نے دوسرا گواہ طلب کیا تو ام ایمن نے
گواہی دی۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ اے جگر پارۂ رسول تم جانتی ہو کہ ایک مرد اور ایک عورت
کی گواہی سے حق ثابت نہین ہوتا اوسکے لیے ایک مرد اور دو عورتین ہونا چاہیین حضرت فاطمہؓ
یہ سنکر چلی گئین۔ جب حضرت عمر کا زمانہ آیا اور فتوحات بہت ہونے لگے تو اونکی راے اسکے
لوٹا دینے کے لیے قرار پائی۔ حضرت علی تو یہ کہتے تھے کہ پیغمبر خدا صلعم نے اسکو اپنی حیات مین
فاطمہؓ کو دیدیا تھا اور حضرت عباس اس سے انکار کرتے تھے۔ پھر ان دونو حضرات نے اس
جھگڑے کو حضرت عمر کے سامنے پیش کیا تو اونھون نے اونمین کچھ حکم کرنے سے انکار کیا
اور یہ کہا کہ تم دونو اپنے معاملات آپ ہی خوب جانتے ہو۔ اور کتاب الموافقۃ ابن السمان کا
اگرچہ نام لکھا ہے مگر اوسکی عبارت خواجہ محمد پارسا کی فصل الخطاب سے نقل کی ہے اور وہ
یہ ہے وقال ای ابن السمان فی کتاب الموافقۃ فی ذکر فاطمۃ وابی بکر جاءت
فاطمۃ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ وھبہا لی فقال
صدقت یا بنت رسول اللہ ولکنی رایت رسول اللہ یقسمہا فیعطی الفقراء
والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منہا قوتکم فما تصنعین بہا قالت
افعل فیہا کما کان یفعل فیہا ابی رسول اللہ یعنی ابن سمان کتاب الموافقۃ مین جہان ذکر فاطمہؓ

اورابو بکر کا کیل ہے یہ کہتے ہین کہ حضرت فاطمہ رضؓ نے ابو بکر صدیق رضؓ کے پاس آ کر یہ کہا کہ مجکو فدک دیدو کہ وہ مجھے رسول اللہ نے ہبہ کردیا تھا۔ ابو بکر رضؓ نے جواب دیا کہ ای دختر رسول تم سچ کہتی ہو لیکن مین نے رسول اللہ کو اس مین سے تقسیم کرتے ہوے اور فقرا او رمساکین اور مسافر کو دیتے ہوے دیکھا ہے اور پہلے اس مین سے تمھاری قوت تمکو دیدیا کرتے تھے تو تم اسکو کیا کروگی فاطمہ رضؓ نے کہا کہ مین بھی اسمین وہی کرونگی جو میرے باپ رسول اللہ کیا کرتے تھے۔

اور حاشیہ صلاح الدین رومی سے جو شرح عقائد پر ہے یہ عبارت نقل کی ہے ومن منع الارث وفدك بالنحلة وقع بين فاطمة وابى بكر بغض وتشاجر ولم تتكلم مع مدة حياتها اور تفسیر کبیر سے یہ پیش کیا ہے کہ امام فخر الدین رازی لکھتے ہین فلما مات صلعم ادعت فاطمة انه صلعم كان نحلها فدك فقال ابو بكر انت اعز الناس على فقرا واحبهم الى غنى لكنى لا اعرف صحة قولك ولا يجوز ان احكم بذلك فشهد لها ام ايمن ومولى رسول الله فطلب منها ابو بكر الشاهد الذى يجوز قبول شهادته فى الشرع فلم يكن فاجرى ابو بكر ذلك على ما كان يجريه رسول الله صلعم وينفق منه على من كان ينفق عليه رسول الله ويجعل ما يبقى فى السلاح والكراع یعنی جب آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو فاطمہ رضؓ نے یہ دعوی کیا کہ آپ نے فدک مجھے دیدیا تھا۔ ابو بکر رضؓ نے کہا کہ فقر و مسکنت کو تمھارے لیے سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہون اور غنی و تونگری کو تمھارے لیے سب سے زیادہ چاہتا ہون لیکن آپ کے قول کی صحت کو مین نہین جانتا اور نہ مجھے یہ جائز ہے کہ مین اس طرح پر کوئی حکم دے سکون پھر ام ایمن اور ایک غلام رسول اللہ صلعم نے فاطمہ رضؓ کے دعوی کی گواہی دی تو ابو بکر صدیق رضؓ نے اونسے اور گواہ طلب کیا جسکی شہادت شرع مین قبول ہو سکے تو اور گواہ نملا۔ تو اونھون نے فدک کے باب مین وہی حکم جاری رکھا جو رسول اللہ اوس مین رکھا کرتے تھے اور اونھین لوگون پر خرچ کرتے جنپر رسول اللہ

خرچ کیا کرتے تھے اور جو کچھ بچتا اوسکو سلاح وہتیار وغیرہ مین خرچ کرتے۔

اور ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی کی کتاب الاکتفا سے وہی روایت زید بن علی کی نقل کی ہے جو ابن شبہ سے دوسری کتابون مین نقل کی گئی ہے۔

اور ابن حزم اندلسی کی کتاب محلی سے یہ روایت نقل کی ہے روے ان علی بن ابی طالب شهد لفاطمة عند ابی بکر الصدیق ومعه ام ایمن فقال ابو بکر لو شهد معك رجل او امرأة اخری لقضیت بها بذلك اور ریاض النضرہ سے محب طبری کی یہ روایت نقل کی ہے وعن عبد اللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم عن ابیه قال جاءت فاطمة الی ابی بکر فقالت اعطنی فدك فان رسول اللہ وهبها لی قال صدقت یا بنت رسول اللہ ولکنی رایت رسول اللہ یقسمها فیعطی الفقراء والمساکین وابن السبیل بعد ان یعطیکم منها قوتکم فما تصنعین بها الخ اور اسکے بعد اسی کتاب سے زید بن علی کا وہ قول نقل کیا ہے جسکا اوپر ذکر ہو چکا۔ اور طبقات کبری سے بھی ایک روایت نقل کی ہے اور وہ یہ ہے اخبرنا محمد بن عمر ثنا هشام بن سعد عن زید بن اسلم عن ابیه قالت (فاطمة) جاءتنی ام ایمن فاخبرتنی انه اعطانی فدکا کہ حضرت فاطمہ رض نے ابو بکر صدیق رض سے کہا کہ ام ایمن میرے پاس آئین اور اونھون نے کہا کہ آنحضرت نے مجھے فدک عطا کیا ہے۔

ان کتابون کے سوا لمعۃ البیضا اور بحر الجواہر اور ناسخ التواریخ اور کفایۃ الموحدین مین کوئی اور روایت منقول نہین ہے جسکو ہم بیان کرین حالانکہ ان کتابون مین فدک کی بحث نہایت تفصیل سے لکھی ہے۔

الحاصل جو روایتین اور اقوال ہمنے اوپر بیان کئے اور جن کے سوا ہمنے کوئی اور قول اس دعوی کے ثبوت مین نہین پایا اگر تجزیہ کی جائین تو وہ تین قسم کی معلوم ہوتی ہین

ایک وہ جن مین راویون کے نام جیسا کہ روایت اور خبر کا قاعدہ ہے منقول ہین دوسرے وہ کہ جن مین تاریخی واقعات کے طور پر جیسا کہ مورخین کا قاعدہ ہے بلاسند اس دعوی کا ذکر ہے تیسرے وہ کہ ضمناً کسی اعتراض کے جواب مین یا کسی بیان کے ذیل مین اس دعوی کا ذکر کیا گیا ہے - مگر جیسا کہ ہم چوتھے مقدمہ مین اس کتاب کے بیان کر چکے ہمین ایسے معاملات کی شہادت مین وہی روایت پیش کیجا سکتی ہے جو بقاعدۂ احادیث اور اخبار کے بیان کی گئی ہو اور جسکی صحت بعد تنقیح اور رعایت اون اصول کے جو اخبار کی صحت کے لیے فریقین مین قرار دیے گئے ہین پایۂ ثبوت کو پہونچ گئی ہو - مگر وہ اقوال اور قصے جو بغیر سند کسی روایت کے تاریخ کی کتابون یا دوسری تصنیفات مین لکھے گئے ہون جنکا نہ ماخذ معلوم ہو نہ جسکی سند بیان کی گئی ہو اس قابل نہین ہوتے کہ ایسے مباحث مین اون پر کچھ بھی توجہ کیجاے گو وہ کتابین کیسے ہی مشہور اور نامور شخص کی تصنیفات سے ہون - اسلیے کہ جو واقعہ تیرہ سو برس پہلے گذرا ہو اوسکی صحت قیاس سے تو ہو نہین سکتی نہ کسی کا مجرد قول اوسپر یقین کرنیکے لیے کافی ہے - وہ تو از قسم اخبار ہے اور خبر مین جھوٹ اور سچ دونو کا احتمال ہوتا ہے - اسلیے اوسکے سچ ثابت کرنیکے لیے ضرور ہے کہ اوسکے بیان کرنیوالونکا سلسلہ موجود ہو یعنی اوس روایت کو جسطرح ہر ایک راوی نے دوسرے شخص سے سنا ہے سلسلہ وار بیان کرے اور وہ سلسلہ اوس حد تک پہونچ جاے جسپر وہ سلسلہ ختم ہوتا ہے اور جس سے رویت یا سماعت اپنی بیان کی ہو اور پھر یہ بھی شرط ہے کہ راوی بھی ایسے ہون جنپر بھروسہ ہو اور جنکی سچائی اور دیانت داری پر اطمینان - اگر ایسا سلسلہ موجود بھی ہو مگر راوی ایسے ہون کہ جنکے حالات سے کچھ اچھی طرح آگاہی نہو یا ایسے ہون کہ جو مسائل مذہبی مین مختلف تھے اور جنپر یہ شبہ ہو کہ اپنے مذہب کی حمایت مین اونھون نے کوئی روایت پیش کر دی ہوگی یا ایسے راوی ہون جنکی طبیعت شکی اور وہمی تھی یا حافظہ کے ضعیف یا مجہول تو اونکی روایتین پایۂ اعتبار سے ساقط ہین - اور اگر اونمین کوئی راوی ایسا ہو جو جھوٹا یا حدیثون کا بنانے والا بیان کیا گیا ہو تو اوسکی روایت تو جھوٹی ہی سمجھی جائیگی -

اور جس خبر مین رواۃ کا سلسلہ متصل نہو بلکہ منقطع ہو تو وہ روایت شہادت سے خارج کرنے کے لائق ہے - اور ہم دیکھتے ہین کہ مشہور اور نامور علماے امامیہ نے جو روایتین اور اقوال دعوی ہبہ کے ثبوت مین پیش کئے ہین اور جن سے اپنی تصنیفات کا حجم بڑھایا ہے اونمین ایک روایت بھی قسم اول کی نہین ہے - اور اسیلیے ایک بھی اونمین سے ایسے بڑے دعوی کی شہادت مین نہ پیش کرنے کے لائق ہے اور نہ سماعت اور قبول کے قابل

اب ہم اون روایتون اور اقوال سے جو اوپر بیان کیے گئے بحث کرتے ہین

ادن روایات اور اقوال مین سے وہ روایتین جن مین کچھ بھی راویون کے نام بیان کیے گئے ہین اور جنکو ہمنے قسم اول مین داخل کیا ہے چھہ ہین -

ایک[۱] وہ روایت ہے جو شافی مین بیان کی گئی ہے اور جسکو ابراہیم بن محمد ثقفی نے ابراہیم بن میمون سے اور اونھون نے عیسی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے اور اونھون نے اپنے باپ سے اور اونھون نے اپنے دادا سے اور اونھون نے اپنے پردادا سے نقل کی ہے جس مین یہ بیان ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ نے ہبہ کا دعوی کیا اور ابوبکر صدیق ؓ نے اونھین سند بھی لکھدی مگر عمر فاروق ؓ نے اوسے چاک کر دیا -

دوسری[۲] - جو شافی مین عمر بن عبدالعزیز کے رد فدک کے متعلق بیان کی ہے جسکو محمد بن زکریا غلابی نے اپنے شیوخ سے اور اونھون نے ابو المقدام ہشام بن زیاد سے روایت کیا ہے -

تیسری[۳] - وہ روایت ہے جو طرائف مین واقدی اور بشر بن غیاث اور بشر بن ولید سے بیان کی گئی ہے جس مین خلیفہ مامون کے مجلس قائم کرنے اور فدک آل فاطمہ پر رد کرنیکا بیان ہے -

چوتھی[۴] - وہ روایت جو جواہر العقدین سید سمہودی اور صواعق محرقہ کے باب دوم اور

کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفے اور کتاب خلاصۃ الوفا اور کتاب ریاض النضرہ محب طبری اور شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید سے بیان کی گئی ہے اور جسکو حافظ ابن شبہ نے روایت کیا ہے اور جسمین زید بن علی سے فدک کے متعلق سوال کرنے اور اونکے جواب دینے کا ذکر ہے۔

پانچوین۔ روایت ریاض النضرہ کی ہے جو عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور جسکو صاحب تشئید المطاعن نے نقل کیا ہے جسمین یہ بیان ہے کہ حضرت سیدہؑ نے ابو بکر صدیق رضی سے کہا کہ پیغمبر خداؐ نے اون کو فدک عطا کیا تھا۔

چھٹی۔ وہ روایت ہے جو تشئید المطاعن مین طبقات کبری سے نقل کی ہے اور جسکو محمد بن عمر نے ہشام بن سعد سے اور اونھون نے زید بن اسلم سے اور اونھون نے اپنے باپ سے بیان کی ہے۔ اور جس مین یہ بیان ہے کہ جناب سیدہؑ مع امیر المومنینؑ کے ابو بکرؓ کے پاس آئین اور اول اپنے میراث کا اور آخر مین ہبہ کا دعوی کیا اور فرمایا کہ ام ایمن نے مجھسے کہا تھا کہ رسول خداؐ نے فدک مجھے عطا فرمایا ہے۔

یہ چھ روایتین ہین جو بعد حذف تکرار اور نقل در نقل کے شیعون کی کتابونمین بیان کی گئی ہین اور جنمین مسلسل یا منقطع سلسلہ راویون کا بیان کیا گیا ہے۔ اب ہم ہر ایک روایت کی حقیقت کہ وہ کہان تک اعتبار کے لائق ہے بیان کرتے اور اس بات کو دکھاتے ہین کہ انمین سے ایک روایت بھی ایسی نہین ہے جو ذرا بھی توجہ کے لائق ہو یا جسکے جھوٹ ہونے مین کچھ بھی شبہ ہو۔

پہلی روایت کی نسبت اول تو یہی معلوم نہین کہ شافی مین کس کتاب سے نقل کیا ہے اور یہ روایت سنیون کی ہے یا شیعون کی۔ لیکن اگر فرض کیا جاے کہ یہ سنیون کی کسی کتاب سے لی گئی ہے تب بھی بلحاظ راویون کے اعتبار کے لائق نہین ہے بلکہ شیعون کی روایت ہے۔ اسلیے کہ ابراہیم بن محمد ثقفی مجہولین سے ہین اور اونکی کوئی حدیث صحیح نہین ہے میزان الاعتدال مین اونکی نسبت لکھا ہے ابراھیم بن محمد الثقفی قال ابن ابی حاتم ھو مجھول وقال البخاری لم یصح حدیثہ

اور انھون نے ابراہیم بن میمون سے روایت کی ہے۔ اور ابراہیم بن میمون کا حال ہم ذکر ہبۂ فدک اور شان نزول آیہ وآت ذاالقربی حقہ مین جہان کنز العمال کی روایت سے جو عماد الاسلام مین ہے بحث کی ہے لکھ چکے ہین کہ وہ اجلاے شیعہ سے ہین اور منتہی المقال فی اسماء الرجال مین جو معتبر کتاب شیعون کی ہے اونکی نسبت لکھا ہے کہ وہ امام جعفر صادق ؑ کے معتمد علیہ تھے اور سب متفق ہین کہ وہ قابل اعتماد ہین۔

اور ابراہیم بن میمون نے عیسی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے عیسی بن عبداللہ کی نسبت میزان الاعتدال مین ہے قال الدارقطنی متروك الحدیث وقال ابن حبان یروی عن اٰباثه اشیاء موضوعة کہ دارقطنی کہتے ہین کہ وہ متروک الحدیث ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہین کہ وہ اپنے باپ دادا سے احادیث موضوع روایت کرتا ہے۔ پس کیا اسمین شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ روایت شیعون کی نہین ہے یا کوئی بھی اسے روایت سنیون کی کہ سکتا ہے۔ جسکے راوی باقرار علماے امامیہ اجلاے شیعہ سے ہون اور جنکی نسبت اونکی اسماء الرجال کی کتاب مین لکھا ہو وهو معتمد علیه وفاقا للجمع دوسری روایت جو شافی مین منقول ہے اوسکے اول راوی محمد بن زکریا غلابی ہین اور یہ ضعیف اور حدیث کے وضع کرنے والون مین سے ہین جیسا کہ میزان الاعتدال مین اونکی نسبت لکھا ہے وهو ضعیف وقال الدارقطنی یضع الحدیث۔

اور انھون نے ابو المقدام ہشام بن زیاد سے روایت کی ہے۔ جنکی نسبت میزان الاعتدال مین لکھا ہے هشام بن زیاد ابو المقدام البصری ضعفه احمد وغیره قال النسائی متروك وقال ابن حبان یروی الموضوعات عن الثقات وقال ابوداؤد کان غیر ثقة وقال البخاری یتکلمون فیه کہ امام احمد وغیرہ نے انکو ضعیفون مین لکھا ہے اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہین۔ اور ابن حبان کہتے ہین کہ یہ موضوع حدیثین ثقات کے نام سے روایت کرتے ہین اور ابو داود کہتے ہین کہ یہ ثقہ

نہین ہین - اور بخاری نے کہا کہ لوگ انکی نسبت کلام کرتے ہین - انتہی - جب ایسے ضعیف اور متروک الحدیث بلکہ حدیث بنا کے ثقات کی طرف منسوب کرنے والے راوی ہون تو اوس حدیث کے جھوٹ اور غیر صحیح ہونے کی بالفرض اگر کوئی تصریح نکرے تاہم اوسکی صحت کیونکر مانی جاسکتی ہے اور اونکی خبر کسطرح شہادت مین پیش ہوسکتی ہے - اور اگر یہ روایت ثابت بھی ہوتی اور صحیح بھی تب بھی اس مین کوئی ایسی بات نہین ہے جس سے یہ معلوم ہوتا کہ حضرت فاطمہؑ نے ہبۂ فدک کا دعوی کیا تھا البتہ یہ ضمناً نکلتا ہے کہ جو کچھ شیخین رض نے کیا وہ ٹھیک نہ تھا - اور اسی وجہ سے صاحب شافی نے اس روایت کو کچھ بہت قوی دلیلون مین سے ثبوت مین دعوی ہبۂ فدک کے خیال نہین کیا - اسلئے کہ قاضی عبدالجبار نے مغنی مین لکھا تھا کہ عمرؒ بن عبدالعزیز کا فعل یعنی فدک آل فاطمہؑ پر رد کرنا ہبۂ فدک کے دعوی کو ثابت نہین کرتا اسلیے کہ اونکے فعل سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ عمر بن عبدالعزیز نے اوسے علی سبیل النحل یعنی ہبہ کے طور پر رد کیا ہو بلکہ اونھون نے وہی عمل کیا جو عمر بن خطاب رض نے کیا تھا کہ حضرت امیرالمومنین رض کے ہاتھ مین دیدیا تھا تاکہ وہ اوسکے غلے کو اوسی موقع پر صرف کرین جہان پیغمبر خدا صلعم صرف فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایسا ہی ایک مدت تک جناب امیرالمومنین رض نے کیا پھر حضرت عمر رض نے اپنی خلافت کے اخیر سال مین واپس لے لیا - اسی طرح سے عمر بن عبدالعزیز نے بھی کیا اور اگر ثابت بھی ہو کہ عمر بن عبدالعزیز نے خلاف سلف کے کیا تو اونکا فعل قابل سند نہو گا - اسکے جواب مین جناب علم الہدی شافی مین لکھتے ہین کہ اولؑ تو ہم عمر بن عبدالعزیز کے فعل پر کسی طرح سے بھی حجت نہین کرتے کیونکہ اونکا فعل کچھ حجت نہین ہے - اور اگر ہم اس قسم کی باتون سے احتجاج کرین اور اسی طرح کی حجتین اور دلیلین لاوین تو ہم مامون کے فعل کو بھی پیش کر سکتے ہین کیونکہ خلیفہ مامون نے بھی ایک مجلس قائم کرکے اور مباحثہ کراکے فدک کو واپس کیا تھا - سوائے اسکے صاحب مغنی عمر بن عبدالعزیز کے اوس فعل کا انکار کرتے ہین جو کہ اہل نقل مین بلا اختلاف معروف و مشہور ہے فقط - اور اسپر اونھون نے روایت محمد بن زکریا غلابی کی پیش کی ہے -

جس سے ہم بحث کر رہے ہین۔
اسی قصے کو عمر بن عبد العزیز کے ابو ہلال عسکری کی کتاب اخبار الاوائل اور یاقوت حموی کی معجم البلدان اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغت سے طعن الرماح اور تشیید المطاعن مین بھی نقل کیا ہے اور اون تمام روایتون کا ماحصل بھی صرف یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے فدک آل فاطمہ کو رد کر دیا اوس سے کہین یہ نہین ثابت ہوتا کہ فدک کے ہبہ کا دعوی حضرت فاطمہؑ نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے سامنے کیا تھا اسیلیے یہ جتنی روایتین پیش کی گئی ہین وہ کچھ بھی مفید مطلب کے نہین ہین بلکہ برخلاف اسکے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے مشکوۃ سے بروایت ابو داؤد لکھا ہے عمر بن عبد العزیز کا آل مروان کو جمع کر کے یہ کہنا ثابت ہوتا ہے کہ جس امر سے رسول اللہ نے فاطمہؓ کو منع کیا تھا مین کب اوسکا مستحق ہو سکتا ہون اسیلیے مین تمکو گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکو اوسی حال پر لوٹاتا ہون جس حال پر کہ وہ رسول اللہ اور ابو بکر و عمرؓ کے زمانے مین تھا۔ چنانچہ اصل روایت متعلق اسکے تحفہ مین منقول ہے من شاء فلیرجع الیہ۔
تیسری روایت جو طرائف مین واقدی اور بشر بن غیاث اور بشر بن الولید سے نقل کی گئی ہے اور جس مین خلیفہ مامون کے مجلس قائم کرنے اور فدک کے مقدمہ مین بحث کرنے اور آخر کار ایک رسالہ لکھکر موسم حج مین شائع کرنیکا ذکر ہے وہ بھی سراپا جھوٹی اور شیعون کی بنائی ہوئی ہے۔ اسیلیے کہ اسکے راوی واقدی اور بشر بن غیاث ہین جنمین سے ہر ایک کا حال ہم اوپر آیہ وآت ذا القربی حقہ کی بحث مین لکھ چکے ہین کہ واقدی کذاب ہین اور وضاعین حدیث مین سے ہین۔ اور بشر بن غیاث زنادقہ مین سے ہے۔ اور اسی روایت کو عماد الاسلام مین مولانا دلدار علی صاحب نے طرائف سے نقل کیا ہے اور مجتہد سید محمد صاحب نے طعن الرماح مین اوسکا ترجمہ لکھا ہے اور ان دونو مجتہدون سے افسوس ہے کہ ایسے کاذبین اور وضاعین حدیث اور زندیقین کی روایتین پیش کر کے اپنے دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اور اونکی روایتون کو اہل سنت کے اخبار صحاح مین سے بیان کرتے ہین۔ اور اسکا سبب صرف یہ ہے کہ کوئی روایت صحیح تو دعوی ہبہ کے

متعلق ہے نہین اسلیے اس قسم کی جھوٹی اور بنائی ہوئی باتون کو جو جھوٹون اور حدیث کے بنانیوالون اور زندیقون نے اسلام مین رخنہ ڈالنے کے لیے مشہور کر رکھی تھین طرح طرح سے پیش کرتی ہین کبھی کچھ سند کا حوالہ دیکر کبھی کسی کتاب کا نام لیکر کبھی کسی تاریخ سے نقل فرماکر۔ مگر اونکا جھوٹ کسی طرح چھپ نہین سکتا اور جس رنگ مین وہ اوسے دکھائین اصلی جلوہ نظر آجاتا ہے ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش　　　کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

چوتھی روایت وہ ہے جو جواہر العقدین سید سمہودی وغیرہ سے نقل کی گئی ہے اور جس کو حافظ عمر بن شبہ نے نمیر بن حسان سے روایت کیا ہے۔ یہ روایت پوری عماد الاسلام سے ہم اوپر نقل کر چکے ہین۔ اسمین دو راویون کے نام لکھے ہین ایک عمر بن شبہ دوسرے نمیر بن حسان باقی راویون کے نام مذکور نہین ہین۔ دیگر راویون کے نام یا سید سمہودی نے چھوڑ دیے ہون یا حضرات مجتہدین نے نقل کرنے مین تخفیف فرمائی ہو۔ مگر پتا چلانے سے معلوم ہوا کہ اس روایت کا اصلی ماخذ شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید کی ہے۔ اور ابن ابی الحدید نے اوسے ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری کی کتاب سقیفہ و فدک سے نقل کیا ہے اور وہ اصلی روایت یہ ہے کہ ابن ابی الحدید فرماتے ہین قال ابوبکر اخبرنا ابوزید قال ثنا محمد بن عبد اللہ بن الزبیر قال ثنا فضیل بن مرزوق قال ثنا البحتری (غالباً نمیر ہوگا) بن حسان قال قلت لزید بن علی وانا ارید ان اهجن امر ابی بکر ان ابابکر انتزع فدک من فاطمة فقال ان ابابکر الخ باقی عبارت وہ ہے جو عماد الاسلام مین نقل کی گئی ہے اور جسکے آخر الفاظ جو اونھون نے چھوڑ دیے تھے اوسے ہمنے اوسکے بعد نقل کر دیے ہین۔ اس روایت مین تین باتین غور طلب ہین اول تو ابن ابی الحدید اسکے ناقل ہین اور وہ خود معتزلی اور شیعی ہین گو شیعون نے اونکو علماے اہل سنت سے بیان کیا ہے۔ اور غرض اوس سے یہ ہے کہ لوگون کو دھوکا ہو اور اونھین علماے اہل سنت سے سمجھکر اونکی بیان کی ہوئی روایتون سے لوگ شبہہ مین پڑین مگر معتزلی ہونا اونکا تو ایسا کھلا ہوا ہے کہ اوس سے کوئی انکار ہی

نہین کر سکتا اور اونکے شیعہ ہونے یا کم سے کم شیعون کے سے عقائد رکھنے پر اونکی کتاب شرح نہج البلاغت شاہد ہے۔ دوسرے اس روایت کو ابن ابی الحدید نے ابو بکر احمد بن عبد العزیز جوہری کی کتاب سقیفہ وفدک سے نقل کیا ہے۔ اور یہ کتاب کہ آیا ابو بکر جوہری کی ہے یا نہین یا کوئی کتاب اس نام کی ہے بھی یا نہین خود معرض بحث مین ہے اور سوائے ابن ابی الحدید کے کسی اور مشہور عالم نے نہ اوسکا ذکر کیا ہے نہ کسی مشہور کتاب مین اوس سے کچھ لیا گیا ہے اسلیے ایسی گمنام کتاب کی روایت کب قابل اعتنا اور لائق توجہ ہے۔ ہمکو اس روایت کے پیش کرنے پر نہایت تعجب آتا ہے کیونکہ مولانا ولدار علی صاحب نے معجاج السالکین کی روایت پیش کرنے سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم پر نہایت غصہ ظاہر فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ تا حال نام این کتاب بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ وبکتاب مجہول کہ مصنف آن نیز مجہول ست احتجاج واستدلال نتوان نمود چہ مستبعدست کہ نام کتاب را خود بدروغ ساختہ باشد پس در مقابلہ آن اگر کسی بگوید کہ در اعوجاج الہالکین شخصے از مردم بخارا نوشتہ کہ ابو بکر اعتراف بکفر خود کردمی تواند گفت وبالفرض اگر کتابی مسمی باین اسم از کتب شیعہ بودہ باشد واین روایت دران مندرج پس از کجا معلوم شد کہ نقل از کتب اہل سنت نکردہ باشد واین ناصب وخواجۂ او نہ دیدہ یا دیدہ ودانستہ غدر وفریب تاسیا با مامیہ الغاوین نمودہ باشند انتہی۔ صفحہ ۵۲ صوارم۔ اور سید محمد صاحب نے طعن الرماح مین خطبہ بنت ابی جہل کی روایت کی نسبت سید مرتضی علم الہدی کے کلام کو نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہین هذا الخبر باطل موضوع غیر معروف ولا ثابت عند اهل النقل وانما ذكره الكرابيسي طاعنا به على امير المومنين ومعارضا بذكره لبعض شيعته من الاخبار في اعدائه وهيهات ان يشتبه الحق بالباطل بعد ازان کلامی کہ فرمودہ است محصل آن این ست کہ اگر امری دیگر درین روایت نبودہ باشد پس ہمین کہ راوی آن کرابیسی است واو معلن بعداوت اہل بیت وناصبی شقی بودہ کافی ست در توہین وتکذیب آن۔ صفحہ ۹۳ طعن الرماح۔ ہم امید کرتے ہین کہ حضرات شیعہ جو کچھ ان دو مجتہدون نے فرمایا اوسی کو ہماری طرف سے سمجھین گے

اور بہ تبدیل الفاظ ہمارے اس کہنے کو گوش دل سے سنکر اوسے تسلیم کرین گے۔ اور ایسی روایتون کے جھوٹے ہونے مین شبہ نفرمائین گے۔ تیسرے ابوبکر جوہری نے بیان کیا ہے کہ اونھون نے یہ روایت ابوزید سے لی ہے۔ اور ابوزید کنیت ہے عمر بن شبہ کی جیسا کہ تقریب مین بیان کیا گیا ہے "عمر بن شبه بن عبيدة بن زيد النميري ابوزيد" اور گو عمر بن شبہ معتبرین سے ہین مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ حقیقت مین ابوبکر جوہری نے جو روایت انسے بیان کی ہے اور ابوبکر جوہری کے نام سے جو کچھ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے وہ جعل سے خالی ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی مین جہان عمر بن شبہ بن عبیدہ سے روایت سننے والونکا نام ہے وہان ابوبکر جوہری کا نام ہم اون مشاہیر مین سے نہین پاتے جنھون نے عمر بن شبہ سے سنا تھا جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ مین ذہبی لکھتے ہین عمر بن شبّه بن عبيدة الحافظ العلامة الاخباری ابوزید النميری البصری صاحب التصانيف عن يوسف بن عطية الى قوله وعنه ابن ماجة وابن صاعد والمحاملی ومحمد بن احمد الاثرم ومحمد بن مخلد وخلق فقط اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر جوہری نے گو حافظ عمر بن شبہ سے سنا ہو مگر وہ مشاہیر مین سے نہین ہین اور اسی لیے ابوبکر جوہری کا مستقل ترجمہ اور اونکا حال ہمنے کسی کتاب مین نہین دیکھا البتہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی نے جوہری سے روایتین کین ہین اور اوس مین جوہری کی روایتین عمر بن شبہ بلکہ صرف اونھین سے پائی جاتی ہین مگر اونکو مشاہیر محدثین اور ائمہ مین سے کہنا سراسر غلط ہے۔ اور ابوالفرج اصفہانی شیعہ تھا اور علمائے شیعہ نے باوجود زیدیہ ہونے کے اوسے علمائے شیعہ مین شمار کیا ہے جیسا کہ مرزا محمد باقر بن حاجی زین العابدین موسوی نے جنکو زبدۃ المجتہدین اور حجۃ الاسلام والمسلمین کہا گیا ہے اپنی کتاب روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات کے صفحہ ۴۷۷ مطبوع ایران ۱۳۰۷ہجری مین اس طور پر لکھا ہے۔ علی بن الحسین ابوالفرج اصفہانی صاحب کتاب الاغانی۔ ذکرہ مولٰنا العلامۃ الحلی فی خلاصتہ فی القسم الثانی فقال انہ شیعی زیدی واوردہ صاحب الآمل ایضا فی عداد علماء الشیعۃ

وکان عالما روی عن کثیر من العلماء وکان شیعیا خبیرا بالاغانی والآثار والاحادیث المشہورۃ والمنکارۃ
انتہی وکان اشتہار تشیعہ بین جماعۃ من صحابنا من جہتہ مداناۃ مذہب الشیعۃ مع الزیدیۃ ومشارکتہا
فی القول بان الامامۃ غیر خارجۃ عن الفاطمیۃ۔ چوتھے ابو زید نے اسکو محمد بن عبد اللہ بن
الزبیر سے روایت کیا ہے اور یہ حضرت شیعہ تھے جیسا کہ میزان الاعتدال مین لکھا ہے محمد
بن عبد اللہ بن الزبیر قال العجلی کوفی ثقۃ یتشیع وقال ابو حاتم لہ اوھام اور
اونھون نے فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہے۔ اور فضیل بن مرزوق کا حال ہم بحث آیہ
وآت ذا القربی حقہ مین مفصل لکھ چکے ہین کہ وہ پکے شیعہ تھے۔ اور انھون نے نمیر بن حسان
سے روایت کی ہے۔ مگر اسمین غلطی معلوم ہوتی ہے خواہ وہ چھاپے کی ہو یا نقل کی۔ اسیلیے کہ
عماد الاسلام اور طعن الرماح مین انکا نام نمیر بن حسان لکھا ہے اور شرح نہج البلاغت ابن ابی الحدید
مین البختری بن حسان۔ مگر ہمکو ان دونو نامو نمین سے کوئی نام تقریب اور تہذیب اور تذہیب
اور میزان الاعتدال مین نہین ملا۔ بہرحال اگر اور تمام راوی ثقہ اور صدوق بھی ہوتے مگر جبکہ اس
روایت مین فضیل بن مرزوق داخل ہین تو یہ روایت بجز اسکے کہ یہ روایت شیعونکی سمجھی جاے
اور کچھ نہین خیال کیجا سکتی۔ اگر سارے سلسلہ مین ایک راوی بھی جھوٹا اور متہم اور مخالف العقیدہ
ہو تو ساری روایت باطل اور جھوٹی سمجھی جاتی ہے۔ اور علاوہ اسکے اخیر راوی اسکے خواہ نمیر
بن حسان ہون یا بختری بن حسان خود اونکے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب بڑے کٹے
شیعہ اور دشمن صحابہ تھے اسیلیے کہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین نے زید بن علی سے پوچھا کہ میری
خواہش یہ تھی کہ اس سے ابو بکرؓ کے فعل پر عیب لگاؤن۔ اور اونکی برائی کرون۔ ایسلیے کہ اسنے
اہجن کا لفظ استعمال کیا ہے اور تہجین کے معنی منتہی الارب مین ہین زشت وعیب ناک گردانیدن
اور قاموس مین ہے الھجنۃ من الکلام ما یعیبہ والھجین اللئیم والتہجین التقبیح
پانچوین روایت جو تشئید المطاعن مین ریاض النضرہ سے نقل کی ہے اوسکے راوی عبد اللہ
بن ابو بکر بن عمرو بن حزم ہین اور اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اسمین اس روایت کا

نہ سر ہے نہ دُم اسلیے کہ یہ نہین معلوم ہوتا کہ عبداللہ بن ابی بکر سے کس نے یہ روایت کی ہے
اور نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر کے باپ نے کس سے اس روایت کو سنا ہے جبتک
کہ پوری روایت اور تمام راوی بیان نکیے جائین اس قسم کی روایتون پر اعتبار نہین ہوسکتا۔
چھٹی وہ روایت ہے جو تشئید المطاعن مین طبقات کبیر سے نقل کی ہے اور سکے راوی محمد بن
عمر ہین اور اونھون نے ہشام بن سعد سے اور ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے اور اونھون
نے اپنے باپ سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اسمین راوی اول محمد بن عمر ہین اور یہ وہ ہین
جو واقدی کے نام سے مشہور ہین اسلیے کہ یہی ہشام بن سعد ہین اور ہشام بن سعد زید بن اسلم سے
روایت کرتے ہین جیساکہ میزان الاعتدال مین لکھا ہے۔ اور واقدی کا حال اور اونکے تمام صفات
ہم اوپر آیہ وآت ذا القربی حقہ کی بحث مین مفصل لکھ چکے ہین کہ وہ حدیثون کے بنانے والون مین سے
ہین۔ اور کسی بات مین اونکی کوئی روایت حدیث یا انساب یا کسی چیز مین بھی قابل اعتبار نہین
ہے۔ اور ایسے متروک الحدیث ہین کہ تذکرۃ الحفاظ مین ذہبی نے اونکی نسبت لم اسق
ترجمتہ ھنا لاتفاقھم علی ترک حدیثہ کہکر اونکا ترجمہ نہین لکھا۔ دوسرے راوی ہشام
بن سعد ہین انکی نسبت میزان الاعتدال مین لکھا ہے کان یحیی بن القطان لایحدث
عنہ وقال النسائی ضعیف اور تقریب مین لکھا ہے لہ اوھام ورمی بالتشیع
اور تہذیب مین ہے قال ابوحاتم یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ

قسم اول کی روایتون کا حال اب ہم بیان کر چکے اور اونکے راویون کا غیر معتبر اور جھوٹا
ہونا ثابت کردیا۔ اور اسلیے ان روایتون پر وہ مقولہ صادق آتا ہے جو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
نے فرمایا ہے کہ خبر غیر صحیح چون گوز شترست۔ اب باقی رہین اور اقسام کی روایتین اونکی نسبت
اگرچہ ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ ہم یہ تفصیل چوتھے مقدمہ مین اس کتاب کے
بیان کر چکے ہین کہ ایسے واقعات کے متعلق کسی کی رائے یا کسی کا قیاس یا کسی کا بیان اوس واقعہ
کی صحت اور تصدیق کے لیے کافی نہین ہے گو اوسکا بیان کرنے والا کسی فن کا امام ہوا ور

گو وہ بڑا مشہور عالم اور کسی خاص علم مین بڑا ماہر اور نامی ہو۔ ان واقعات کی تصدیق کے لیے روایت متصل السند اور صحیح السند ہونی چاہیے۔ اگر ہزار عالم غلطی یا بی خبری یا ناواقفیت یا بے خیالی سے کسی واقعہ کا اس طور پر ذکر کرین کہ اوس سے اوس واقعہ کی تصدیق بظاہر پائی جاتی ہو تو واقعہ کی تصدیق کے لیے کچھ مفید نہین ہے۔ بیش ازین نیست کہ یہ خیال کیا جاسے کہ اوس عالم نے اس خبر کی تحقیق اور تنقیح نہین کی اور بغیر غور اور تحقیق کے اوسے لکھدیا۔ خصوصاً متکلمین کہ جو اعتراضون کے جواب دینے مین بہت کچھ رائے اور قیاس کو دخل دیتے ہین اور جواب دینیکے خیال مین پڑجاتے ہین اور علی سبیل التسلیم والفرض جواب دینے لگتے ہین جس سے مخالفین کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ روایت صحیح ہے اور ایسے شبہ کو دھوکا دینے کے لیے پرزور تقریرون مین ظاہر کرتے ہین یہی حال اون اقوال کا ہے جو علماے امامیہ نے اس باب مین نقل کیے ہین۔ اور نہونا مسلسل روایت کا اوسکے عدم صحت کے ثبوت مین کافی ہے۔ مگر ہم اپنی کتاب کے ناظرین کے اطمینان کے لیے اون اقوال سے بھی بحث کرتے ہین تاکہ یا ناقلین کی بے اعتباری یا اونکی عدم واقفیت یا اونکا فن حدیث سے ماہر نہونا معلوم ہو جاسے کہ یہی وجوہ ہین جن سے اس قسم کی روایتین کتابون مین درج ہوگئین اور علماے امامیہ کو عوام کے مغالطے مین ڈالنے کا موقع ملا۔

اس قسم کی روایتین شافی سے لیکر ملعن الرماح کے زمانے تک جو کچھ بیان کی گئی ہین وہ اوپر ہم نقل کرچکے۔ اب ہم اونکا مختصر حال لکھتے مین وہ روایتین یہ ہین۔

(۱) واقدی کی روایت جو علامۂ حلی نے کتاب کشف الحق مین نقل کی ہے اور جسکا یہ خلاصہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت فاطمہ رضؓ کے دعوی پر اونہین سند لکھدینے کا ارادہ کیا مگر حضرت عمر رضؓ مانع ہوے۔

(۲) معجم البلدان کی روایت جسکو احقاق الحق مین بیان کیا ہے۔ اور جسمین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز اور مامون کے رد فدک کا حال ہے۔

(۳) روایت شیخ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا کی ہے جو احقاق الحق مین نقل کی گئی ہے اور جسمین عمر بن عبدالعزیز کے رد فدک کا ذکر ہے۔

(۴) ابو بکر جوہری کی روایت شرح نہج البلاغت سے جسمین یہ لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضہ نے ابو بکر صدیق رضہ سے کہا کہ ام ایمن گواہی دیتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے فدک عطا کر دیا تھا۔

(۵) صواعق محرقہ کی روایت متعلق دعوی ہبہ کے ہے جسکو عماد الاسلام اور طعن الرماح اور تشئید المطاعن مین نقل کیا ہے۔

(۶) ملل ونحل شہرستانی اور مواقف اور شرح مواقف اور نہایۃ العقول اور تفسیر کبیر کی روایت ہے جسمین دعوی ہبہ کا بیان ہے۔

(۷) معارج النبوت اور مقصد اقصی اور حبیب السیر اور روضۃ الصفا کی روایت ہے۔

اب ان روایتونکا حال سنیے کہ واقدی کی روایت محتاج بیان نہین۔ واقدی کا حال اس تفصیل سے ہم لکھ چکے ہین کہ ہر شخص اوسکی روایت کو جھوٹی سمجھیگا اور راوس روایت کے پیش کرنے والے پر تعجب کریگا۔

معجم البلدان کی روایت جس مین عمر بن عبدالعزیز اور مامون کے رد فدک کا ذکر ہے اوسکی پوری بحث ہم طرائف کی روایت مین کر چکے ہین اور مامون کے رد فدک کی حقیقت ہمنے تفصیل سے اس طرح پر بیان کر دی کہ اوسکے غلط ہونے مین یقینا کسیکو شبہ نر ہے گا۔

شیخ جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفا مین متعلق فدک صرف ایک روایت ہے احوال عمر بن عبدالعزیز مین حاصل اوسکا یہ ہے کہ مغیرہ کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے بنی مروان سے کہا کہ فدک آنحضرت صلعم کا تھا اوس سے بنی ہاشم کے بچون کی اور بیواؤن کی اعانت کرتے تھے فاطمہ رضہ نے فدک مانگا تھا آنحضرت صلعم نے نہین دیا۔ اوسیطرح ابو بکر و عمر کے زمانے مین رہا مروان نے اوسکو جاگیر بنا لیا پس تم لوگ گواہ رہو کہ مین فدک کو اوسطرح کرتا ہون جیسا کہ زمانۂ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تھا انتہی ملخصاً۔

چونکہ تاریخ الخلفامین سوا اس ایک روایت کے اور کوئی روایت متعلق فدک نہین ہے۔ اور یہ روایت صریح بتارہی ہے کہ فاطمہؓ نے فدک مانگا تھا آنحضرت صلعم نے نہین دیا۔ اور فدک کی آمدنی آنحضرت صلعم جس مصرف مین صرف فرماتے تھے شیخین رضؓ بھی اوسی مصرف مین اوسے خرچ کرتے تھے جس سے ہبۂ فدک و دعوی ہبۂ فدک بیخ وبن سے منہدم ہوگیا۔ لہذا ہبۂ فدک یا دعوی ہبۂ فدک پر تاریخ الخلفا سے سند پیش کرنیکی نسبت سوا اسکے کیا کہا جاے کہ یہ ارباب علم بلکہ اصحاب حیا کی شان سے بعید ہے۔ علاوہ اسکے تاریخ الخلفامین بیان حال یا غیر صحیح روایت نہ لکھنے کا التزام نہین ہے لہذا بجز ناقد بصیر اہل حق کے دوسرا کوئی اوس سے استدلال نہین کرسکتا ہے۔

ابوبکر جوہری کی روایت جو شرح نہج البلاغت سے طعن الرماح مین نقل کی ہے اوسمین جناب مجتہد صاحب نے راوی کا نام چھوڑ دیا ہے تاکہ دیکھنے والے کو کوئی موقع روایت کی اصلیت دریافت کرنے کا نملے مگر اصل کتاب یعنی شرح نہج البلاغت پر رجوع کرنے سے معلوم ہوا کہ اوسکے راوی ہشام بن محمد کلبی ہین اور اونھون نے اپنے باپ سے روایت کی ہے جیسا کہ شرح نہج البلاغت جلد دوم مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۹ مین اصل روایت یون لکھی ہے قال ابوبکر وروی هشام بن محمد عن ابیه قال قالت فاطمة لابی بکران ام ایمن تشهد لی الخ (باقی عبارت وہ ہے جو طعن الرماح سے اوپر ہم نقل کرچکے) اور ہشام بن محمد کلبی کے خطاب سے مشہور ہین اور اونکے باپ بھی اسی لقب سے معروف۔ اور یہ باپ بیٹے نہایت کٹے شیعہ اور جھوٹے اور غیر مستند تھے چنانچہ انکے باپ کا حال جو ابو ہشام کلبی سے بھی مشہور ہین بحث آیہ وآت ذاالقربی حقہ مین اوپر ہم لکھ چکے ہین انکی روایت کا پیش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حضرت زرارہ اور احول اور مومن الطاق کی روایتونکا پیش کرنا۔ اگر زرارہ اور احول کی روایتین سنیون پر حجت ہوسکتی ہون تو ہشام بن محمد کلبی اور ابو ہشام محمد بن السائب کلبی یعنی ان باپ بیٹون کی روایتین بھی ثبوت مین پیش کیجاسکتی ہین۔

صواعق محرقہ کی ایک روایت تو وہ بیان کی گئی ہے جسمین زید بن علی سے سوال کرنے اور اونکے جواب دینے کا ذکر ہے اوسکی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے۔ دوسرے ایک مقام پر اونھون نے ہبہ کے دعوی کا یہ جواب دیا ہے کہ نصاب شہادت نہین تھا۔ اسمین صاحب صواعق محرقہ نے ہبہ کے دعوی کی روایت سے بحث نہین کی صرف علی سبیل التسلیم والفرض اوسکا جواب دیا ہے۔ اور یہ عادت متکلمین کی ہے۔ اسمین اونھون نے یہ نہین بیان کیا کہ یہ روایت صحیح ہے جسطرح کہ اونھون نے اوسکی تکذیب بھی نہین کی غایت مافی الباب یہ ہے کہ اونھون نے اس روایت کی اصلیت نہین تحقیق کی اور اسطور پر جواب دیا ہے جس سے ضمناً اس دعوی کے پیش کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ امر اس بات کو ثابت نہین کرتا کہ وہ روایت فی نفسہ صحیح ہو۔ روایت کی تصحیح تو روایت کے بیان اور راویون کی تنقیح پر منحصر ہے۔ اور ہم اوپر نہایت مدلل طور پر اصل روایت کی تکذیب ثابت کر چکے۔

ملل ونحل شہرستانی اور مواقف اور شرح مواقف کے قولون کو نقل کرنے سے سوائے کتاب کے حجم بڑھانے کے اور کچھ فائدہ نہین۔ اسلیے کہ ملل ونحل مین شہرستانی نے کسی روایت کا بیان نہین کیا صرف یہ دو لفظ لکھے ہین کہ تیسرا اختلاف امر فدک مین ہے اور پیغمبر خدا صلعم کے ارث مین اور فاطمہ ؓ کے دعوی کی نسبت کہ کبھی وراثتاً کیا اور کبھی ملکیت کا پس یہ دو لفظ کہ تارۃ وراثتاً وتملیکا اخری یہ کچھ اصل روایت کو ثابت نہین کرتے۔ بلکہ غور کرنے سے تملیکا اخری کے الفاظ بھی مشتبہ معلوم ہوتے ہین اسلیے کہ اگر خلاف تھا تو توریث مین یعنی اس مسئلہ مین کہ آیا پیغمبر خدا صلعم کے متروکہ مین میراث جاری ہو سکتی ہے یا نہین۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ نہین تھا کہ کوئی شخص اپنی ملکیت پر قابض رہ سکتا ہے یا نہین اسلیے اس موقع پر الفاظ دعوی فاطمہؓ وراثۃ وتملیکا اخری مہمل اور بے معنی ہین۔ سوا اسکے جو دلیل بیان کی ہے حتی دفعت عن ذلک بالروایۃ المشہورۃ اوس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وجہ دعوی کے نہ سننے جانیکی حدیث نحن معاشر الانبیا ہے۔ اور یہ متعلق بمیراث ہے نہ متعلق بہبہ وتملیک۔ تملیکا اخری کے دعوی کے ثابت کرنے کے لیے یہ بھی لکھنا ضرور تھا کہ اسوجہ سے یہ دعوی نہ سنا گیا کہ شہادت پوری نہین ہوئی۔ بہرحال ہر ایک غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ یہ

الفاظ ہی مہمل اور بے معنی ہین - علاوہ برین ملل ونحل کے لکھنے والے شہرستانی اون بزرگوئین سے ہین جو خود عقائد مین متہم ہین جیساکہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ مین لکھا ہے بل یمیل الشہرستانی کثیرا الی اشیاء من امورھم بل یذکر احیانا اشیاء من کلام الاسماعیلیۃ الباطنیۃ منھم ویوجھہ ولھذا اتھمہ بعض الناس بانہ من الاسماعیلیۃ.... وقد یقال ھو مع الشیعۃ بوجہ ومع اصحاب الاشعری بوجہ... وبالجملۃ فالشہرستانی یظھر المیل الی الشیعۃ.... ولا یحتج بہ الامن ھو جاھل وان ھذا الرجل یعنی الشہرستانی کان لہ بالشیعۃ المام و اتصال وانہ دخل فی اھواءھم بماذکرہ فی ھذا الکتاب یعنی الملل والنحل یعنی شہرستانی اکثر شیعونکی باتون کیطرف میل کیا کرتا ہے بلکہ کبھی شیعون کے فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ کا کلام ذکر کرتا ہے پھر اوسکی توجیہ بیان کرتا ہے اس سے بعض لوگون نے اوسکو اسماعیلیون مین متہم کیا ہے - اور کبھی لوگ یون بھی کہتے ہین کہ وہ ایک طرح سے شیعون کے ساتھ ہے اور ایک طرح سے اہل سنت کے ہم خیال ہے - غرضکہ شہرستانی کا میل شیعون کیطرف ظاہر ہوتا ہے - اور اس سے جاہل شخص ہی احتجاج کرسکتا ہے - اس شہرستانی کو شیعون کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور اونکے خیالات فاسدہ مین سرشار -

مواقف اور شرح مواقف کے قول جو نقل کیے گئے ہین وہ خود اوس قول کی تضعیف کرتے ہین اسلیے کہ اوسنے فان قیل کے لفظون سے شروع کیا ہے - اور طالب علم تک اس بات کو جانتے ہین کہ یہ لفظ قول ضعیف کے ذکر مین استعمال کیا جاتا ہے اور بالفرض والتقدیر اور علی سبیل التسلیم جواب دینے کے مقام مین - علاوہ برین صاحب مواقف اور اوسکے شارح بلاشبہ علمائے متکلمین اہل سنت سے ہین - مگر حدیث و خبر مین بجز اونکا قول قابل سند نہین ہے غایۃ مافی الباب ان عالمون کا درجہ سنیون مین ایسا سمجھ لینا چاہیے جیساکہ خواجہ نصیر الدین طوسی کا شیعون مین ہے صرف خواجہ نصیر الدین طوسی کی روایتون اور حدیثون کو کوئی عالم علمائے

شیعہ سے مستند اور قابل استدلال نہین مانیگا - جبتک کہ وہ حدیث نقل نکرے یا کسی حدیث صحیح پر اونکا قول مبنی نہو - گو وہ کیسے ہی فلسفی اور معقولی اور متکلم تھے - اور شارح مواقف کا یہ کہنا کہ والصحیح ام ایمن اس بات پر دلالت نہین کرتا کہ وہ اس روایت کی تصدیق کرتے ہین بلکہ اس بات پر دال ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اس جھوٹی روایت کے بنانیوالیکا لفظ ام کلثوم نہین ہے بلکہ اوس ذات والاصفات کی لفظ بجاے ام کلثوم کے ام ایمن ہے نہ ام کلثوم اسیلیے اونھون نے ام کلثوم کے بعد یہ لکھا کہ والصحیح ام ایمن - اور اس سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے جس سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ صاحب مواقف کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ علماے شیعہ نے ام ایمن کا نام لکھا ہے یا ام کلثوم کا اور غلطی سے وہ ام کلثوم لکھ گئے اور چونکہ شارح مواقف اول شیعہ تھے اور بعد اوسکے سنی ہوے اسیلیے اونکو ان روایات پر خوب اطلاع تھی اونکو یہ غلطی بادی النظر مین معلوم ہوگئی اور اوسکی اصلاح کردی - اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اونھون نے کل روایت کی صحت ثابت کی اور اگر وہ اپنے نزدیک اس روایت کو صحیح سمجھکر بھی بیان کرتے اور تسلیم کیا جاے کہ اونھون نے اسی لیے بیان کیا ہے تو وہ اونکا خیال ہے اور اوس کا جواب صاف ہے کہ وہ خیال اونکا غلط تھا اسیلیے کہ یہ چیزین قیاسی نہین ہین بلکہ خبر سے متعلق ہین اور خبر کے لیے اوسکی تصدیق ضرور ہے - واذ لیس فلیس -

امام رازی کی نہایۃ العقول اور تفسیر کبیر سے بھی روایت کی صحت ثابت نہین ہوتی اسیلیے کہ اسمین بھی امام رازی نے جواب اعتراض کا دیا ہے اور تنقیح اصل دعوی کی نہین کی اور نہ تصحیح اس بات کی کہ روایت جس مین ذکر ہبہ کا ہے شیعونکی ہے یا سنیون کی اور اسطرح کے جواب دینے سے کسی عالم کے یہ لازم نہین آتا - کہ وہ روایت فی نفسہ صحیح اور ثابت ہو اور یہی سبب ہے کہ اونھون نے اپنی تفسیر مین بھی جس کا حوالہ طعن الرماح اور تشئید المطاعن مین دیا ہے بحث روایت سے نہین کی اور اوسکی تصحیح و تنقیح کی طرف متوجہ نہین ہوے - اور اوسکا سبب یہ ہے کہ وہ معقولی اور فلسفی تھے اور ایسے مباحث مین معقولی متکلمین کسی طرح نفس مطلب پر رجوع کرتے اور اعتراض

کو مانا ہوا تسلیم کرکے اوس کا جواب دیتے ہین وہ اون محدثین اور محققین مین سے نہین ہین جن کا قول اخبار اور احادیث مین سند ہو اور خصوصا ایسی حالت مین جبکہ ضمنا اون کے جواب دینے سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہو کہ وہ اوس روایت کی تکذیب پر متوجہ نہین ہوے۔ اور ہم ازروے اصول مقررہ فریقین کے یہ بات اوپر بیان کرچکے ہین کہ اخبار واحادیث مین کسی کا قول معتبر نہین ہے گو وہ کیسا ہی مشہور عالم اور مصنف اور محدث ہی کیون نہو بلکہ اصل خبر اور نفس روایت دیکھنے کے لائق ہے اور جن راویون سے وہ بیان کی گئی ہے اونکے حالات کی تنقیح لازم ہے اگر راوی ثقہ معتبر ہون اور اون پر کوئی الزام لگایا گیا ہو وہ البتہ لائق لحاظ کے ہے۔ اور پھر اوسمین یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ خبر احاد مین سے ہے یا مشہور اور دوسرے صحیح اخبار اور مستند روایتون کے متناقض ہے کہ نہین اور یہ کام محققین اور اہل فن کا ہے۔ اسیلیے چند عالمون کی کتابون مین سے چند عبارتین نقل کردینے سے مدعا ثابت نہین ہوتا۔

اگر کوئی حضرات امامیہ مین سے یہ کہے کہ ایسے مشہور عالمون کی روایتون کے نماننے سے جو کہ ائمہ اہل سنت سمجھے جاتے ہین باب مناظرہ ہی بند ہوا جاتا ہے اور صرف یہ جواب کہ وہ حدیث مین ماہر اور نقاد نہ تھے یا باوجود محدث ہونے کے اونسے خطا ہو گئی یا اونھون نے غلط اور ضعیف روایت کو تسلیم کر لیا اوسے چاہیے کہ اس کتاب کا چوتھا مقدمہ غور سے پڑھے کہ اوس سے اوسکو اس قسم کے خیالات کا کافی اور تسلی بخش جواب ملیگا۔

جو شہادت ہمارے یہان کی کتابون سے حضرات امامیہ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے فدک کے ہبہ کا دعوی کیا تھا پیش کی تھی اوسکی حقیقت کہ وہ کہان تک قابل ماننے کے ہے یہ تفصیل ہمنے بیان کر دی۔ اب ہم اس بات کو دکھاتے ہین کہ خود شیعون کی روائتین متعلق اس دعوی کے ایسی متناقض اور مختلف ہین

کہ اونکا باہمی تناقض اور اختلاف اون کے دعوی کو باطل کرتا ہے۔

تناقض اور اختلاف جو شیعونکی اون روایتون مین ہے جسمین ہبۂ فدک کے دعوی کا ذکر کیا گیا ہے

تناقض ثابت کرنے کے لیے ضرور ہے کہ اول ہم شیعون کی روایتین جو متعلق دعوی ہبۂ فدک کے ہین بیان کرین پھر اونکا تناقض دکھائین مفصلۂ ذیل روایتین شیعون نے اسکے متعلق بیان کی ہین۔

(۱) احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ ۵۲ ذیل عنوان احتجاج امیر المومنین رض علی ابی بکر وعمر لما منع فاطمۃ الزہرا فدک بالکتاب والسنۃ مین بسند حماد بن عثمان امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ جب ابوبکر خلیفہ ہوے اور تمام مہاجرین وانصار پر پوری طور سے اونکی حکومت قائم ہوگئی تو اونھون نے فدک پر اپنا آدمی بھیجا اور اوسنے حضرت فاطمہ ؑ کے وکیل کو نکالدیا تب حضرت فاطمہ ؑ ابوبکر کے پاس آئین اور فرمایا کیون تم مجھے میرے باپ کی میراث سے محروم کرتے ہو اور کیون میرے وکیل کو فدک سے نکالدیا اسپر اونھون نے اون سے گواہ مانگے۔ اور اسی روایت مین بعد بیان شہادت کے لکھا ہے کہ ابوبکر نے فاطمہ کو سند لکھدی اور عمر نے اوسے چاک کردیا اور فاطمہ ؑ روتی ہوئی چلی گیئن فلما کان بعد ذلک جاء علی ؑ الی ابی بکر وھو فی المسجد وحولہ المھاجرون والانصار اسکے بعد حضرت علی ابوبکر رض کے پاس آئے اور اوسکے پاس مسجد مین مہاجر وانصار جمع تھے۔ اور علی رض نے آکر کہا کہ کیون تم فاطمہ ؑ کو پیغمبر خدا کی میراث سے منع کرتے ہو حالانکہ وہ آنحضرت کی زندگی مین اوسکی مالک تھین۔ ابوبکر نے کہا یہ مال مسلمانون کا ہے اگر وہ گواہ پیش کرین تو اونکو ملیگا ورنہ اونکا کچھ حق نہین اوسپر امیر المومنین رض نے فرمایا کہ اے ابوبکر کیا تم ہمارے حق مین خدا کے حکم کے خلاف فیصلہ کروگے اونھون نے کہا نہین تو آپنے کہا کہ اگر کوئی چیز مسلمانون کے قبضے مین ہو اور وہ اوسکے مالک ہون اور مین اوسپر دعوی

کرون توتم کس سے گواہ مانگوگے اونھون نے کہا تم سے - کہا یہ کیا سبب ہے کہ تم فاطمہؑ سے
گواہ مانگتے ہو اوس چیز کے متعلق جو اونکے قبضے مین ہے - اور جسکی وہ پیغمبر خدا کی زندگی مین اور
اوسکے بعد مالک تھین اور مسلمانون سے تم گواہ نہین مانگتے کہ وہ اوسکا دعوی کرتے ہین
یہ سنکر ابوبکر چپ ہو رہے تب عمر نے کہا کہ ای علی یہ باتین جانے دو کہ ہم تمھاری حجتون پر غالب
نہین آسکتے اگر تم گواہ عادل پیش کروگے تو خیر ورنہ یہ مال مسلمانون کا ہے نہ تمھارا حق ہے
نہ فاطمہؑ کا - پھر آخر اسی قسم کی اور چند باتونکا ذکر کرکے لکھا ہے کہ یہ حالت دیکھکر لوگ غصے
مین آئے اور بعض نے اس بات کو بہت برا جانا اور کہا کہ واللہ علیؓ سچ کہتے ہین اور علی اپنے
گھر چلے آئے اور فاطمہؑ مسجد نبوی مین تشریف لیگئین اور اپنے آپ کو باپ کی قبر پر گرا دیا اور یہ اشعار
پڑھنے لگین ے قد کان بعدک انباء ھنبثۃ الخ بعد اسکے اس روایت مین یہ بیان
ہے کہ ابوبکر و عمر نے یہ حالت دیکھکر اور آیندہ کا خوف کرکے ارادہ کیا کہ علی کو قتل کرا دین اور اسکے
لیے خالد کو تجویز کیا - اس کا بیان ہم اپنے موقع پر کرین گے -

(۲) علل الشرائع والاحکام تالیف شیخ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ قمی
کی باب صد و پنجاہ و یکم مطبوعہ ایران صفحہ ۶۰ مین ایک حدیث علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے
اور اونھون نے ابن عمیر سے اور اونھون نے ایک اور راوی سے امام جعفر صادقؑ کی بیان
کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب ابوبکر نے فاطمہؑ کو فدک سے روکا اور اونکے وکیل کو نکالدیا حضرت علی
مسجد مین آئے اور ابوبکر وہان بیٹھے ہوے تھے اور اونکے گرد مہاجرین و انصار جمع تھے تو آپنے
فرمایا کہ ای ابوبکر تمنے کیون فاطمہؑ کو روکا اوس چیز سے جو رسول اللہ نے اونکو دیدی تھی اور
اونکا وکیل اوسپر برسون سے قابض تھا - ابوبکر نے کہا کہ یہ مال مسلمانونکے لئے فئے ہے اگر
وہ شاہد عادل لاوین تو خیر ورنہ فاطمہؑ کا اسمین کچھ حق نہین ہے - علی نے فرمایا کہ کیا ہمارے لیے
برخلاف اوسکے جو اور مسلمانون کے لیے تم حکم دیتے حکم دوگے تو اونھون نے کہا کہ نہین
تب آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز مسلمانون کے ہاتھ مین ہو اور مین دعوی کرون توتم کس سے

گواہ مانگو گے - ابو بکر نے کہا تم سے - علی نے کہا کہ جو چیز میرے ہاتھ مین ہو اور مسلمان اوسپر دعوی کرین تو تم مجھسے گواہ مانگو گے - ابو بکر یہ سنکر چپ ہو رہے عمر نے کہا کہ یہ مال مسلمانون کا ہے اور ہم تمھارے جھگڑے کی باتین نہین سنتے - پھر اسپر اور باتین اونکے آپس مین ہوئین جسے سنکر لوگ رونے لگے اور بصلاح عمر کے ابو بکر نے علی کے قتل کا ارادہ کیا جسکی تفصیل اس روایت مین ہے اور اوسکو ہم اپنے موقع پر بیان کرین گے -

(۳) روایت یہ کہ حضرت فاطمہ ابو بکر کے پاس گئین اور اون سے فدک کا مطالبہ کیا اور بعد بہت سی حجتون کے ابو بکر قائل ہوے اور فدک کی سند فاطمہ کے لیے لکھدی اور حضرت علی اور ام ایمن کی اوسپر گواہی ہوئی حضرت فاطمہ اوس سند کو لیکر باہر نکلین عمر اونکو ملے اور پوچھا کہ آپ کہان سے آتی ہین حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ ابو بکر کے پاس سے اور سند لکھدینے کا بھی ذکر کیا - عمر نے کہا ذرا مجھے دکھائیے آپ نے وہ کاغذ عمر کو دیدیا عمر نے اوسپر تھوک دیا اور اوسکو مٹا دیا پھر علی فاطمہ کو ملے اور پوچھا کہ ای بنت رسول اللہ کیون تم غصے مین ہو فاطمہ نے بیان کیا جو کچھ عمر نے کیا تھا - تب حضرت علی نے فرمایا ما رکبوا منی ومن ابیك اعظم من هذا کہ ان لوگون نے میرے حق مین اور تمھارے باپ کے حق مین اس سے بڑھکر دوسری بات نہین کی - الی آخر القصہ - بحار الانوار صفحہ ۹۶ از مصباح الانوار -

(۴) بحار الانوار کتاب الفتن مطبوعہ ایران صفحہ ۱۰۱ مین کتاب الاختصاص سے بسند عبد اللہ بن سنان کے امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب پیغمبر خدا نے وفات پائی اور ابو بکر خلیفہ ہوے تو اونھون نے فاطمہ کے وکیل کو فدک سے نکالدیا تب حضرت فاطمہ آئین اور کہا کہ تم دعوی کرتے ہو کہ میرے باپ کے خلیفہ ہو اور اونکے مقام پر بیٹھے ہو تمنے باوجود اس بات کے جاننے کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے فدک دیگئے ہین میرے وکیل کو نکالدیا حالانکہ اوسکے میرے پاس گواہ موجود ہین - ابو بکر نے کہا کہ پیغمبر خدا کا کوئی وارث نہین ہوتا یہ سنکر حضرت فاطمہ علی کے پاس گئین اور اون سے یہ سب حال کہا حضرت علی نے اونکو صلاح دی

کہ تم پھر ابوبکر کے پاس جاؤ اور اون سے کہو کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ پیغمبر کا کوئی وارث نہین ہوتا حالانکہ سلیمان داود کے اور یحیی زکریا کے وارث ہوے پھر مین کیون اپنے باپ کی وارث نہون۔ عمر نے فاطمہؑ سے کہا کہ یہ سکھلائی ہوئی بات ہے۔ فاطمہؑ نے کہا گو مین سکھلائی گئی ہون مگر کسنے مجھے سکھایا ہے میرے ابن عم علی نے۔ ابوبکر نے کہا کہ عائشہ اور عمر دونو گواہی دیتے ہین کہ اونھون نے پیغمبر خدا سے سنا ہے کہ النبی لا یورث فاطمہؑ نے کہا کہ یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے جو اسلام مین دی گئی۔ تب حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ فدک پیغمبر خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے اور مین اسپر گواہ بھی رکھتی ہون تو ابوبکر نے کہا کہ اچھا گواہی پیش کرو تو وہ ام ایمن اور علی کو لائین۔ ابوبکر نے کہا کہ ای ام ایمن کیا تمنے پیغمبر خداؐ سے سنا ہے جو فاطمہؑ کہتی ہین اونھون نے کہا ہان مین نے سنا ہے اور کیا تمنے نہین سنا کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ سیدۂ زنان جنت ہین تو کیا جو سیدۂ نساے جنت ہو وہ اوس چیز کا دعوی کریگی جو اوسکی نہو اور مین ایک عورت اہل جنت سے ہون کیا مین وہ گواہی دونگی جو مین نے پیغمبرؐ سے نہ سنا ہو۔ عمر نے کہا کہ یہ باتین چھوڑو اور کہو کہ کیا تم گواہی دیتی ہو تو ام ایمن نے کہا کہ مین حضرت فاطمہؑ کے گھر مین بیٹھی ہوئی تھی اور آنحضرت بھی وہان تشریف فرما تھے کہ اتنے مین جبرئیل آئے اور کہا ای محمدؐ اوٹھو تاکہ بموجب حکم خدا کے مین فدک کی حدبندی اپنے پرون سے کردون۔ آپ اوٹھے اور جبرئیل آپ کے ہمراہ ہوے کچھ دیر نہوئی تھی کہ آپ واپس تشریف لائے فاطمہؑ نے پوچھا کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے آپ نے فرمایا جبرئیل نے فدک کے حدود بتاے اور اوسپر خط کھینچدیا تب حضرت فاطمہؑ نے فرمایا یا ابت انی اخاف العیلة والحاجة من بعدک فصدق بها علی فقال هی صدقة علیک فقبضتها کہ ای میرے باپ مین افلاس اور محتاجی سے آپ کے بعد ڈرتی ہون یہ فدک مجھے دیدیجیے آپ نے فرمایا اچھا یہ تمھارے لیے عطیہ ہے اور فاطمہؑ نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ پھر آنحضرتؐ نے ام ایمن اور علی سے کہا کہ تم اسپر گواہ رہو اسی روایت مین پھر یہ ذکر ہے کہ حضرت علی نے فاطمہؑ کو سوار کراکے چالیس دن رات مہاجرین و

انصار کے گھر پھرے اور کسی نے ہمدردی نکی اور پھر معاذ بن جبل کے پاس آئین اور اون سے مدد چاہی اونھون نے بھی انکار کیا اور کہا کہ مین تنہا ہون بس فاطمہؑ اون سے خفا ہو کر چلی آئین ۔ الی آخر القصہ۔

(۵) ملا باقر مجلسی نے کتاب بحار الانوار مین ایک روایت بحوالہ کشکول علامہ کے مفضل بن عمر سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ میرے آقا امام جعفر صادق ؑ نے فرمایا کہ جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوے تو عمرؓ نے کہا کہ آدمی دنیا کے دلدادہ ہین اسلیے علیؓ اور اہل بیت سے خمس اور فئے اور فدک کو روک دو کیونکہ جب اونکے یار یہ امر جان جائین گے تو علیؓ کو چھوڑ دین گے اور دنیا لینے کی غرض سے ہماری طرف رجوع کرین گے ۔ ابو بکر نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ابو بکرؓ نے یہ منادی کرائی کہ جس کسی کا رسول اللہ پر قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو وہ میرے پاس آے کہ مین اوسکو ادا کرونگا ۔ اور جابر اور جریر بجلی کا وعدہ پورا بھی کیا ۔ تو علیؓ نے فاطمہؑ سے کہا کہ ابو بکر کے پاس جاکر فدک کا ذکر کرو ۔ فاطمہؑ نے اونسے فدک اور فئے اور خمس کا ذکر کیا ۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ گواہ لاؤ ۔ فاطمہؑ نے کہا کہ فدک کو تو خداوند تعالی قرآن مین فرماتا ہے کہ اوسکو مجھے اور میری اولاد کو دیدو یعنی یہ آیت وآت ذا القربی حقہ مین اور میری اولاد رسول اللہ کی سب سے زیادہ اقرب تھے تو آپ نے مجھے اور میری اولاد کو فدک عطا کر دیا تھا ۔ جبریل نے پھر اسکے بعد مسکین اور ابن سبیل کو بھی پڑھا تو آپ نے پوچھا کہ مسکین اور ابن سبیل کا کیا حق ہے تو اللہ تعالی نے آیہ وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ نازل کی پھر خمس کے پانچ حصہ کیے اور یہ فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى الخ جو اللہ کے لیے ہے وہ اوسکے رسول کا ہے اور جو رسول کے لیے ہے وہ ہم قرابت والون کے لیے ہے ۔ اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ابو بکرؓ نے عمر کیطرف دیکھا اور کہا کہ تم کیا کہتے ہو ۔ عمرؓ نے پوچھا کہ یتیم اور مسکین اور ابن سبیل کون لوگ ہین ۔ فاطمہؑ نے کہا کہ یتیم وہ ہین جو اللہ اور رسول

اور ذی القربےٰ سے یتیم ہون - اور مساکین وہ ہین جو اونکے ساتھ دنیا اور آخرت مین رہے ہون -
اور ابن سبیل وہ ہے جو انکا طریق چلتا ہو - عمرؓ نے کہا تو خمس اور فئے سب تمھارا اور تمھارے
احباب اور شیعو نکا ہوا - فاطمہؑ نے کہا کہ فدک تو اللہ نے میرے اور میرے بچون کے لیے کر دیا ہے
او سمین احباب اور شیعو نکا کچھ حق نہین - اور خمس کو ہم مین اور ہمارے احباب مین تقسیم کیا ہے -
عمرؓ نے کہا کہ اور تمام مہاجرین و انصار و تابعین باحسان کے لیے کیا ہوگا - فاطمہؑ نے کہا کہ اگر وہ
ہمارے احباب مین سے ہین تو اونکے لیے وہ صدقات ہین جنکی خدا نے تقسیم کی ہے یعنی اس
آیت مین اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ
الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ عمر نے کہا کہ فدک تو تمھارا خاص ہوا اور فئے تمھارا
اور تمھارے احباب کا ہوا مین نہین سمجھتا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے راضی ہوجائینگے
فاطمہؑ نے کہا کہ اللہ و رسول تو اسپر راضی ہو چکے اور محبت اور متابعت ہی پر اسکی تقسیم کی ہے نہ عداوت
اور مخالفت پر - جو ہمسے عداوت کرتا ہے وہ خدا سے عداوت کرتا ہے اور جو ہمارا مخالف ہے وہ
خدا کا مخالف ہے اور جو خدا کا مخالف ہے تو وہ خدا کی طرف سے عذاب الیم کا دنیا اور آخرت
مین مستحق ہے - عمرؓ نے کہا کہ تم جس کا دعوی کرتی ہو اوسکے گواہ لاؤ - فاطمہؑ نے کہا کہ تمنے جابر اور
جریر کی تصدیق کی اور اونسے گواہ نہ طلب کیے - اور میرا گواہ کتاب اللہ ہے - عمر نے کہا کہ جابر اور جریر نے
تو تھوڑی سی شی کا ذکر کیا تھا اور تم تو بہت بڑا دعوی پیش کرتی ہو جس سے مہاجرین و انصار مرتد
ہو جائینگے - فاطمہؑ نے کہا کہ جو مہاجرین رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ ہین تو
اونھون نے تو اونکے دین کی طرف ہجرت کی ہے - اور انصار وہ ہین جو اللہ اور رسول پر ایمان
رکھتے ہین اور ذو القربیٰ کے ساتھ احسان کرین - تو ہجرت بھی ہمارے لیے ہوئی اور نصرت بھی -
اور اتباع باحسان بھی بے ہمارے نہین ہو سکتا - اور جو ہمسے مرتد ہو جاوے تو وہ جاہلیت مین جاوے
عمر نے کہا کہ یہ فضول باتین چھوڑو اور گواہ لاؤ - فاطمہؑ نے علی و حسنین و ام ایمنؓ و اسما کو بلوا بھیجا
ان سب نے آپ کے دعوی کی پوری پوری گواہی دی - عمرؓ نے کہا کہ علیؓ تو فاطمہؑ کے زوج ہین اور

حسنین بیٹے ہین اور ام ایمن اونکی محب ہین اور اسما پہلے جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھی تو وہ تو بنی ہاشم ہی کی گواہی دیگی اور اب فاطمہ کی خدمت کرتی ہے اور یہ سب اپنا نفع چاہتے ہین۔ علی رض نے کہا کہ فاطمہ ع تو ایک جزو رسول اللہ ہین جو اونکو ایذا دیگا وہ رسول اللہ کو ایذا دیتا ہے اور جو اونکی تکذیب کرتا ہے وہ رسول اللہ کی تکذیب کرتا ہے۔ اور حسنین ع رسول اللہ کے نواسے ہین اور جوانان جنت کے سردار ہین جو انکی تکذیب کرتا ہے وہ رسول اللہ کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اہل جنت صادق ہوتے ہین۔ اور میری شان مین رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ تو مجھسے ہے اور مین تجھسے۔ اور تو میرا دنیا اور آخرت مین بھائی ہے۔ جو تجھپر رد کرتا ہے وہ مجھپر رد کرتا ہے اور جو تیری اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے اور جو تیری نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے۔ اور ام ایمن کے بارہ مین رسول اللہ صلعم نے جنت کی گواہی دی ہے اور اسما اور اوسکی اولاد کے لیے آپ نے دعا دی ہے۔ عمر نے کہا کہ جو تعریف تم کرتے ہو تم ویسے ہی ہو لیکن جار کی شہادت مقبول نہین ہوتی۔ علی نے کہا کہ جب ہم ایسے ہین جیسا تم جانتے ہو اور انکار نہین کرتے اور پھر ہماری شہادت ہمارے لیے مقبول نہین اور نہ رسول اللہ صلعم کی شہادت مقبول ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہمنے اپنے لیے دعوی کیا تو تم ہمسے گواہ مانگتے ہو۔ اور ہمارا کوئی معین نہین کہ وہ گواہی دے۔ اور تم لوگون نے اللہ کے سلطان پر جست کی اور اوسکو اوسکے گھر سے غیر کے گھر کی طرف بے گواہ و حجت کے نکالا۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ پھر فاطمہ سے کہا کہ چلو خدا ہی ہمارا فیصلہ کریگا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ۔ بحار الانوار صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲۔

(۶) احتجاج طبرسی اور دوسری کتابون مین شیعون کی ایک خطبہ لکھا ہے جو خطبہ فاطمہ زہرا کے نام سے مشہور ہے اور جسمین بیان کیا گیا ہے کہ حضرت فاطمہ کو جب خبر ہوئی کہ ابوبکر نے فدک سے محروم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ مسجد نبوی مین ابوبکر کے پاس آئین اور بہت بڑا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا جسمین اونکے ظلمون کی شکایت کی اور آیات قرآنی اور دیگر حجتون سے ابوبکر کو ملامت کی اور اپنے حق ثابت کرنے مین کوئی دقیقہ سعی کا اوٹھا نرکھا۔ اس خطبہ کو چونکہ بہت بڑا ہے

ہم آیندہ موقع پر بیان کرینگے۔ مگر اسمین کچھ ذکر ہبۂ فدک کا یا اپنے قبضہ کا اوسپر نہین فرمایا۔ جو کچھ فرمایا وہ میراث کے متعلق ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ اوس تقریر مین آپ نے فرمایا انتم الآن تزعمون ان لا ارث لنا افحکم الجاھلیۃ تبغون..... یا ابن ابی قحافۃ فی کتاب اللہ ترث اباک ولا ارث ابی لقد جئت شیئاً فریاً۔ افعلی عمد ترکتم کتاب اللہ ونبذتموہ وراء ظھورکم اذ یقول وورث سلیمان داؤد الخ کہ تم گمان کرتے ہو کہ ہمکو میراث نہین مل سکتی کیا جاہلیت کا حکم چلاتے ہو۔ اے ابو بکر کیا خدا کی کتاب مین یہ ہے کہ تم اپنے باپ کے وارث ہوا اور مجھے میرے باپ کی میراث نہ ملے۔ کیا جان بوجھکر تمنے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا اور اوسے پس پشت پھینکدیا۔ خدا تو صاف فرماتا ہے کہ سلیمانؑ وارث ہوے اپنے باپ داؤدؑ کے۔ اور زکریا نے خدا سے دعا کی کہ الٰہی مجھے اولاد دے جو میری اور اولاد یعقوبؑ کی وارث ہو۔ باوجود اسکے تم سمجھتے ہو کہ نہ میرا کچھ حق ہے نہ مجھے باپ کی میراث مل سکتی ہے.... خیر خدا تم سے سمجھے اور قیامت کے دن تمکو معلوم ہو جاے گا۔

(۷) بحار الانوار کے صفحہ ۱۰۴ مین یہ لکھا ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ فاطمہؑ ابو بکر کے پاس آئین اور پوچھا کہ تمھارا کون وارث ہوگا۔ اونھون نے کہا میری اہل اور اولاد۔ آپنے فرمایا کہ پھر مین کیون اپنے باپ کی وارث نہون۔ تب اونھون نے جواب دیا کہ پیغمبرؐ کا کوئی وارث نہین ہوتا لیکن مین اوسے اوسی کام مین صرف کرونگا جسمین پیغمبر خداؐ خرچ کرتے تھے اور اونھین کو دونگا جنکو پیغمبر خداؐ دیا کرتے تھے۔ تب آپ نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی مین جب تک زندہ رہونگی ایک بات بھی تم سے نکرونگی اور پھر جب تک زندہ رہین اونھون نے ابو بکر سے بات چیت نکی۔

(۸) بحار الانوار مین لکھا ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ فاطمہؑ ابو بکر کے پاس آئین اور میراث کا مطالبہ کیا۔ ابو بکر نے کہا کہ پیغمبرون کا کوئی وارث نہین ہوتا۔ تو آپ علی کے پاس واپس تشریف لائین۔ علی نے کہا کہ پھر لوٹ کر جاؤ اور کہو کہ پھر سلیمانؑ داؤدؑ کے کیون وارث ہوے زکریا نے کیون کہا کہ خدایا مجھے ایک ولی دے کہ جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

مگر اونھون نے نہ سنا۔

(۹) بحار الانوار مین جابر بن عبد اللہ انصاری نے امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ علیؑ نے فاطمہؑ سے کہا کہ جاؤ اور اپنے باپ کی میراث کا مطالبہ کرو اسپر حضرت فاطمہؑ ابوبکر کے پاس آئین اور کہا کہ میرے باپ کی میراث مجھے دو۔ اونھون نے جواب دیا کہ پیغمبرؐ کا کوئی وارث نہین ہوتا۔ تب آپ نے فرمایا کہ کیا سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث نہین ہوے۔ اسپر ابوبکر خفا ہوے اور کہا کہ پیغمبرؐ کا کوئی وارث نہین ہوتا تب فاطمہؑ نے کہا کیا زکریاؑ نے یہ نہین کہا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ اسپر بھی اونھون نے یہی جواب دیا کہ النبی لا یورث پھر فاطمہؑ نے کہا کہ کیا خدا نے نہین کہا ہے کہ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ اسپر بھی اونھون نے یہی کہا کہ النبی لا یورث۔

(۱۰) بحار الانوار مین لکھا ہے کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ بعد پیغمبرؐ کی وفات کے فاطمہؑ فدک مانگنے کے لیے آئین ابوبکر نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم سوائے سچ کے کچھ نکہو گی لیکن گواہ لاؤ اسپر وہ علیؑ کو لیگئین اور اونھون نے گواہی دی پھر ام ایمن کو لیگئین اونھون نے بھی شہادت دی اسپر ابوبکر نے کہا کہ ایک مرد یا عورت اور لاؤ تو مین فدک کی سند لکھدون۔

(۱۱) احتجاج طبرسی مین لکھا ہے کہ جب حضرت علیؑ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ابوبکر نے فاطمہؑ کو فدک سے محروم کر دیا تب آپ نے اونکو یہ خط لکھا۔ شَقُّوا مُتَلَاطِمَاتِ أَمْوَاجِ الْفِتَنِ بِحَيَازِيمِ سُفُنِ النَّجَاةِ وَحَطُّوا تِيجَانَ أَهْلِ الْفَخْرِ بِجَمْعِ أَهْلِ الْغَدْرِ وَاسْتَضَاءُوا بِنُورِ الْأَنْوَارِ وَاقْتَسَمُوا مَوَارِيثَ الطَّاهِرَاتِ الْأَبْرَارِ وَاحْتَقَبُوا ثِقْلَ الْأَوْزَارِ بِغَصْبِهِمْ نِحْلَةَ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ فَكَأَنِّي بِكُمْ تَتَرَدَّدُونَ فِي الْعَمَى كَمَا يَتَرَدَّدُ الْبَعِيرُ فِي الطَّاحُونَةِ أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أُذِنَ لِي بِمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ لَحَصَدْتُ رُؤُوسَكُمْ عَنْ أَجْسَادِكُمْ كَحَبِّ الْحَصِيدِ بِقَوَاضِبَ مِنْ حَدِيدٍ وَلَقَلَعْتُ مِنْ جَمَاجِمِ شُجْعَانِكُمْ مَا أُقْرِحُ بِهِ آمَاقَكُمْ وَأُوحِشُ بِهِ مَحَالَّكُمْ فَإِنِّي مُنْذُ عَرَفْتُمُونِي

مُرْدِی الْعَسَاکِرِ وَمُفْنِی الْجَحَافِلِ وَمُبِیْدُ خَضْرَاءِکُمْ وَمُخْمِدُ ضَوْضَاءِکُمْ
وَجَزَّارُ الدَّوَّارِیْنَ اِذْ اَنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ مُعْتَکِفُوْنَ وَاِنِّیْ لَصَاحِبُکُمْ بِالْاَمْسِ
لَعَمْرُ اَبِیْ لَنْ تُحِبُّوْا اَنْ تَکُوْنَ فِیْنَا الْخِلَافَةُ وَالنُّبُوَّةُ وَاَنْتُمْ تَذْکُرُوْنَ اَحْقَادَ بَدْرٍ
وَثَارَاتِ اُحُدٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ قُلْتُ مَا سَبَقَ مِنَ اللّٰهِ فِیْکُمْ لَتَدَاخَلَتْ اَضْلَاعُکُمْ
فِیْ اَجْوَافِکُمْ کَتَدَاخُلِ اَسْنَانِ دَوَّارَةِ الرَّحٰی فَاِنْ نَطَقْتُ تَقُوْلُوْنَ حَسَدَ وَاِنْ
سَکَتُّ فَیُقَالُ جَزَعَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ مِنَ الْمَوْتِ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ اَنَا السَّاعَةَ
یُقَالُ لِیْ هٰذَا وَاَنَا الْمَوْتُ الْمُمِیْتُ خَوَّاضُ الْمَنِیَّاتِ جَوْفَ لَیْلٍ
خَامِدٍ حَامِلُ السَّیْفَیْنِ الثَّقِیْلَیْنِ وَالرُّمْحَیْنِ الطَّوِیْلَیْنِ وَمُکَسِّرُ الرَّایَاتِ
فِیْ غُطَامِطِ الْغَمَرَاتِ وَمُفَرِّجُ الْکُرُبَاتِ عَنْ وَجْهِ خَیْرِ الْبَرِیَّاتِ اَیْهِنُوْا
فَوَاللّٰهِ لَابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اٰنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ اِلٰی مَحَالِبِ اُمِّهٖ هَبِلَتْکُمُ
الْهَوَابِلُ لَوْ بُحْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْکُمْ فِیْ کِتَابِهٖ لَاضْطَرَبْتُمْ اِضْطِرَابَ
الْاَرْشِیَةِ فِی الطَّوِیِّ الْبَعِیْدَةِ وَلَخَرَجْتُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ هَارِبِیْنَ وَعَلٰی وُجُوْهِکُمْ
هَائِمِیْنَ وَلٰکِنِّیْ اَهْوَنُ وَجْدِیْ حَتّٰی اَلْقٰی رَبِّیْ بِیَدٍ جَرَّاءَ صِفْرٍ
مِنْ لَذَّاتِکُمْ خَلْوًا مِنْ طَحْنَاتِکُمْ فَمَا مَثَلُ دُنْیَاکُمْ عِنْدِیْ اِلَّا کَمَثَلِ
غَیْمٍ عَلَا فَاسْتَعْلٰی ثُمَّ اسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی ثُمَّ تَمَزَّقَ فَانْجَلٰی رُوَیْدًا فَعَنْ
قَلِیْلٍ یَنْجَلِیْ بِکُمُ الْقَسْطَلُ فَتَجِدُوْنَ ثَمَرَ فِعْلِکُمْ مُرًّا اَمْ تَحْصُدُوْنَ غَرْسَ
اَیْدِیْکُمْ ذُعَافًا مُمَزِّقًا وَسَمًّا قَاتِلًا وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَکِیْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ خَصِیْمًا
وَبِالْقِیَامَةِ مَوْقِفًا وَلَا اَبْعَدَ اللّٰهُ فِیْهَا سِوَاکُمْ وَلَا اَتْعَسَ فِیْهَا غَیْرَکُمْ وَالسَّلَامُ
عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی یعنی پہلے تو تم فتنون سے بچے اور فخر وغرور کو چھوڑ دیا اور نور نبوت
کی روشنی مین آئے لیکن بالآخر تمنے اہل بیت پاک کی میراث لوٹ لی اور رسول اللہ کا عطیہ چھین کر
بار گناہ سر پر لیا۔ مین دیکھ رہا ہون کہ تم گمراہی مین اسطرح ٹکراتے پھرتے ہو جسطرح اونٹ جنگل مین

پھرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجکو اجازت ہوتی تو مین تلوار سے تمہارے سر اسطرح اوڑا دیتا جسطرح کھیتی کاٹکر ڈھیر کر دیتے ہین۔ اور تمہارے بہادرون کو اسقدر قتل کرتا کہ تمہاری آنکھین پھوٹ جاتین۔ اور تمہارے گھر وحشتناک ہوجاتے۔ تم ابتدا سے مجکو جانتے ہو کہ مین نے فوجین غارت کردی ہین لشکرون کو تباہ کردیا ہے تمہاری سرسبز زمینین تباہ کردی ہین تمہارے ہنگامون کو دبا دیا ہے۔ تمہارے بہادرون کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہین۔ اوسوقت تم اپنے گھرون مین دبکے بیٹھے تھے۔ کل تمنے مجکو اپنا سردار مان لیا تھا۔ لیکن قسم ہے کہ تمنے دل سے کبھی نہین چاہا کہ ہمارے گھر مین خلافت اور نبوت دونون ہے ہنے پائین۔ کیونکہ تمکو بدر کے کینے اور احد کے خون بہا کبھی نہین بھولے۔ بخدا اگر مین خدا کے فیصلے کو جو تمہارے متعلق وہ کرچکا ہے ظاہر کردون تو تمہاری ہڈیان پسلیان اس طرح آپس مین ٹکرا جائین جسطرح چکی کے دونو پاٹون کے دندانے مل جاتے ہین۔ مین کچھ کہتا ہون تو تم کہتے ہو کہ حسد سے کہتا ہون اور چپ رہتا ہون تو لوگ کہتے ہین کہ ابوطالب کا بیٹا موت سے ڈرگیا افسوس افسوس مین خود موت ہون اور میری نسبت یہ کہا جاتا ہے۔ مین مرگ کشندہ ہون۔ مین اندھیری راتون مین معرکو نمین گھس جانے والا ہون مین تیغ وسنان کا حامل ہون۔ مین لڑائی کے ہنگامے مین نیزون کو ٹکراکر توڑ دیتا ہون۔ مین نے رسول اللہ کے سامنے سے شکلین ہٹا دی ہین۔ ذرا ٹھہرو۔ خدا کی قسم ابوطالب کا بیٹا موت سے اس قدر مانوس ہے جتنا بچہ مان کی چھاتی سے۔ تمپر موت آئے خدا نے جو کچھ تمہاری شان مین کہا ہے اگر مین ظاہر کردون تو تم رسی کیطرح بل کھاؤ اور گھر چھوڑکر بھاگو ادھر اودھر ٹکراتے پھرو۔ لیکن مین اپنے جوش کو دباتا ہون اوسوقت تک کہ اپنے خدا سے اس حال مین ملون کہ میرے ہاتھ دنیا کی لذتون سے (جسکو تم محبوب رکھتے ہو) خالی ہون۔ کیونکہ تمہاری دنیا میرے نزدیک گویا ایک ابر ہے جو بلند ہوا پھر دل ار ہوکر ہر طرف چھا گیا پھر پھٹ کر نکل گیا۔ ذرا ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر مین غبار صاف ہوجائے گا اور تم اپنے کیے کا پھل پاؤ گے جو تلخ ہوگا۔ یا اپنے ہاتون کی بوئی ہوئی کھیتی کاٹوگے جو سم قاتل ہوگی۔ اور کافی ہے اللہ کا حاکم ہونا اور رسول اللہ کا مدعی ہونا اور میدان قیامت کا

عدالت گاہ ہونا۔ خدا اوس دن کسی کو تمھارے سوا اپنی رحمت سے دور نرکھے۔ اور
تمھارے سوا کسی کو ہلاک نکرے اور جو ہدایت کے پیچھے چلے اوسپر سلام ہو۔ انتہی۔
(۱۲) بحر الجواہر مصنفہ سید محمد باقر بن سید محمد مطبوعہ ایران صفحہ ۲۳۳ مین جابر جعفی سے یہ روایت
ہے کہ ابوبکر نے اشجع بن مراحم کو جو کہ ایک شجاع آدمی تھا اور اوس کا بھائی علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا
تھا فدک اور مدینہ کی دیگر املاک پر اپنی طرف سے متولی کیا۔ اوسنے اہل بیت کی املاک کو ضبط کر لیا۔
اور اونکی رعایا پر ظلم شروع کیا۔ اون لوگون نے حضرت علیؑ کو خبر دی اور اوسکے ظلم وستم کا استغاثہ
کیا۔ یہ سنتے ہی حضرت علیؑ بعجلت سوار ہوے اور عمامہ سیاہ سر پر رکھا اور دو تلوارین باندھین
اور امام حسینؑ اور عمار اور فضل اور عبداللہ پسران حضرت عباس اور عبداللہ جعفر کو ہمراہ لیا اور اوس
گاؤن کے پاس جو مسجد تھی وہان ٹھہرے۔ اور امام حسینؑ کو بھیجا کہ ابوبکر کے متولی کو بلا لاؤ۔
آپ گئے اور اوس سے کہا کہ امیر المومنینؑ تجھے بلاتے ہین اوسنے کہا کہ کون امیر المومنین آپ نے
فرمایا علی بن ابی طالبؑ۔ اوسنے جواب دیا کہ امیر المومنین تو ابوبکرؓ ہین جو خلیفہ ہین۔ اسپر امام حسینؑ
نے فرمایا اچھا علی بن ابی طالبؑ بلاتے ہین اونکے پاس چلو۔ اسپر اشجع نے کہا کہ مین سلطان ہون
اور علی عوام مین سے ہین اور اونکو مجھسے کام ہے تو خود اونکو میرے پاس آنا چاہیے۔ اسپر
امام حسینؑ نے جواب دیا کہ افسوس ہو تجھپر کیا میرے والد جیسا عوام مین سے ہو اور تو سلطان
اوسنے کہا ہان بیشک۔ تمھارے باپ نے ابوبکرؓ کی بیعت نہین کی مگر بجبر واکراہ۔ اور ہمنے اوسکی
بیعت خوشی سے کی ہے۔ یہ سنکر امام حسین واپس آے اور حضرت علیؓ کو اسکی خبر دی
تب آپ عمار کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ تم اوسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم مثل خانہ کعبہ کے
ہین کہ اوسکے پاس لوگ آتے ہین نہ یہ کہ وہ لوگون کے پاس جاے۔ عمار اشجع کے پاس گئے
اور اوس سے سخت گفتگو کی۔ یہان تک کہ نوبت اسکی پہونچی کہ عمار نے اپنا ہاتھ تلوار کی طرف
بڑھایا۔ اسکی خبر حضرت علیؓ کو پہونچی آپ نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اشجع کو جا کر پکڑ لاؤ۔
اسپر آپ کے اہل بیت جو آپ کے ہمراہ تھے گئے اور اشجع سے کہا کہ آج تو علیؑ کے ہاتھ سے

مارا جاتا ہے اور اوسے پکڑ لائے۔ اوسے دیکھکر آپ نے فرمایا کہ کیا سبب ہے کہ تو نے اہل بیت
کا مال لے لیا اور اوسپر اپنا قبضہ کیا۔ اوسنے جواب دیا کہ کیا سبب ہے کہ تمنے آدمیون کا خون
بہایا۔ اور مین ابو بکر صدیقؓ کے فرمان و مرضی کو تمھاری موافقت و اتباع سے بہتر جانتا ہون
آپ نے فرمایا کہ مین کوئی اپنا گناہ نہین سمجھتا سوا اسکے کہ مین نے تیرے بھائی کو مارا ہے
اور وہ باعث انتقام نہین ہو سکتا خدا تجھے ذلیل کرے۔ اوسنے بھی ایسا ہی سخت جواب
علیؓ کو دیا اور کہا کہ خلفا کے حسد مین تم ہلاک ہوگے۔ اسپر فضل کو غصہ آیا اور اوسکا سر اوڑا دیا اسپر
اشجع کے ہمراہیون نے فضل پر حملہ کیا۔ یہ دیکھکر حضرت علیؓ نے ذوالفقار میان سے نکالی
جبکہ اشجع کے ہمراہیون نے علی کی چمکتی ہوئی آنکھین اور ذوالفقار کی چمک دیکھی تو اپنے ہتیار
پھینکدیے اور کہا کہ ہم اطاعت کرتے ہین۔ علیؓ نے اون سے کہا کہ اس اپنے چھوٹے صاحب
کا سر اپنے بڑے صاحب کے پاس لیجاؤ چنانچہ اوسکے ہمراہی اشجع کا سر لیگئے اور اوسکو
ابو بکرؓ کے سامنے ڈالدیا۔ یہ حالت دیکھکر تمام مہاجرین و انصار جمع ہوے اوسوقت ابو بکرؓ نے
کہا کہ تمھارے بھائی ثقفی نے خدا اور اوسکے رسول کے خلیفہ کی اطاعت کی اور مین نے اوسے
صدقات مدینہ پر متولی کیا۔ اور اب علیؓ نے اوسے اس بری طرح سے مارا اور مثلہ کیا اب چاہیے
کہ تم مین سے جو شجاع ہین وہ جائین اور اس کا تدارک کرین۔ سب اسے سنکر سکتہ مین رہگئے
اور نقش بدیوار ہوگئے۔ ابو بکر نے کہا کہ کیا تم لوگ زبان نہین رکھتے اور کچھ بولتے نہین۔ اسپر
ایک اعرابی نے کہا کہ اگر تم چلتے ہو تو ہم بھی چلتے ہین۔ اور دوسرے نے کہا کہ ملک الموت
کا دیکھنا بہتر ہے علی کے دیکھنے سے۔ ابو بکرؓ نے کہا کہ تم علیؓ سے ڈرتے ہو اور مجھے ایسا جواب
دیتے ہو۔ اسپر عمر متوجہ ہوے اور کہا کہ یہ کام سوائے خالد کے کسی سے نہین ہو سکتا۔ تب ابو بکر نے
خالد سے کہا کہ یا ابا سلیمان تم سیف اللہ ہو اور خدا کی تلوار۔ تم ایک فوج لیکر جاؤ کہ علی نے ہمارے
رفقا مین سے ایک ایسے شخص کو جو شجاعت مین بے نظیر ہے قتل کیا ہے۔ علی کو لے آؤ
اور کہو کہ اگر تم چلتے ہو تو تمھاری خطا معاف ہوگی اور اگر وہ لڑائی پر آمادہ ہون تو اونکو زندہ پکڑ کرلے آؤ

لشکر خالد پانچسو مردان کارزار لیکر روانہ ہوے۔ فضل نے اونکو آتا دیکھکر علیؑ کو خبر کی۔ آپ نے فرمایا کہ تمام صنادید قریش اور سواران ہوازن جمع ہون تب بھی مین اونسے نہین ڈرتا۔ خالد وہان پہونچے اور علی سے پوچھا کہ یہ کیا سخت حرکت تھی جو تمنے کی اور کیون بجھی ہوئی آگ کو مشتعل کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم مجھے اپنی شجاعت اور ابوبکرؓ سے ڈراتے ہو اور نہ مجھے مالک تو یہ جانتے ہو کہ جسکو تمنے مارا اور اوسکی بی بی کو اپنے نکاح مین لائے۔ مین اپنے قاتل کو خود جانتا ہون اور شہادت کی امید رکھتا ہون اور اگر مین چاہون تو تمہین ابھی اس مسجد کے صحن مین مار کر گرا دون۔ اسپر خالد غصہ مین آئے۔ اور آپ نے ذوالفقار نکالی۔ جب خالد نے آپ کی آنکھ اور ذوالفقار کی چمک دیکھی تو گڑگڑانے لگے۔ حضرت نے تلوار کا قبضہ خالد کی پشت پر مارا کہ وہ زمین پر گر گئے یہ حالت دیکھکر ابن صباح نے کہ ایک مرد عاقل تھا کہا کہ بخدا ای علیؑ ہم کچھ براہ عداوت نہین آئے۔ تم شیر خدا اور شمشیر غضب الٰہی ہو ہم سب آپ کے خادم ہین اسپر حضرت امیر المومنینؑ نرم پڑے اور خالد سے مزاح کرنے لگے خالد درد کمر سے بے خود تھے۔ آپ نے فرمایا ای خالد تعجب ہے کہ غدیر خم کا معاملہ تمھاری یاد سے جاتا رہا اور بہت جلد تمنے ناکثین اور خائنین کی بیعت کر لی اور اب چاہتے ہو کہ مجھے قید کر کے لیجاؤ۔ کیا تم حالت عمر بن عبدوُد اور مرحب اور جنگ خیبر کی بھول گئے۔ اسپر خالد نے کہا کہ جو آپ فرماتے ہین وہ مین جانتا ہون لیکن عرب نے آپ کو آپ کی تلوار کے خوف سے چھوڑ دیا ہے۔ اور ہمنے ابوبکر کی بیعت صرف اونکی نرمی اور زائد از استحقاق مال ملنے کی امید پر کی ہے۔

ان روایتون مین جو تناقض اور اختلاف ہے وہ ایسا صریح اور صاف ہے کہ اسمین تاویل کی کچھ گنجائش نہین ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کل روایات متناقضہ کی صحت تسلیم کیجاے اور تسلیم صحت کے بعد دعوی ہبہ کا زبان پر لایا جاے ہم اون اختلافات مین سے بعض ضروری اور ظاہری اختلاف اب بیان کرتے ہین۔

پہلی روایت جو احتجاج طبرسی سے ہمنے نقل کی ہے اوسمین یہ لکھا ہے کہ جب

حضرت فاطمہؑ کا وکیل فدک سے نکال دیا گیا تو وہ خود ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئین اور اون سے سوال کیا کہ کیون میرے باپ کی میراث سے مجھے محروم کرتے ہو۔ اور دوسری روایت مین جو علل الشرائع سے ہمنے لکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابوبکرؓ نے فاطمہؑ کے وکیل کو فدک سے نکال دیا تو حضرت علیؑ مسجد مین آئے اور ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا کہ کیون تمنے فاطمہؑ کے وکیل کو فدک سے نکال دیا علل الشرائع کی روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد نکالے جانے وکیل فدک کے حضرت علیؑ ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ اور احتجاج طبرسی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ اونکے پاس آئین۔ شاید حضرات امامیہ اس کا یہ جواب دین کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ آئے اور دوسری مرتبہ خود حضرت فاطمہؑ آئین۔ مگر چھٹی روایت سے جو احتجاج طبرسی سے ہمنے نقل کی ہے جسمین حضرت فاطمہؑ کے مشہور خطبہ کا ذکر ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ ابوبکرؓ کے پاس سے لوٹین اور گھر پہنچین تو وہان حضرت علیؑ بیٹھے ہوئے اونکا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت فاطمہؑ نے پہونچتے ہی اون پر غصہ کرنا شروع کیا اور نہایت دردانگیز اور غضب آمیز الفاظ مین فرمایا کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائبان با خائفان در خانہ گریختہ و بعد از آنکہ شجاعان دہر را بر خاک ہلاک افگندی و مغلوب این نامردان گردیدہ۔ پسر ابوقحافہ معیشت فرزندانم را می گیرد و تو از جای خود حرکت نمی کنی وغیرہ وغیرہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ نے گھر مین سے قدم بھی باہر نہ نکالا تھا اور اس معاملہ مین ابوبکرؓ کے پاس جانا اور اون سے مطالبہ کرنا اور اونکو ملامت کرنا بایک طرف فاطمہؑ کی کچھ بھی مدد نکی تھی۔ اگر حضرت علی تشریف لیگئے ہوتے اور مہاجرین و انصار کے سامنے ابوبکر صدیقؓ سے مطالبہ کیا ہوتا اور فدک سے وکیل نکال دینے پر اونھین قائل معقول کیا ہوتا تو حضرت فاطمہؑ باوجود عصمت و طہارت کے اپنے خاوند سے اور خاوند بھی کیسے جو سید الاولیا سند الاصفیا قاتل الکفرہ دافع الفجرہ تھے کیون ایسے درشت اور سخت کلمے فرماتین اور اونکے گھر مین چھپ رہنے اور باہر نہ نکلنے پر ملامت کرتین۔

چوتھی روایت جو بحوالہ کتاب الاختصاص بحار الانوار سے ہمنے نقل کی ہے اوس مین ایک ایسی بات لکھی ہے جو دونوں روایات مذکورۂ بالا کی تردید کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جب ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے دعوی کی نسبت یہ کہا کہ پیغمبر خدا کا کوئی وارث نہین ہوتا تو اسے سنکر حضرت فاطمہؓ علیؓ کے پاس گئین اور اون سے یہ سب حال کہا۔ حضرت علیؓ نے اونکو صلاح دی کہ تم پھر ابوبکرؓ کے پاس جاؤ اور اون سے کہو کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ پیغمبر خدا کا کوئی وارث نہین ہوتا حالانکہ سلیمانؑ داودؑ کے اور یحییٰؑ زکریاؑ کے وارث ہوے پھر مین کیون اپنے باپ کی وارث نہون۔ عمرؓ نے کہا کہ یہ سکھلائی ہوئی بات ہے اسپر آپ نے جواب دیا کہ گو مین سکھلائی گئی ہون مگر کس نے مجھے سکھلایا ہے میرے ابن عم علیؓ نے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علی مرتضیٰؑ خود اس معاملے مین ابوبکرؓ سے مطالبہ اور مقابلہ کرنے کے لیے تشریف نہین لے گئے۔ اور نہ حضرت فاطمہؑ کے خیال مین یہ حجت آئی تھی کہ سلیمانؑ داودؑ کے اور یحییٰؑ زکریاؑ کے وارث ہوے۔ اور نہ اپنی طرف سے یہ دلیل اونھون نے پیش کی بلکہ حضرت علیؑ کے فرمانے اور بتانے اور سکھلانے سے حضرت فاطمہؑ دوبارہ دعوی کرنے کے لیے ابوبکر صدیق کے پاس تشریف لیگئی تھین۔ اگر حضرت علیؑ خود تشریف لیگئے ہوتے یا حضرت فاطمہؑ نے اپنی طرف سے یہ حجت پیش کی ہوتی جیسا کہ آپ کے اوس مشہور خطبہ سے پایا جاتا ہے جسکو ہمنے چوتھی روایت مین احتجاج طبرسی سے نقل کیا ہے تو حضرت فاطمہؑ کے بھیجنے اور اس حجت کے سکھانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا اس اختلاف کے بعد بھی حضرت علیؑ کا جانا ابوبکر صدیقؓ کے پاس اور اون کا اس باب مین بحث کرنا کوئی مان سکتا ہے۔

گیارھوین روایت جو ہمنے احتجاج طبرسی سے نقل کی ہے اوسمین یہ لکھا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ابوبکرؓ نے فاطمہؑ کو فدک سے محروم کر دیا تو آپ بہت غصہ مین آئے اور ایک بہت سخت خط ابوبکرؓ کو لکھا جسکے آغاز ان الفاظ سے ہے۔ شقوا متلاطمات امواج الفتن اور جسمین کوئی دقیقہ اپنی مردانگی اور شجاعت کے اظہار

اور مہاجرین و انصار کی گمراہی و ضلال کا باقی نہین رکھا اور اوس عذاب سے جو اونکے لیے خدا نے مقرر کیا ہے بیان کرنے سے بھی تامل نہین فرمایا۔ اگر درحقیقت حضرت علیؑ بذات خود ابوبکرؓ کے پاس تشریف لیگئے ہوتے اور جو کہنا تھا وہ اون سے کہہ آئے ہوتے تو پھر اس خط لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہان شاید یہ کہا جاے کہ آپ نے اول بالمشافہ گفتگو کی پھر یہ خط لکھا تاکہ رکارڈ یعنی دفتر مین ایک تحریری سند صحابہ کے ملامت کی موجود رہے۔ یا اول یہ خط لکھا ہو اور بعد اوسکے جاکر بالمشافہ گفتگو فرمائی ہو۔ مگر پہلی بات تو اس روایت سے ثابت نہین ہوتی اسلیے کہ اس روایت مین یہ لکھا ہے کہ جب حضرت علیؑ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ ابوبکرؓ نے فاطمہؑ کو فدک سے محروم کر دیا تب آپ نے یہ خط لکھا۔ اور دوسری بات کہ اس خط کے لکھنے کے بعد تشریف لیگئے ہون حضرت فاطمہؑ کے اوس غصہ سے جو آپ کے گھر مین بیٹھ رہنے اور مدد نکرنے پر فرمایا صحیح نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ جب حضرت علیؑ ایسا سخت خط لکھ چکے تھے اور غاصبین فدک کو ظالم اور مفسد ٹھرا چکے تھے اور جو سزا خدا نے اونکے لیے رکھی ہے اوسے بھی ایک طرح سے بیان کر دیا تھا اور اگر وصیت پیغمبر مانع نہوتی تو اونکے سر اوڑا دینے کی بھی دھمکی دیدی تھی تو کیونکر ممکن تھا کہ حضرت فاطمہؓ آپ کی مدد نکرنے اور مثل جنین کے خانہ نشین ہو جانے پر غصہ فرمائین اور ایسے کلمات سخت سے آپ کو خطاب کرین۔

پھر چوتھی روایت کے دیکھنے سے ایک اور تناقض اور تخالف پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس روایت مین یہ لکھا ہے کہ علی کے فرمانے سے حضرت فاطمہ آیہ ورث سلیمان داؤد سے حجت کرنے کے لیے ابوبکرؓ کے پاس آئین اور اسپر بھی جب ابوبکرؓ نے شہادت طلب کی تو فاطمہؑ ام ایمن اور علیؑ کو لیگئین اور گو علی کی شہادت کا کہ کیا اونھون نے دی کچھ ذکر نہین ہے مگر ام ایمن کی شہادت رد کی گئی۔ اور عمرؓ نے ام ایمن سے یہ کہا کہ تم ایک عورت ہو اور ایک عورت کی گواہی کافی نہین اور علیؓ اپنا فائدہ چاہتے ہین اسپر فاطمہؑ کھڑی ہو گئین اور خفا ہو کر ابوبکرؓ و عمرؓ کو

بد دعا دینے لگین اور چلی گئین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ ابوبکرؓ کے سامنے شہادت دینے کے لیے آئے تھے۔ اگر یہ سچ ہے تو اس کا سبب نہین معلوم ہوتا کہ اسی وقت جو نہایت موقع اور وقت بحث و گفتگو کا تھا علیؓ نے ابوبکر سے جو کہنا تھا کیون نہ کہا اور فاطمہؓ کو خفا دیکھکر بھی کچھ ہاشمی جلال نہ دکھایا۔ اور گھر جاکر خط لکھا یا دوسرے وقت آکر ابوبکر سے بحث کی۔ اتنا تو بہرحال اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شہادت پیش کرنے کے وقت تک حضرت علی رضؓ نے زبان مبارک سے کچھ نہین فرمایا تھا۔ اور نہایت صبر و تحمل سے واقعات کے دیکھنے اور سکوت کرنے کو اختیار کیا تھا۔ مگر اسی روایت مین پھر یہ ہے کہ حضرت علی رضؓ چالیس دن تک حضرت فاطمہؓ کو سوار کرا کے مہاجرین و انصار کے گھر گھر لیے پھرے اور فاطمہؓ ایک ایک سے فریاد اور استغاثہ کرتی رہین۔ یہان تک کہ معاذ بن جبلؓ سے دو بدو گفتگو ہوئی اور اون سے خفا ہو کر فاطمہؓ چلی آئین۔ اس واقعہ کے بعد جس مین اس روایت کے موافق کم سے کم چالیس روز گذرے ہون گے پھر حضرت علیؓ نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم تنہا ابوبکرؓ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ دوسرے کی بہ نسبت زیادہ نرم دل ہین اور یون کہو کہ اگر فدک تمھارا ہی ہوتا تب بھی اوسکا دینا میرے مانگنے پر تم پر واجب ہے چنانچہ اسکے موافق فاطمہؓ آئین اور یہی بات کہی اوس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ سچ فرماتی ہین کاغذ منگاکر فدک کی سند لکھدی اور جسکو راہ مین عمرؓ نے چھین کر چاک کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی دفعہ حضرت فاطمہ حضرت علیؓ کی تعلیم سے ابوبکر کے پاس نہین گئی تھین بلکہ دو مرتبہ پہلے وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کی حجت پیش کرنے کے لیے دوسرے فدک کو بہ نرمی ابوبکر سے مانگنے کے لیے۔ اور دوسری مرتبہ جہان تک کہ ابوبکرؓ سے تعلق تھا اس روایت کے موافق وہ کامیاب بھی ہوئین۔ بس یہ روایت صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضؓ نے کبھی خود ابوبکر کے پاس جانے اور اون سے بحث کرنے یا اونکو ملامت فرمانے کا ارادہ نہین کیا۔ بلکہ حضرت فاطمہؓ کو سکھا کر بھیجدینے ہی پر کفایت فرمائی اور اگر شہادت کے لیے وہ فاطمہ رضؓ کے ساتھ تشریف بھی لے گئے تو اوس وقت کچھ ارشاد نہین فرمایا۔ اور سکوت ہی اختیار کیا۔

پھر اسی چوتھی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہادت کے رد ہونے کے بعد چالیس دن تک فاطمہؑ کو مہاجرین و انصار کے یہان لیے لیے پھرے۔ اس زمانہ مین کوئی اور دوسری کارروائی آپ نے نہین فرمائی۔ اور جب معاذ بن جبل رضؓ سے گفتگو کر کے اور اون سے خفا ہو کر فاطمہؑ چلی آئین تب پھر آپ نے اونھین ابوبکر کے پاس بھیجا اور وہان فاطمہؑ کی یہ حالت ہوئی کہ عمر رضؓ نے ابوبکر رضؓ کی لکھی ہوئی سند چاک کر دی اور فاطمہؑ کے شکم مبارک پر نعوذ باللہ منہ لات ماری جس سے محسن سقط ہو گئے اور اوسکے بعد پچھتر دن تک فاطمہؑ بیمار رہین اور بعد اوسکے وفات فرما گئین۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعد معاذ بن جبل رضؓ کی گفتگو کے اور فاطمہ رضؓ کے دوبارہ تعلیم پاکر ابوبکر رضؓ کے پاس جانیکا کوئی موقع باقی نرہا تھا کہ فاطمہؑ کے وکیل کو فدک سے نکالے جانیکی خبر سنکر حضرت علی رضؓ ابوبکر رضؓ کے پاس جاتے اور اون سے سوال و جواب کرتے کیونکہ اسوقت تو حالت پہلے سے بدتر ہو گئی تھی اور ایک تازہ مصیبت پیش آگئی تھی جسکے سامنے فدک کا غصب کچھ حقیقت ہی نہین رکھتا۔ یعنی حضرت فاطمہ رضؓ پر عمر رضؓ کے ہاتھ سے وہ ظلم و ستم ہونا کہ جسے دیکھکر کسی آدمی کی غیرت و حمیت گوارا نہین کر سکتی کہ اوسے برداشت کرے اور ایسے دردناک اور نفرت انگیز اور ذلیل کن ظلم کو دیکھتا رہے اور اوسکا بدلہ نلے۔ یہ وقت وہ تھا کہ شیر خدا جوش مین آتے اور ذوالفقار علی نیام سے نکالتے اور بنت رسول پر جو ظلم و ستم ہوا تھا اوسکا بدلہ عمر سے لیتے۔ تعجب ہے کہ ایسے سخت واقعہ پر شیر خدا صبر فرماوین اور بنت رسول کی یہ ذلت اپنی آنکھ سے دیکھین اور کوئی بات تک زبان سے نہ نکالین۔ تو اونکے صبر و استقلال سے جس کا ثبوت شیعون کے خیال کے موافق اس سے زیادہ نہوگا کون امید اور خیال کر سکتا ہے کہ وہ ایک وکیل کے نکال دینے پر غصہ مین آتے اور سوال و جواب کرنے کے لیے مہاجرین و انصار کے مجمع مین جاتے اور ابوبکر سے مقابلہ کرتے یا اونکو ایسا سخت خط لکھتے اور اون کو ظالم اور غاصب بتاتے۔

اس روایت کو بارھوین روایت سے ملاکر دیکھنے سے غالبا ہر شخص کو ایک حیرت ہوگی اور سوائے اسکے کہ اماموں کے اسرار اور اونکے بھید ہم لوگون کی سمجھ سے باہر ہین کوئی بات

زبان سے نہ نکل سکیگی نہ کوئی وجہ سمجھ مین آئیگی کہ کبھی تو شیر خدا ذرا سی بات پر ایسے غضب ناک
ہو جائین کہ سر اوڑا دینے مین بھی دریغ نکرین اور کبھی ایسا سکوت اختیار کرین کہ بڑے سے بڑے صدمہ
پر بھی جس کا بدلہ لینا شرعاً و عقلاً جائز بلکہ واجب ہو زبان تک نہ ہلائین شاید مظہر العجائب و الغرائب
کی شان یہی ہے کہ ایسی عجیب باتین سرزد ہون جو انسانی فہم سے باہر اور طاقت بشری سے
خارج ہون - اس چوتھی روایت مین یہ ذکر ہے کہ حضرت فاطمہؓ سے سند لیکر عمر نے چاک کر دی اور
طمانچہ لگائے اور لاتین ماری یہان تک کہ حمل ساقط ہو گیا مگر حضرت علیؓ نے اف تک نہ کی - اور
بارھوین روایت مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت علیؑ کو اطلاع ہوئی کہ اشجع بن مزاحم نے
جسے ابو بکر نے فدک کے انتظام کے لیے مقرر کیا تھا رعایا پر ظلم شروع کیا ہے تو آپ کو تاب نہ رہی
اس خبر کے سنتے ہی عزیز و اقارب و خدام و ملازمین کو لیکر موقع پر پہونچے اور اشجع کو پکڑ بلوایا اور
گھر کیان سنائین اور اسی پر کفایت نکی بلکہ اوسکا سر اوڑا دیا اور اوسوقت آپ ایسے جوش مین
تھے اور آپ کی آنکھین ایسی چمکتی اور آپ کی ذوالفقار ایسی دمکتی تھی کہ سب تھر تھرانے لگے
اور اشجع کے ہمراہی سب ہتیار پھینک کر بھاگ گئے - اور پھر جب اشجع کے قتل کے بعد خالد
اونکے پاس آئے تو آپ نے اون سے غصہ مین فرمایا کہ کیا تم مجھے بھی مالک بن نویرہ جانتے
ہو اور اسپر جب خالد غصہ مین آئے تو آپ نے ذوالفقار نکالی جسکی چمک دیکھکر وہ گڑگڑانے لگے
اور آپ نے تلوار کے قبضہ کو خالد کی پشت پر مارا کہ وہ زمین پر گر گئے - اس روایت سے شان
حیدری ثابت ہوتی ہے اور اسد اللہی کا جلوہ نظر آتا ہے اور زمین و آسمان سے آپ کی شجاعت
و حمیت پر مرحبا اور تحسین کی آوازین آتی ہین اور لافتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کا غلغلہ ہر شجر
و حجر کی زبان سے سنائی پڑتا ہے - مگر یہ تمام حالت حیرت اور تعجب سے بدل جاتی ہے جبکہ ہم
یہ دیکھتے ہین کہ یہ اسد اللہی شان اوسوقت کیون نہ دکھائی گئی جبکہ عمر نے جو بقول شیعون کے
ایک نامرد اور ذلیل اور کم رتبہ آدمی تھے بنت رسول کو صدمہ پہونچایا - اونکو طمانچہ لگائے اونکو
لاتین مارین اونکا حمل گرا دیا - اس موقع پر کیون ذوالفقار علی نیام مین رکھ لیگئی اور کیون

حیدری صولت اور غضنفری ہیبت پر صبر و شکیبائی غالب آگئی - حالانکہ شرعا و عقلا یہ موقع
نہ صبر کا تھا نہ تحمل کا - بلکہ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ کے موافق کم سے کم
اسکا بدلا عمر کو دینا تھا تاکہ بنت رسول کی ذلت کا مزہ وہ چکھتے اور اس ظلم و ستم کی سزا خدا کے
شیر کے ہاتھ سے پاتے - افسوس ہے کہ ان روایتون سے حضرات شیعہ کا یہ مطلب تو حاصل نہوا
کہ جو الزام اپنے غلط خیال اور فساد عقیدت کے موافق صحابہ پر اور حضرات شیخین پر لگانا چاہتے
تھے وہ ثابت ہو بلکہ ان جھوٹی اور وضعی روایتون سے اہل بیت کرام اور خاندان نبوت پر ایسے
جھوٹے داغ لگا دیے گئے اور وہ باتین جس سے اونکی شان ارفع و اعلی تھی بلکہ جنکے خدام اور
نام لیوا بھی اوس سے مبرا اور منزہ تھے اونکی طرف منسوب کر دی گئین - اور مخالفین اسلام کے
لیے ایک ایسا مجموعہ تیار کر دیا گیا کہ جسکے دیکھنے سے نہ صرف اونکو تعجب اور حیرت ہو بلکہ نفس اسلام
پر وہ شک اور بانی اسلام اور اوسکے خاندان کے چلن پر شبہ کرنے لگین - افسوس ایسی محبت پر -
تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا -

چوتھی روایت مین جو کتاب الاختصاص سے بیان کی گئی ہے یہ لکھا ہے کہ بعد اس کے
کہ علی مرتضی فاطمہ رض کو چالیس دن تک مہاجرین و انصار کے گھر گھر لیکر پھرے اور کسی نے مدد نکی
معاذ بن جبل رض سے دو بدو فاطمہ رض سے گفتگو ہوئی وہ اون سے خفا ہوکر چلی آئین تو علی مرتضی رض نے
فاطمہ ع سے کہا کہ ابو بکر نرم دل ہین اون سے جاکر فدک مانگو کہ وہ اپنا ہی سمجھکر دیدین چنانچہ وہ گئین اور
اون کے اسطرح پر مانگنے سے ابو بکر نے فدک کی سند لکھدی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع
پر کچھ سوال و جواب نہوا تھا بلکہ ہنسی خوشی سے صرف حضرت فاطمہ ع کے مانگنے پر ابو بکر نے اونھین
سند لکھدی تھی لیکن تیسری روایت مین جو بحوالہ مصباح الانوار بحار الانوار سے نقل کی گئی ہے
اوسمین فدک کے سند لکھدینے کا بیان دوسرا ہے اور اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو بکر
وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ کی حجت پیش ہونے پر قائل ہوے اور فاطمہ ع کے دلائل سنکر مجبور تب
فدک کی سند فاطمہ ع کو لکھدی اور اوسپر علی اور ام ایمن کی گواہی بھی ہوئی - اس سے معلوم ہوتا ہے

کہ سند لکھنے کا سبب ابو بکر کا فاطمہؑ کی حجتون سے قائل ہو جانا تھا۔ اور نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہؑ تنہا تشریف نہ لیگئین تھین بلکہ علی اور ام ایمن بھی اونکے ساتھ تھے ورنہ اونکی گواہی اوس سند پر جو ابو بکرؓ نے لکھی کیونکر ہوتی اور پھر اوس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ راہ مین عمرؓ فاطمہؓ کو ملے اور اون سے پوچھا کہ آپ کہان سے آتی ہین اونھون نے کہا ابو بکر کے پاس سے آتی ہون اور اونھون نے مجھے سند بھی فدک کی لکھدی ہے۔ عمر نے کہا اوسے ذرا مجھے تو دکھائیے آپ نے ویدی۔ عمر نے اوسپر تھوکا اور اوسے مٹا دیا جب آگے بڑھین تو علی سے ملے تو اونھون نے فاطمہؑ سے پوچھا کہ آپ اسوقت اتنی خفا کیون ہین تب اونھون نے بیان کیا کہ عمر نے اونکے ساتھ کیا کیا اوسپر حضرت علیؓ نے فرمایا مارکبوامنی ومن ابیک اعظم من ھذا فمرضت کہ ان لوگون نے اس سے بڑھکر میرے اور تمھارے باپ کے حق مین اور دوسری بات نہین کی۔ اور پھر آپ بیمار ہوگئین۔ اس مین ایک تعجب انگیز بات تو یہ ہے کہ سند لکھنے کے وقت تو علی اور ام ایمن موجود تھے پھر وہ فاطمہؑ کے ساتھ گھر تک کیون نہین آئے کیا وہ وہان رہگئے یا اور کہین چلے گئے اور فاطمہؑ کو تنہا روانہ کردیا۔ دوسری اسمین یہ ذکر نہین ہے کہ عمر نے فاطمہؑ کو طمانچہ مارے اور لاتین لگائین اور محسن سقط ہوگئے۔ کیونکہ علی نے صرف اون کو غصہ مین پایا اور مارکبوامنی ومن ابیک اعظم من ھذا کہکر چپ ہوگئے۔ اس سے تکذیب اوس ظلم وستم کی ہوتی ہے جو فاطمہؑ کی نسبت عمرؓ کی طرف سے بیان کیا گیا ہے۔

چھٹی روایت جو احتجاج طبرسی سے ہمنے نقل کی وہ سب سے زیادہ اہم اور قابل غور ہے اور اوس سے ہبۂ فدک کے دعوی کی تکذیب ایسی ثابت ہوتی ہے کہ بغیر اسکے کہ خود اس روایت کو جھوٹا کہا جائے اور یہ خطبہ وضعی قرار دیا جائے دوسرا جواب کوئی بن نہین پڑتا۔ اور اسی واسطے علمائے امامیہ کو اسمین بہت دقت پیش آئی ہے اور نہایت حیران وششدر ہوکر اوسکے متعلق ایسی باتین بنائی ہین کہ جنکو کوئی شخص مان نہین سکتا۔ اس روایت کی تکذیب تو علمائے امامیہ کر نہین سکتے اسلیے کہ اول تو وہ نہایت صحیح روایتون

سے ہے۔ دوسرے اوس روایت کی بنیاد پر بہت بڑی عمارت صحابہ کے ظلم و ستم کی کھڑی کی ہے وہ اس روایت کے غیر معتبر کہنے سے سب ڈھی جاتی ہے۔

خطبہ کی صحت اور عظمت جو شیعون کے نزدیک ہے وہ اس سے ثابت ہوتی ہے کہ علماے امامیہ نے اوسکی صحت کی نسبت بہت بڑے دعوی کیے ہین اور نہ صرف اپنی روایتون سے اوسے بیان کیا ہے بلکہ سنیون کی کتابون سے بھی اوسکے ثابت ہونیکی بہت کوشش کی ہے۔ ملا باقر مجلسی اوسکی نسبت فرماتے ہین اعلم ان هذه الخطبة من الخطب المشهورة التی روتها الخاصة والعامة باسانید متظافرة کہ اسے سمجھ لو یہ خطبہ مشہور ترین خطبون مین سے ہے جسکو شیعہ اور سنی دونون نے معتبر اسناد سے بیان کیا ہے۔ اور کتاب لمعة البیضا فی شرح خطبة الزہرا مین جو خاص اسی خطبہ کی شرح کے لیے لکھی گئی ہے اور ایران مین چھپی ہے اوسکے صفحہ ۱۲۸ مین لکھا ہے والاحتجاج المشهور کالنور علی الطور المسطور فی کتاب مسطور فی رق منشور المعروف بخطبة تظلم الزهراء التی مقصودنا من هذا الکتاب شرحها وکل ما ذکر الی هنا کان مقدمة بالنسبة الیها ونحن نشرع الان فی ایراد تلك الخطبة الشریفة المشتملة علی الایات البینات والبراهین الساطعات والحجج الواضحات والدلائل القاطعات.... الی قوله وبالجملة لا اشکال ولا شبهة فی کون الخطبة من فاطمة الزهراء وان مشائخ ال ابی طالب کانوا یروونها عن ابائهم ویعلمونها ابنائهم ومشائخ الشیعة کانوا یتدارسونها بینهم ویتداولونها بایدیهم والسنتهم اور پھر اسکی فصاحت کی نسبت لکھتے ہین تلك الخطبة الغراء الساطعة عن سیدة النساء التی تحیر من العجب منها والاعجاب بها احلام الفصحاء والبلغاء خلاصہ اس کا یہ ہے کہ منجملہ اون حجتون کے جو حضرت فاطمہؑ نے ابوبکر سے کہین ایک وہ مشہور حجت ہے کہ گویا وہ طور کی روشنی ہے اور لوح محفوظ مین لکھا ہے یعنی وہ خطبہ جو تظلم زہرا کے نام سے مشہور ہے اور جسکی

شرح ہم اس کتاب مین لکھنا چاہتے ہین۔ اور وہ خطبہ مشتمل ہے کھلی نشانیون اور روشن دلیلون اور واضح حجتون اور قطعی برہانون پر۔ اور جسکی صحت مین کچھ بھی شبہ نہین ہے اور بزرگان آل ابی طالب ہمیشہ اوسے اپنے آباو اجداد سے روایت کرتے اور اپنی اولاد کو سکھلاتے چلے آئے ہین اور مشائخ شیعہ کے درس مین وہ رہا ہے اور وہ ہمیشہ اوسے اپنے ہاتھون اور زبانون مین رکھتے چلے آئے ہین۔

جبکہ یہ خطبہ شیعون کے نزدیک ایسا صحیح ہے اور کالنور علی الطور سمجھا جاتا ہے تو جو کچھ اوس سے ثابت ہو کہ فاطمہ ع نے اوسمین یہ بیان کیا اور فلان چیز کا دعوی فرمایا اوسی کو موافق شیعون کے عقیدے کے صحیح سمجھنا اور جس کا اوسمین ذکر نہو اوسکو غلط جاننا چاہیے۔ اسیلیے ہم اس کتاب کے ناظرین سے خصوصًا علماے امامیہ سے امید کرتے ہین کہ اسپر غور فرمائین کہ سارے خطبہ مین کہین اس بات کا ذکر نہین ہے کہ حضرت فاطمہ ع نے فرمایا ہو کہ تمنے فدک مجھسے چھین لیا۔ یا میرے باپ نے مجھے وہ ہبہ کیا تھا۔ یا وہ میرے قبضہ مین تھا نہ صراحۃً نہ اشارۃً ہبہ کا نام اسمین آیا ہے۔ جو کچھ اسمین بیان کیا گیا ہے وہ صرف متعلق میراث کے ہے اور جو کچھ ظلم و ستم کا استغاثہ کیا ہے وہ اسی بات پر ہے کہ ترکہ نبوی نہین دیا گیا۔ اور جو حجتین اور دلیلین اسمین حضرت سیدۃ النساء نے بیان کی ہین مثل وَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ وغیرہ کے وہ سب متعلق میراث کے ہین سو اگر فدک درحقیقت پیغمبر خدا صلعم نے آپ کو ہبہ کیا ہوتا اور وہ آپ کے قبضہ مین ہوتا اور ابوبکر صدیق رض نے آپ کا قبضہ اوٹھا کر اوسپر اپنا قبضہ کر لیا ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اسمین اوسکا کچھ بھی ذکر نہ کیا جاتا اور ایسی بڑی بات جو صراحۃً شرع اور عقل اور قانون اور عام برتاؤ کے خلاف تھی یعنی کسی چیز کو کسی کے قبضہ سے لے لینا خلیفۂ وقت سے واقع ہوتی اوسکا اظہار مہاجرین و انصار اور اصحاب نبوی کے سامنے نکیا جاتا۔

یہ خطبہ جو حضرت فاطمہ ع نے بیان فرمایا طول مین دو جزو سے کم نہین ہے اور فصاحت اور بلاغت مین ہم پلہ قرآن سمجھا گیا ہے اور صحابہ کے ظلم و ستم کا گویا وہ پورا نقشہ ہے اور

اوس وقت یہ فرمایا گیا ہے جبکہ تمام مہاجرین و انصار اور اصحاب نبوی ابوبکر کے پاس موجود تھے۔ اور ایسے دردانگیز لفظون مین بیان کیا گیا کہ سننے والے رونے اور چیخنے لگے تھے تو کیا یہ بات سمجھ مین آتی ہے کہ ایسے موقع اور محل پر حضرت فاطمہ رض اوسی چیز کو بیان نفرماتین جو سب سے زیادہ ضروری اور سب سے بڑھکر اونکی مظلومیت اور خلیفہ وقت کے ظلم کو ثابت کرنیوالی تھی۔

چونکہ یہ ایک بہت بڑی بات تھی کہ ایسے موقع پر اس خطبہ مین ہبہ کا ذکر نکیا گیا اسلیے علماے امامیہ کی توجہ اس طرف مائل ہوئی اور اونھون نے بھی اس امر کو ضروری سمجھکر اوسکے جواب کی فکر کی اور بفحواے الغریق یتشبث بکل حشیش جو کچھ اوسکے جواب مین کہا وہ سراسر لغو اور بالکل بیہودہ ہے جسے کوئی بھی نہین مان سکتا۔ ملا باقر مجلسی بحار الانوار مین اسی خطبہ کی شرح مین ایک مقام پر فرماتے ہین اعلم انہ قد ورد الروایات المتظافرة کما ستعرف فی انہا ادعت فدکا کانت نحلة لہا من رسول اللہ صلعم فلعل عدم تعرضہا فی ہذہ الخطبة لتلک الدعوی لیاسہا عن قبولہم ایاہا اذ کانت الخطبة بعد ما رد ابوبکر شہادة امیر المومنین ومن شہد معہ وقد کانت المنافقون الحاضرون معتقدین بصدقہ فتمسک بحدیث المیراث لکونہ من ضروریات الدین یعنی روایات مستند جیسا کہ تمکو عنقریب معلوم ہوگا اس باب مین وارد ہوئی ہین کہ حضرت فاطمہ رض نے فدک کے ہبہ ہونے کا رسول اللہ صلعم کی طرف سے دعوی کیا تھا۔ پس آپ کا اس خطبہ مین دعوی ہبہ فدک سے تعرض نکرنا شاید اس خیال سے ہوگا کہ آپ اوس دعوی کے قبول ہونے سے مایوس ہوگئی ہونگی۔ اسلیے کہ یہ خطبہ بعد رد کرنے ابوبکر کی شہادت امیر المومنین کو مع اور شاہدون کے ہوا تھا۔ اور جو منافق اوسوقت موجود تھے وہ ابوبکر کے صدق کے معتقد تھے اسلیے حضرت فاطمہ رض نے حدیث میراث سے تمسک کیا کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

یہ جواب جیسا کہ اسکے لفظون سے ظاہر ہے ایسا ہے کہ خود جواب لکھنے والے اور

اون کے ہم مذہب دل سے اوسے قبول نکرتے ہون گے اور جو روایتین ہم اوپر نقل کر چکے اکثر اونمین سے اس جواب کی غلطی ظاہر کرتے ہین - اس جواب مین جو یہ لکھا ہے کہ خطبہ حضرت سیدہؑ نے اوسوقت بیان کیا جبکہ امیر المومنین اور دیگر گواہون کی شہادت ابوبکر نے رد کردی تھی یہ صحیح نہین ہے - اسلیے کہ اس خطبہ کی روایت سے یہ بات ثابت نہین ہوتی کہ بعد تردید شہادت کے یہ خطبہ بیان کیا گیا ہو - بلکہ جو روایت احتجاج طبرسی سے ہمنے بیان کی اوسکے ابتدائی الفاظ یہ ہین روی عبد اللّٰہ الحسن باسنادہ عن اٰبائہ انہ لما اجمع ابوبکر علی منع فاطمۃ فدک وبلغہا ذلک لاثت خمارہا الخ کہ جب ابوبکرؓ نے ارادہ کرلیا کہ فدک سے فاطمہؓ کو محروم کرین اور یہ خبر حضرت فاطمہؓ کو پہونچی تو اونھون نے اوڑھنی اوڑھی اور چادر لپیٹی اور اپنے نوکرون اور قوم کی عورتون کو ساتھ لیکر ابوبکر کے پاس آئین - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا ابوبکرؓ کے پاس یہ تشریف لانا اول ہی مرتبہ تھا اور اوس کا باعث صرف اوس خبر کا پہونچنا تھا جو اونکو ابوبکرؓ کے ارادہ کی پہونچی کہ وہ فدک نہین دینا چاہتے - یا اوسپر تصرف رکھنے سے مانع آتے ہین - اور چونکہ اس روایت مین اس بات کی تصریح نہین ہے کہ یہ خبر کیونکر پہونچی اسلیے ظاہر ہے کہ جواب مین جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعد تردید شہادت کے حضرت فاطمہؓ تشریف لیگئین صرف قیاسی ہے - مگر یہ قیاس صحیح نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ الفاظ بلغہا ذلک یعنی "جب یہ خبر فاطمہؓ کو پہونچی" اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس سے پیشتر حضرت فاطمہؓ کو کچھ خبر نہ تھی - اور یہ ظاہر ہے کہ شہادت علی اور ام ایمن وغیرہ کی بغیر اونکی اطلاع کے بلکہ بغیر اونکی طلب کے نہین ہوئی - جیسا کہ دوسری روایت مین جو ہمنے احتجاج طبرسی سے نقل کی ہے بیان کیا گیا ہے کہ بعد پیغمبر کی وفات کے فاطمہؓ فدک مانگنے کے لیے ابوبکر کے پاس آئین اونھون نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم سوائے سچ کے کچھ نکہوگی لیکن گواہ لاؤ - اوسپر وہ علیؑ کو لیگئین اور پھر ام ایمن کو - اور چوتھی روایت سے جو ہم نے کتاب الاختصاص سے بحوالہ بحار الانوار نقل کی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول حضرت فاطمہؓ

ابو بکرؓ کے پاس آئین اور میراث کا مطالبہ کیا اور جب ابو بکر نے یہ جواب دیا کہ پیغمبرون کا کوئی وارث نہین ہوتا تو آپ علی کے پاس واپس تشریف لائین۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ پھر لوٹ کر جاؤ اور کہو سلیمانؑ داود کے کیون وارث ہوے اور اوسی کتاب الاختصاص کی روایت مین یہ بھی بیان ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ کو خبر ہوئی کہ اونکے وکیل کو فدک سے نکال دیا تب وہ ابو بکرؓ کے پاس آئین اور اون سے کہا کہ تمنے میرے وکیل کو نکالدیا حالانکہ اوسپر میرے گواہ موجود ہین۔ پس یہ سب روایتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ حضرت فاطمہؓ کا جانا ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ اس کے پہلے ہوا ہوگا اور اس مین تو کچھ شبہ ہی نہین کہ شہادت خود اونھون نے پیش کی اور اونکے سامنے ابو بکرؓ نے اوسے رد کیا اور اسپر وہ خفا ہوئین۔ تو یہی وقت تھا کہ جو کچھ حضرت فاطمہؓ کو فرمانا تھا فرماتین اور جو کچھ ملامت کرنی تھی وہ شیخین اور اصحاب پر کرتین۔ اوس واقعہ کی نسبت جو اونکے سامنے ہوا ہو کون کہہ سکتا ہے کہ اوسکی خبر فاطمہؓ کو پہونچی اور وہ ابو بکر کے پاس گئین اور یہ خطبہ بیان فرمایا۔ یہ تو اوسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ شہادت بغیر اونکی اطلاع کے یا اونکے پیچھے ہوئی ہوتی اور اونکی غیبت مین ابو بکرؓ نے اوسے رد کیا ہوتا۔ اور پھر اسکی خبر کسی نے حضرت فاطمہؓ کو دی ہوتی اور اوسے سنکر اونھین جوش آیا ہوتا اور وہ ابو بکرؓ کے پاس تشریف لیگئی ہوتین اور یہ خطبہ بیان کیا ہوتا۔ واذ لیس فلیس۔

علاوہ اسکے تیسری روایت جو مصباح الانوار سے ہمنے بیان کی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؑ ابو بکرؓ کے پاس گئین اور اون سے فدک کا مطالبہ کیا اور بعد بہت سی حجتون کے ابو بکر نے قائل ہو کر فدک کی سند لکھدی اور حضرت علی اور ام ایمن کی اوسپر گواہی بھی ہوئی۔ مگر جب حضرت فاطمہؓ باہر تشریف لائین تو عمرؓ نے لیکر اوسے چاک کر دیا۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہان تک معاملہ کا تعلق حضرت ابو بکرؓ سے تھا وہ حسب مرضی جناب سیدہؓ کے طے ہو گیا تھا اور اونھون نے سند بھی لکھکر آپ کے حوالہ کر دی تھی جو کچھ ظلم ہوا وہ عمرؓ کی طرف سے ہوا۔ ایسی حالت مین قیاس مقتضی اس کا ہے کہ اگر حضرت فاطمہؓ کو شکایت ہوتی تو وہ ابو بکرؓ کے پاس واپس

تشریف لاتین اور فرماتین کہ تمنے میری حجتین سنکر میرے دعوی کو تسلیم کیا اور مجھے سند بھی لکھدی مگر
تمہارے رفیق نے اوسے چاک کردیا۔ غرضکہ جو کچھ شکایت کرتین وہ عمرؓ کی کرتین اور اگر ابوبکرؓ نہ سنتے
تو صحابہ سے شکایت کرتین اور اون سے فرماتین کہ دیکھو جنکو تمنے خلیفہ کیا ہے اور جو مسلمانون
کے سردار بنے ہین اونکی یہ حالت ہے کہ ابھی مجھے سند فدک کی لکھدی اور اون کے رفیق نے
اوسے پھاڑ ڈالا اور اب یہ اوسکے ساتھ ہوگئے اور اوسکے کیے کو تسلیم کرلیا یہ کیسا ظلم ہے اور یہ
کیسے خلیفہ ہین۔ اگر ایسا فرماتین تو ضرور اصحاب نبی کو جوش آتا اور ابوبکر پر اعتراض کرتے اور
عمرؓ کو برا بھلا کہتے۔ اور اگر سب ایسا نکرتے تو کم سے کم وہ لوگ جو رفقاے علی مین سے تھے
اور ظاہراً یا باطناً اہل بیت کے طرفدار اونکو موقع ملتا اور فاطمہؑ کی تائید مین بہت کچھ کہتے اور
ابوبکرؓ و عمرؓ پر ملامت کرتے۔ یہ باتین جو قرین قیاس ہین وہ تو چھوڑ دی گئین اور ہوا تو یہ ہوا
کہ حضرت فاطمہؑ پھر ابوبکر کے پاس گئین۔ اور اون سے حجت کی تو صرف میراث کی اور دلیل پیش
کی تو صرف ترکہ کے متعلق۔ ان واقعات مین سے کسی واقعہ کا ذکر نکیا۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت فاطمہؑ کا جانا ابوبکرؓ کے پاس بعد تردید شہادت یا بعد تحریر سند یا بعد کسی قسم کی اطلاع
کے جو اونکو اول سے ملی ہو نہ تھا۔ بلکہ پہلی ہی خبر جب اونکو ملی تو وہ غصہ مین آئین اور نہایت غیظ
وغضب کی حالت مین مع خدام اور زنان بنی ہاشم کے تشریف لیگئین اور صرف میراث
کے نہ دینے پر فرمایا جو کچھ کہ فرمایا۔

علاوہ اسکے پانچوین روایت جو مفضل ابن عمر نے امام جعفر صادقؑ سے بیان کی ہے
اور جسے ہم بحار الانوار سے نقل کرچکے ہین ملا باقر مجلسی کے جواب کو بالکل باطل کرتی ہے
اسلیے اوسمین فاطمہؑ کا ابوبکرؓ کے پاس جانا اپنی مرضی سے بیان نہین کیا گیا بلکہ حضرت علیؑ کے
فرمانے سے کیونکہ اوس روایت مین لکھا ہے کہ جب ابوبکر نے یہ منادی کرائی کہ جس کسی کا رسول اللہ
پر قرض ہو یا کوئی وعدہ تو وہ میرے پاس آئے کہ مین اوسکو ادا کر دونگا اور جابر اور جریر بجلی کا
وعدہ پورا بھی کیا تو علیؑ نے فاطمہؓ سے کہا کہ ابوبکر کے پاس جاکر فدک کا ذکر کرو فاطمہؑ نے اوسنے

فدک اور خمس اور فئے کا ذکر کیا ابو بکرؓ نے کہا کہ گواہ لاؤ- اسپر اول تو فاطمہؑ نے بہت کچھ دلیلین پیش کین اور قرآن کی آیتین اپنے دعوی کی تصدیق مین بیان فرمائین مگر جب عمرؓ نے کہا کہ یہ فضول باتین چھوڑو اور گواہ لاؤ- اوسپر آپ نے علیؑ اور حسنینؑ اور ام ایمن اور اسما کو بلوا بھیجا اور ان سب نے آپ کے دعوی کی پوری پوری گواہی دی جب وہ شہادتین رد کی گئین تو اوسوقت علیؓ نے فرمایا کہ فاطمہؑ ایک جزو رسول کی ہین جو اونکو ایذا دیگا وہ رسول اللہ صلعم کو ایذا دیتا ہے اور جو اونکی تکذیب کرتا ہے وہ رسول اللہ صلعم کی تکذیب کرتا ہے- اسپر عمرؓ نے کہا کہ جو تم اپنی تعریف کرتے ہو تم ویسے ہی ہو لیکن اون لوگون کی شہادت جسمین اونکا فائدہ ہو مقبول نہین تو علی نے کہا کہ جب ہم ایسے ہین جیسا تم جانتے ہو اور انکار نہین کرتے اور پھر ہماری شہادت ہمارے لیے مقبول نہین تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور پھر اسی پر قناعت نہین فرمائی بلکہ جناب امیر نے اونکو برا بھلا بھی کہا اور یہ فرمایا کہ تم لوگون نے خدا اور اوسکے رسول کی سلطنت پر جست کی اور اوسکے گھر سے غیر کے گھر کی طرف بے گواہ وحجت کے نکال دیا- قریب ہے کہ ظالمون کو اپنے ظلم کا بدلہ معلوم ہو جاے اور یہ آیت پڑھی وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ پھر فاطمہؑ سے کہا کہ چلو خدا ہی ہمارا فیصلہ کریگا وَھُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ واقعہ گذرا وہ جناب امیرؑ اور حضرت سیدہؑ کے سامنے گذرا اور دونوسے حجتین ہوئین اور دونو نے قرآنی دلائل پیش کیے اور دونو نے جو کچھ کہنا تھا کہا اور جبکہ اونکا دعوی نہ سنا گیا اور اونکی دلیلین رد کر دی گئین اور اونکی شہادتین جھٹلائی گئین تو خود جناب امیرؓ نے جناب سیدہؑ سے کہا کہ چلو خدا ہی ہمارا فیصلہ کریگا- وہو خیر الحاکمین- تو اسکے بعد کونسا موقع باقی رہا تھا کہ حضرت فاطمہؑ دوبارہ یا سہ بارہ تشریف لاتین اور میراث کے دعوی پر دلائل پیش کرتین اور صحابہ کو برا بھلا کہتین- اور کیونکر یہ بات سچ ہو سکتی ہے کہ جب اونکو خبر ہوئی کہ ابو بکرؓ نے فدک سے اون کو محروم کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تب وہ تشریف لاتین اور خطبہ مین بیان کیا جو کچھ بیان کرنا تھا وہ روایت مذکورۂ بالا سے ظاہر ہے کہ جناب سیدہؑ کے مواجہہ مین حضرت علی کر چکے تھے اور ابو بکر وعمرؓ کو

ظالم اور خدا اور رسول کی سلطنت کا غصب کرنیوالا علی رؤس الاشہاد کہہ چکے تھے - اوس جلسہ مین کونسی بات تھی جو اوٹھا رکھی گئی تھی جسکے لیے حضرت فاطمہؑ کو پھر تکلیف فرمانے اور ایسے طویل اور فصیح و بلیغ خطبہ کے بیان کرنیکی ضرورت باقی رہگئی تھی -

پانچوین روایت کتاب الاختصاص سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تین مرتبہ حضرت فاطمہؑ ابو بکرؓ کے پاس گئین - اول مرتبہ تو یہ خبر پاکر کہ اونکا وکیل فدک سے نکال دیا گیا - دوسرے مرتبہ حضرت علیؓ کے فرمانے سے آیہ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کی حجت پیش کرنے کے لیے - اور تیسرے مرتبہ پھر حضرت امیرؑ کے کہنے پر کہ جب ابو بکر تنہا ہون تب جاؤ کہ وہ دوسرے کی نسبت زیادہ نرم دل ہین پس جو کچھ حضرت سیدہؑ کو فرمانا تھا وہ انھین تین موقعون مین سے کسی موقع پر فرمانا چاہیے تھا مگر پہلی مرتبہ تو اس خطبہ کا ارشاد فرمانا ثابت ہی نہین ہو سکتا - ایسلیے کہ ابو بکر کا یہ جواب کہ پیغمبر خدا کا کوئی وارث نہین ہوتا سنکر خود حضرت سیدہؑ کے خیال مین نہین آیا کہ اسکا کیا جواب دین بلکہ وہ سیدھی جناب امیرؑ کے پاس چلی آئین اور اون سے سارا حال کہا اور اونھون نے فرمایا کہ تم جاؤ اور وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کی دلیل پیش کرو - تو یہ دلیل جسکا خطبہ مین ذکر ہے ابتدائی تقریر مین بیان کیا جانا اوسکا ثابت نہین ہو سکتا - ایسلیے کہ یہ دلیل حضرت فاطمہؑ کے خیال مبارک مین نہ آئی تھی بلکہ حضرت علیؓ نے سکھائی تھی اور اونکی تعلیم کے موافق آپ دوبارہ تشریف لیگئین تھین - دوسری دفعہ بھی اس خطبہ کا بیان فرمانا بعید از قیاس ہے ایسلیے کہ اوسوقت اور اوسی جلسہ مین بعد وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ کے پیش کرنے کے ابو بکرؓ نے شہادت مانگی - اور حضرت سیدہؑ نے علیؑ اور ام ایمن کو بلا کر شہادت دلائی - اور جو کچھ اوسکے بعد ہوا وہ سب مقابلہ مین حضرت امیرؑ اور جناب سیدہؑ کے ہوا - اور اخیر مین حضرت فاطمہ عمرؓ کے اس کہنے پر کہ ایک عورت کی گواہی مقبول نہین ہو سکتی اور علیؓ شہادت سے اپنا نفع چاہتے ہین غصہ مین آکر اوٹھ کھڑی ہوئین اور یہ کہکر اللھم انھما ظلما ابنۃ نبیک صلی اللہ علیہ وآلہ حقھا فاشدد وطأتک علیھما ثم خرجت کہ الٰہی ان دونو نے تیرے نبی کی

بیٹی پر ظلم کیا اور اوس کا حق چھین لیا تو ان پر اپنا سخت عذاب نازل کر۔ اور پھر چلی گئین۔ اگر خطبہ فرمانے کے لیے اسکے بعد تشریف لانا بیان کیا جاے تو وہ ہو نہین سکتا اسلیے کہ اسی روایت مین یہ لکھا ہے کہ اسکے بعد حضرت علیؓ چالیس روز تک مہاجرین و انصار کے گھر گھر فاطمہؑ کو لیے پھرے اور معاذ بن جبلؓ سے گفتگو بھی ہوئی اور جب کسی نے مدد نکی تب علیؓ نے فاطمہؑ سے کہا کہ تم ابو بکر کے پاس جاؤ جبکہ وہ تنہا ہون۔ اور یہ گویا تیسرا موقع تھا جبکہ فاطمہؑ ابو بکرؓ کے پاس گئین۔ اسمین اوس فصیح و بلیغ خطبہ کے بیان کرنیکا کوئی محل ہی نہ تھا اسلیے کہ اس موقع پر ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؑ کی مرضی کے مواقق سند لکھدی تھی۔ اور اسکے بعد چوتھا موقع جانے کا اور اس فصیح خطبہ کے پڑھنے کا باقی ہی نرہا تھا۔ اسلیے کہ جناب سیدہؓ اوس ضرب شدید کیوجہ سے کہ عمرؓ نے ماری اور جس سے حمل ساقط ہوگیا ایسی بیمار ہوگئین کہ اوسی مین انتقال فرمایا۔

غرضکہ جو شخص ذرا بھی غور سے ان روایتون کو دیکھے اور ایک کو دوسری سے ملاوے اوسے اس بات کے تصفیہ کرنے مین کچھ شبہ نہین رہسکتا کہ ہبہ کا دعوی چونکہ اسی خطبہ مین بیان نہین کیا گیا اسلیے وہ دعوی جھوٹا ہے۔ اسلیے کہ حضرات امامیہ اس خطبہ کے جھوٹا ہونیکا اقرار نکرین گے اور جب اس خطبہ کو جھوٹا نہ مانین تو ہبہ کے دعوی کے غلط ہونے مین کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

ملا باقر مجلسی اس اشکال کے جواب مین کہ ہبہ کا ذکر اس خطبہ مین کیون نہین ہوا یہ بھی فرماتے ہین کہ جو منافق حاضر تھے وہ ابو بکرؓ کے صدق کے معتقد تھے اسلیے فاطمہؑ نے حدیث میراث سے تمسک کیا کیونکہ یہ ضروریات دین سے تھا۔ یہ جواب بھی حیرت انگیز ہے اسلیے کہ اگر حدیث میراث سے تمسک کرنا صرف اسلیے تھا کہ وہ ضروریات دین سے تھا اور سامعین پر اوسکا اثر ہوتا تو ہبہ کا دعوی اوس سے زیادہ اہم اور القبض دلیل الملک کی دلیل حدیث میراث سے کچھ کم ضروریات دین سے نہ تھی۔ بلکہ میراث کے دعوی پر تو ابو بکرؓ کو موقع بھی ملا کہ پیغمبر خدا صلعم کے قول کی سند پر میراث کے عام حکم سے ترکہ نبوی کو مستثنی کر دیا اور جو منافق حاضر تھے اور ابو بکرؓ کے صدق کے معتقد اونھون نے اس روایت مین اونھین سچا جانکر اونکی کارروائی کو جائز قرار دیا لیکن اگر حضرت فاطمہؑ

ہبہ کا دعوی فرماتین اور القبض دلیل الملک کے موافق اپنے قبضہ سے فدک کی ملکیت پر دلیل پیش کرتین تو اسکا کوئی جواب ابوبکرؓ کے پاس نہ تھا اور نہو سکتا تھا اور سامعین اونکے ظلم وستم کے قائل ہوجاتے ۔ اور حضرت سیدہؓ کے دعوی کی تصدیق کرتے ۔ اور سب چلا اوٹھتے اور پکارنے لگتے کہ القبض دلیل الملک ضروریات دین سے ہے ۔ اور فاطمہؓ کا قبضہ اوٹھہ دینا اور اونکے وکیل کو نکالدینا صریح ظلم ہے ۔ اور اگر وہ اپنے نفاق اور ابوبکر کے ساتھ شریک ہونیکی وجہ سے بظاہر ایسا نکرتے تو ابوبکرؓ کے ظلم وستم کی حجت تو پوری ہوجاتی۔

وہ واقعہ جو بعد اس خطبہ کے ارشاد اور گھر مین واپس جانے کے واقع ہوا وہ ایسا عجیب اور حیرت انگیز ہے جسکا اثر نہ صرف فدک کے دعوی پر پڑتا ہے بلکہ اصل اصول شیعون کے مذہب کا درہم وبرہم ہوجاتا ہے ۔ یعنی جناب امیر اور حضرت فاطمہ کی عصمت کے دعوی پر بہت کچھ موثر ہوتا ہے ۔ اور اسی سبب سے حضرات شیعہ اوسمین ایسے حیران ہین کہ نہ کچھ اوس کا جواب بن سکتا ہے نہ کوئی بات اپنے اصول کے قائم رکھنے کے لیے اونکے خیال مین آتی ہے ۔ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ یہ خطبہ ارشاد فرماکر مایوس ہوئین تو اون پر ایسا رنج وغم طاری ہوا کہ وہ سیدھی اپنے باپ کی قبر پر تشریف لیگئین اور وہان جاکر بہت کچھ بین کیا اور دردانگیز اشعار پڑھے اور بہت روئین ۔ اور پھر وہان سے گھر کو لوٹین حضرت امیر المومنینؑ اون کے انتظار مین بیٹھے تھے آتے ہی آپ نے جناب امیر سے یہ خطاب کیا کہ جسطرح بچہ ماں کے پیٹ مین پوشیدہ ہوتا ہے اوسی طرح تم پردہ نشین ہوگئے ہو اور مثل ڈرے ہوئے تہمت زدون کے گھر مین چھپ رہے ہو ۔ اور بعد اسکے کہ زمانہ کے شجاعون کو ہلاک کیا اور اون کے کثرت کی پروا نکی اور اون کی شوکت کو خاک مین ملایا اب ان نامردون اور ذلیلون سے مغلوب ہوگئے ہو ۔ ابو قحافہ کا بیٹا ظلم وجبر سے میرے باپ کی بخشی ہوئی چیز اور میرے بیٹون کی معاش مجھسے چھینے لیتا ہے ۔ اور بآواز بلند مجھسے جھگڑا کرتا ہے ۔ انصار میری مدد نہین کرتے اور مہاجرین نے اپنے آپ کو علیحدہ کرلیا ہے ۔ اور تمام آدمیون نے آنکھین بند کرلی ہین نہ اونکا کوئی دفع کرنیوالا ہے نہ مراد دگار

خشمناک مین باہر گئی اور غمناک واپس آئی۔ تمنے اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ بھیڑیے پھاڑتے ہین اور تم اپنی جگہہ سے ہلتے نہین۔ کاش اس ذلت و خواری سے پہلے مین مرگئی ہوتی۔ افسوس میرے حال پر جسپر مجھے بھروسہ تھا وہ دنیا سے چل بسا۔ اور میرا مددگار سست ہوگیا اسکا شکوہ اپنے باپ سے کرتی ہون اور میری فریاد خدا سے ہے فقط۔

اس بیان سے آپکے معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر المومنین ع نے کچھ بھی آپ کی مدد نہین فرمائی اور اس تمام مصیبت کے وقت مین آپ گھر مین چھپے بیٹھے رہے جو کچھ کیا وہ حضرت سیدہ رض نے خود ہی کیا وہی دعوی کرنے کے لیے تشریف لیگئین اونھین نے سوال و جواب کیے اونھین نے جو کچھ سنانا تھا سنایا اور جو کچھ کہنا تھا کہا۔ اور جیسا کہ فرماتی ہین خشمناک باہر گئی اور غمگین واپس آئی۔ اور جناب امیر نے اپنے آپ کو مثل جنین پردہ نشین کرلیا اور اپنے آپ کو ذلیل بنالیا۔ بھیڑیون نے پھاڑا اور شیر خدا اپنی جگہہ سے نہ ہلے۔ اور حضرت علی رض کے اسطرح پر علیحدہ رہنے سے جناب سیدہ ع کو وہ صدمہ پہونچا کہ جسپر فرمانے لگین کہ کاش اس ذلت و خواری سے پہلے مین مرگئی ہوتی اور اس حالت پر اپنے باپ کو یاد کرنے لگین اور اپنا رنج اس طور پر ظاہر کیا کہ جسپر مجھے بھروسہ تھا وہ دنیا سے چل بسا اور جناب امیر کی مدد نکرنے اور اس کارروائی مین کچھ حصہ نہ لینے پر یہ صدمہ ہوا کہ آخر اون سے نرہا گیا اور حضرت علی ع کی نسبت یہ کلمہ زبان سے نکل ہی گیا کہ میرا مددگار سست ہوگیا مین اسکا شکوہ اپنے باپ سے کرتی ہون۔

جناب سیدہ ع کی اس دردانگیز تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ روایتین جن مین بیان کیا گیا ہے کہ جناب امیر فدک کے معاملہ مین ابوبکر رض کے پاس گئے اور اون سے مباحثہ کیا اور فاطمہ ع کے وکیل کے نکال دینے پر ابوبکر صدیق رض کو بہت کچھ برا بھلا کہا اور نہایت قوی دلیلون سے انکا ظلم و ستم ثابت کیا وہ سب جھوٹی ہین۔ خصوصاً وہ روایتین جنمین یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت فاطمہ رض کے مواجہہ مین جناب امیر نے شیخین رض سے مباحثہ کیا اور ملامت کی۔ اور جب اونھون نے کچھ نہ سنا تو یہ کہکر کہ خدا تمھین اسکا بدلہ دیگا اور آیہ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ سناکر

رنج اور غصہ مین اوٹھ کر چلے آئے جھوٹی اور بے بنیاد ہین۔ اسلیے کہ اگر حضرت علی نے ایسا کیا ہوتا اور ابوبکرؓ و عمرؓ سے حجتین کی ہوتین تو کیون حضرت فاطمہؓ ابوبکرؓ کی مجلس سے واپس آ کر حضرت علیؓ پر اپنا رنج و غصہ ظاہر کرتین اور باوجود عصمت و طہارت کے وہ کلمات ارشاد فرماتین جنکا معمولی آدمیون کی زبان سے نکلنا بھی متانت اور ادب اور صبر کے خلاف ہے۔ کیا حضرت علیؓ کی اون کوششونکا جو اونھون نے فدک کے معاملہ مین کین اور اون مدلل تقریرون کا اور اون لاجواب مباحثون کا جو اونھون نے ابوبکر و عمرؓ سے کیے اگر سچ مانین جائین یہی نتیجہ ہوتا کہ حضرت سیدہ گھر مین آ کر ایسے وقت مین جبکہ کوئی سوائے علی رضؓ کے سننے والا نہو اون سے یہ فرمائین کہ "مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائبان در خانہ گریختہ بعد ازان کہ شجاعان دہر را برخاک ہلاک افگندی مغلوب این نامردان گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدہ پدرم او معیشت فرزندانم را از من می گیرد و انصار مرا یاری نمی کنند و مہاجران خود را بہ پناہ کشیدہ اند نہ دافعی دارم و نہ یاوری و نہ شافعی۔ خشمناک بیرون رفتم و غمناک برگشتم خود را ذلیل کردی۔ گرگان میدزدند و می برند و تو از جای خود حرکت نمیکنی کاش پیش ازین ذلت و خواری مردہ بودم"۔

اگرچہ درصورت اسکے کہ جناب امیر فدک کے معاملہ مین سوال و جواب کرنے کے لیے تشریف لیگئے ہوتے یہ خطاب اور یہ ارشاد حضرت سیدہؓ کا تعجب انگیز ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا آپنے غصہ اور رنج مین حضرت علی سے وہ فرمایا جو صحیح نہین تھا یا جناب امیر کی کوششین آپکے نزدیک کافی نہ تھین۔ مگر جناب امیر کا جواب اس سے بڑھکر حیرت انگیز ہے۔ اسلیے کہ درصورت صحیح ہونے اون روایتون کے جنمین حضرت علیؓ کے جانیکا ذکر ہے آپ کو اسطرح سے جناب سیدہ کو تسلی دینی تھی کہ تم اسوقت غصہ اور رنج مین واقعات کا خیال نہین کرتین اور میری کوششون کی کافی قدر نہین کرتین مین نے کونسا دقیقہ اوٹھا رکھا ہے اور کونسی کوشش جو مجھے کرنی تھی وہ باقی ہے۔ تمھارے وکیل کے نکال دینے کی خبر سنتے ہی مین ابوبکر و عمر کے پاس گیا اور بمین المہاجرین والانصار اون سے لڑا اور تمام حجتین اونکے سامنے پیش کین اور ہر طرح سے اونھین قائل کیا۔ اور پھر کیا یہ بات تم بھول گئین کہ آپ کے سامنے شہادت دینے کے بعد مین نے اون سے کیسی مدلل گفتگو کی اور جب اونھون نے نہ سنا تو مین نے

بر ملا اونھین ظالم و گنہگار ٹھہرایا اور خدا کے عذاب سے بھی اونھین ڈرایا اور تھین اپنے ساتھ لیکر اپنے گھر چلا آیا۔ اس سے زیادہ مین اور کیا کر سکتا تھا مگر بجاے اسکے کہ ان واقعات کو یاد دلاتے فرمایا تو یہ فرمایا کہ صبر کرو۔ تمھارا اور تمھاری روزی کا خدا ضامن ہے اور خداوند تعالی نے آخرت مین جو تمھارے لیے مہیا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اِن بدبختون نے تمسے چھین لیا۔

اب سنیے کہ اسکا جواب حضرات شیعہ کیا دیتے ہین اور اس مشکل سے نکلنے مین کیسے کچھ ہاتھ پاون مارتے ہین۔ ملا باقر مجلسی بحار الانوار کتاب الفتن صفحہ ۱۲۳ مین فرماتے ہین کہ اب ہم اس مشکل کو دفع کرتے ہین جو غالبا لوگون کے دلو نمین اس سوال و جواب کے سننے سے پیدا ہوئی ہوگی اور وہ یہ ہے کہ اعتراض فرمانا حضرت فاطمہؓ کا جناب امیر المؤمنینؓ پر کہ اونھون نے اونکی مدد کی اور حضرت سیدہؓ کا جناب امیر کو خطاوار ٹھہرانا باوجود اس بات کے جاننے کے کہ وہ امام ہین اور واجب الاتباع اور معصوم اور باوجود اس بات کے سمجھنے کے کہ اونھون نے کوئی کام نہین کیا الا بحکم خدا اور مطابق وصیت رسول کے جو حضرت سیدہؓ کی عصمت اور بزرگی کے خلاف ہے۔ یہ فرماکر ملا صاحب اسکا یہ جواب دیتے ہین فاقول یمکن ان یجاب عنہ کہ ممکن ہے کہ اسکا یون جواب دیا جاے۔ جواب کے آغاز سے پہلے ہی جو الفاظ ملا صاحب نے بیان فرماے وہ خود اس بات کو بتاتے ہین کہ خود ملا صاحب اس جواب کو قابل تسلی و تشفی نہین سمجھتے تھے۔ پھر اس جواب کی تشریح فرماتے ہین بان ہذہ الکلمات صدرت منہا لبعض المصالح الخ یعنی یہ باتین جو آپ نے بیان فرمائین وہ صرف بعض مصلحتون کی وجہ سے تھین ورنہ حقیقت مین کچھ آپ جناب امیرؓ کے کامون سے خفا نہ تھین بلکہ راضی تھین اور اس کہنے سے غرض آپ کی صرف یہ تھی کہ لوگون کو صحابہ کے اعمال کی قباحت اور اونکے افعال کی شناعت معلوم ہوجاے اور جناب امیر کا سکوت اسلیے نہ تھا کہ آپ ان لوگون کی باتون کو پسند کرتے ہون یا اس سے راضی ہون۔ اور اسطرح کی باتین مصلحتا کہنا عادات اور محاورات مین درست ہین جیسا کہ کوئی بادشاہ کسی اپنے بعض خواص پر کسی معاملہ مین جو رعیت سے سرزد ہوا ہو عتاب کرے گو وہ جانتا ہو کہ وہ خواص اس گناہ سے بری ہے مگر اس عتاب سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ گنہگار رعیت کے جرم کی عظمت لوگون پر معلوم ہوجاے۔ اور مثال

اسکی حضرت موسیٰ کا فعل ہے کہ جب وہ اپنے قوم کیطرف غصہ مین لوٹے اور تختیان پھینک دین اور اپنے بھائی کی ڈاڑھی پکڑ کے اپنی طرف کھینچی اس سے کچھ غرض اونکی ہارون پر عتاب ظاہر کرنا نہین تھا بلکہ لوگون کو بتانا کہ وہ سمجھ جائین کہ اونکی خطا کیسی عظیم ہے - اور اونکا جرم کیسا شدید ہے - آپ کا غصہ اور رنج کی شدت مین جناب امیرؓ سے اس قسم کی باتین کرنا باوجودیکہ آپ جناب امیر کی کارروائی کی حقیقت سے خوب واقف تھین کچھ آپکی عصمت اور عظمت کے خلاف نہین ہے جسکے ادراک سے بندون کے ذہن عاجز ہین -

اسی جواب کو حق الیقین مین ان لفظون سے بیان کیا ہے "مؤلف گوید کہ درین مقام تحقیق بعضی از امور ضرورست - اول دفع شبہ چند کہ ممکن ست در خاطرہا خطور کند - اگر کسی گوید کہ اعتراض فاطمہؑ بر حضرت امیرؑ باوجود عصمت ہر دو چہ صورت دارد جواب گوئیم کہ این معارضہ محمول بر مصلحت ست از برای آنکہ مردم بدانند کہ حضرت امیرؑ ترک خلافت برضای خود نکردہ و بغصب فدک راضی نبودہ و در قرآن بسیاری از معاملات با حضرت رسول شدہ و غرض تہدید و تادیب دیگران ست و ازین قبیل ست آنچہ از حضرت موسی صادر شد در وقتیکہ بسوی قوم برگشت و ایشان عبادت گوسالہ کردہ بودند از انداختن الواح و سر و ریش ہارون را گرفتند بہ پیش کشیدند باآنکہ می دانست کہ ہارون تقصیر ندارد تا آنکہ بر قوم ظاہر شود شناعت عمل ایشان - و مانند عتابی کہ حق تعالی بہ حضرت عیسی خواہد کرد کہ آیا تو گفتی بمردم کہ مراد ما در مراد و خدا بدانید باآنکہ میداند کہ او نگفتہ است و مثل این بسیارست -"

اور صاحب لمعۃ البیضا بھی قریب قریب ایسی تاویل کرتے ہین کما یقول وما فعلت بالنسبۃ الی علی تلک الجرأۃ والجسارۃ مع علمھا بانہ امام مفترض الطاعۃ ولا یلیق بمثلہ ھذہ المخاطبۃ من مثلھا الا لابداء شناعۃ ما فعلہ ابوبکر من تلک الفعلۃ الفظیعۃ علی الامۃ واثبات کفر العمرین کما فعل موسیٰؑ باخیہ من الاخذ بلحیتہ و الضرب علی راسہ حتی یعلم القوم شناعۃ عبادۃ العجل صفحہ ۳۹۳ -

اور صاحب ناسخ التواریخ اس سوال وجواب کے متعلق یہ فرماتے ہین - مکشوف باد کہ اسرار اہل بیت مستورست از مدرکات امثال ما مردم - بلکہ مقدادؓ و ابوذرؓ و سلمانؓ با منزلت السلمان منا اہل البیت بیرون ادب گام نزنند و در رعیدای خاطر تمنای این طلب نہ کنند - و کتی نمیدانم کجا دیدہ ام کہ سلمانؓ در خدمت

امیرالمومنین ؑ از غصب خلافت و تقاعد آنحضرت اظهار ضجرتی کرد۔ علی فرموبان ای سلمان ؓ بنخواہی از اسرار اہل بیت آگاہی بدست کنی بدیہی است کہ بیرون اہل بیت ہیچ آفریدہ را توانائی حمل این بار گران نیست ہمانا فاطمہ ؑ کہ محدثہ بود و بحکم احادیث صحیحہ بعلم ماکان و مایکون عالم بود لاجرم از ان پیش کہ رسول خدا وداع جہان گوید حوادث ہائلہ نازل گردد از مخالفت امت در امر خلافت و ضبط فدک و عوالی آگاہی داشت و بحکم عصمت کہ تشریف موہوبہ یزدانی ست جز بحکم خدا و رضای علی مرتضیٰ سخنی نمی فرمود سخن او سخن عمل عمران بود و کلمۂ او ودیعۂ خداوند رحمن (کدورت ۱۲)

دمناعت محل او از ملکوت و ملک رفیع تر بود تا بعوالی و فدک چہ رسد۔ وچہ بسیار وقت حسنین را گرسنہ می خوابانید و بلغہ یک شبۂ ایشان را بہ سائلی می رسانید مملکت دنیا در چشم او باپر ذبابی بہ میزان نمی رفت فدک و عوالی چیست و حاصل عوالی کدام ست۔ اگر گوئی این خطاب و خطبہ چہ بود و این ہمہ فزع و شکوہ چہ واجب می نمود پس در حضرت امیرالمومنین اظہار جسارت کردن و معذرت جستن با جلباب عصمت بینونت داشت۔ پاسخ این سخن را بدین گونہ ساختگی کنیم کہ اسرار اہل بیت مستور ست بر شرحی کہ مسطور افتاد و الا آنکہ گوئیم بحکم مدرکات عقول ناقصۂ خود آنحضرت ہمی خواست کہ ظالم را از عادل و حق را از باطل باز نماید تا آنانکہ خمیر مایۂ فطرت ایشان از ترشحات زلال ولایت بہرہ یافتہ از طریق ضلالت و غوایت باز شوند و بہ شاہراہ شریعت و ہدایت روند۔ انتہی صفحہ ۹۱۔

ہم اگرچہ ان جوابات کی نسبت ضرورت کچھ بیان کرنیکی نہیں دیکھتے اسلیے کہ ہر ایک سمجھدار آدمی خود ان جوابات سے اوسکی وقعت کا اندازہ کر سکے گا۔ اور اوسے یقین ہو جائیگا کہ بجز اسکے کہ یہ معاملات اسرار امامت سے سمجھے جائیں انسانی فہم سے خارج ہیں مگر مختصراً کچھ کہنا مناسب سمجھتے ہیں۔

بحار الانوار میں جو جواب ملا باقر مجلسی نے دیا ہے کہ مصلحتاً حضرت سیدہ ؓ نے حضرت امیرالمومنین سے ایسی باتیں فرمائیں۔ اور غرض آپ کی صرف یہ تھی کہ لوگوں کو صحابہ کے اعمال کی قباحت اور اونکے افعال کی شناعت ظاہر ہو جاوے۔ غالباً ہر شخص اس جواب کو تعجب اور تاسف کی نظر سے دیکھے گا۔ اور سمجھ لیگا کہ جب کچھ جواب نہ بنا تو مجبوری بمصداق الغریق یتشبث بکل حشیش یہ سمجھکر کہ کچھ نہ کچھ تو کہنا ہی چاہیے ملا صاحب نے جو دل میں آیا وہ لکھدیا مگر اپنا خیال نفرمایا کہ یہ باتیں جو حضرت سیدہ نے جناب امیر سے فرمائیں وہ گھر میں کہیں تھیں جہاں سوائے آپ کے یا گھر کے لوگوں کے کوئی غیر نہ تھا جنکو سنانا منظور ہو۔ اور غیروں کے سنانے کے لیے

کوئی موقع بھی باقی نہ تھا۔ ایسلیے کہ نہ جناب امیر نے کوئی دقیقہ ملامت اور الزام کا صحابہ پر اوٹھا رکھا تھا۔ اور نہ بین المهاجرین والانصار ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے ظلم و ستم کی کوئی بات باقی رکھی تھی۔ اور نہ جناب فاطمہؑ نے اپنے فصیح و بلیغ خطبہ مین اونکی نسبت جو کچھ کہنا تھا اوسمین سے کچھ اوٹھا رکھا تھا کافر اور مرتد اور جہنمی ہونا تک تو اونکا علی رؤس الاشہاد بیان فرمادیا تھا۔ وہ کونسی بات باقی رہگئی تھی جسے حضرت علیؑ پر رکھکر سناتین ہان ملا صاحب اگر یہ فرماتے تو ممکن تھا کہ آسمان کے فرشتہ ہمدردی کرنے اور تسلی دینے کے لیے آپ کی دولت سرا مین آئے تھے اونکو صحابہ کا کفر و نفاق اور اونکے جور و تعدی سنانی منظور ہو گی۔ اونکے سنانے کے لیے غالبا حضرت معصومہ نے حضرت امیر کو مخاطب کرکے یہ خطاب فرمایا ہوگا اور حضرت ہارونؑ اور حضرت موسیٰ کی مثال جو ملا صاحب نے دی ہے وہ بھی اپنے دل کے خوش کرنے کے لیے بیان فرمائی۔ ورنہ اوسکو اس سے کیا نسبت اول تو یہ بات تسلیم نہین کی گئی کہ حضرت ہارونؑ پر عتاب لوگون کے دکھانے کے لیے کیا گیا تھا۔ سوا اسکے جو کچھ حضرت موسیٰ نے کیا وہ علی رؤس الاشہاد تھا۔ نہ آنکہ گھر مین بیٹھکر اور تنہائی مین جہان کوئی دیکھنے والا سوائے فرشتون کے نہو۔ علاوہ برین جناب امیر نے اس خطاب کو جو حضرت سیدہ نے کیا اپنے ہی نسبت خیال کیا تھا نہ جیساکہ ملا صاحب سمجھتے ہین اوسی مصلحت پر مبنی خیال فرمایا تھا۔ ایسلیے کہ اسکے جواب مین جو آپ نے فرمایا اوسکے الفاظ یہ ہین فقال لها امیر المؤمنین لا ویل لک بل الویل لشانئک ثم نهنهی عن وجدک یا بنت الصفوة وبقیة النبوة فما ونیت عن دینی ولا اخطأت مقدوری فان کنت تریدین البلغة فرزقک مضمون وکفیلک مامون وما اعد لک افضل مما قطع عنک فاحتسبی الله فقالت حسبی الله وامسکت اسکا ترجمہ فارسی مین فاضل مجلسی حق الیقین مین اسطرح پر کرتے ہین۔ کہ جناب امیر در جواب ارشاد فرمودند کہ صبر کن و آتش خود را فرونشان ای دختر برگزیدۂ عالمیان و ای باقی ماندۂ ذریت پیغمبر۔ من سستی در امر دین خود نکردم و آنچہ از جانب خدا مامور بودم بعمل آوردم و آنچہ مقدور بود از طلب حق خود دران تقصیر نکردم۔ و روزی ترا و اولاد ترا خدا ضامن ست۔ اس جواب سے کون شخص سمجھ سکتا ہے کہ حضرت علی نے اوس خطاب کو حضرت فاطمہؑ کے اپنی ذات پر محمول نہین فرمایا تھا اور اون کے غصہ کو اپنی نسبت نہین خیال کیا تھا۔ ورنہ آپ کیون یہ فرماتے کہ مین نے کچھ کوتاہی نہین کی

اور جہان تک مجھسے ہوسکتا تھا اوسمین دریغ نہین کیا۔ بلکہ اس جواب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضمناً حضرت سیدہ کو اونکی غلطی پر آگاہ کرنا منظور تھا۔ اور یہ کہنا کہ آپ غلطی پر ہین کیون آپ مجھپر خفا ہوتی ہین اور کیون مجھے ایسی سخت سُست باتین کہتی ہین اور کیون مجھے مثل جنین کے پردہ نشین ٹھہراتی ہین مین نے آپ کی مدد مین کوتاہی نہین کی۔ مین نے آپ کے دعوی کی تائید کی آپکے سامنے صحابہ سے جھگڑا کیا۔ اور جہان تک ممکن تھا اونکو ملامت کی۔ اونکا ظلم وستم ثابت کیا۔ اور چونکہ یہ سب باتین مین نے آپکے سامنے کین پھر بھی آپ مجھپر خفا ہوتی ہین اور مجھے بزدل اور خائف ٹھہراتی ہین یہ آپ کی شان سے بعید ہے۔ اور چونکہ یہ وہ باتین ہین جو شیعون کی روایتون مین بتفصیل منقول ہین اس سے وہ حضرت سیدہ کی عصمت مین خلل پیدا کرتے اور بمقتضاے بشریت آپ کو بیجا غصہ کرنیوالا قرار دیتے ہین۔ سچ یہ ہے کہ حضرات شیعہ مجبور ہین اور بے بنیاد اور غلط بات کے ثابت کرنے مین رقص اجل فرماتے ہین۔ ہر موقع کے لیے اونھون نے ایک روایت بنائی۔ اور ہر اعتراض کے لیے حضرات نے اپنے نزدیک ایک جواب گڑھا اور جھوٹ کو سچ کرنا چاہا۔ کاش وہ ایک ہی روایت اور ایک بات پر قائم رہتے تو اتنی دقت پیش نہ آتی۔ اور ایسی فضیحت نہوتی۔ مگر کثرت روایات اور اختلاف اقوال نے ہمکو جواب دینے کی محنت سے بچالیا۔ اور اوس تناقض اور اختلاف نے جو اونکی روایتون اور بیانون مین ہے اونکے دعویکو ایسا باطل کردیا کہ کسی عدالت مین اونکے دعوی کی ڈگری ہوسکتی ہے۔ نہ غلط بیانی اور جھوٹی شہادت کے پیش کرنیکے الزام سے وہ بچ سکتے ہین

تمت

تقریظ دلپذیر و تحریر بی نظیر از تازہ افکار طبع نازک خیال نکتہ فہم جادو مقال ناثر عدیم البدل ناظم اکمل مولوی محمد مجیب اللہ صاحب وکیل درجہ اول حیدرآباد دکن المتخلص بمجیب

حامداً ومصلیاً خاکپاے انام محمد مجیب اللہ براے نام۔ ناظرین کی خدمت مین عرض پیرا ہے کہ مین نے آیات بینات کا دوسرا حصہ جسمین فدک کا بیان ہے اول سے آخر تک دیکھا مصنف نے بڑی محنت و ذہانت و لطافت کے پیرایہ مین پہلے فدک کی حقیقت مین بعد اوسکی پیداوار اور حدود اربعہ اور یہ امر کہ زمانہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اوسکی آمدنی کس مصرف مین خرچ کیجاتی تھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اوسکے ساتھ کیا برتاؤ کیا آیا وہی حالت اوسکی